امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

خصوصی شمارہ

ماہنامہ شریعت

جلد 4 شوال المکرم / ذی قعدہ 1436 ھج بمطابق اگست / ستمبر 2015ء شمارہ 6,7

عالیقدر امیرالمؤمنین

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ

کے اعلان وفات کے حوالے سے

امارت اسلامیہ کے رہبری شوری اوران کے اہل خانہ کا اعلامیہ

امارت اسلامیہ کے نئے امیر کی تقرری کے حوالے سے امارت اسلامیہ کے رہبری شوری کا اعلامیہ

مرحوم امیرالمومنین کا سوانحی خاکہ

پیغامات تعزیت وبیعت

امیرالمومنین عظمتوں کے وارث

امارت اسلامیہ افغانستان کے نئے زعیم امیر المومنین ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ کا تعارف

امت مسلمہ کے دکھ، درد اور غم کے لمحات میں چند اطمینان بخش باتیں

طالبان کی سیاسی بصیرت، نئی زعامت اور مخالفت

وہی خدا ہے، اب بھی اسی کی رضا چاہتے ہیں

ان حالات میں امارت اسلامی کے خلاف اگر ایک مچھر بھی پر مارے تو میڈیا اس خبر کو بریکنگ نیوز کے طور پر نشر کرتا ہے۔

ملا عبدالحیٔ مطمئن

فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عن عبد الرحمن بن سمرة رضی الله عنه قال قال لی رسول الله ﷺ لا تسئل الامارة فانك ان اعطیتها عن مسئلة وکلت الیها وان اعطیتها عن غیر مسئلة اعنت علیها ۔ روه البخاری و مسلم]

ترجمہ:

سیدنا عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے لئے حکومت کا عہدہ طلب مت کرو، اگر تمہارے طلب کرنے پر تم کو حکومت کی ذمہ داری سپرد کی گئی تو تم اس کے حوالے کردیئے جاؤ گے [اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری کوئی مدد اور رہنمائی نہیں ہوگی] اور اگر تمہاری طلب کے بغیر تم کو کوئی حکومتی ذمہ داری سپرد کی گئی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس میں تمہاری مدد ہوگی۔ [رواہ البخاری والمسلم]

فرمان امیرالمومنین ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ

حضرت امیرالمومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ پوری امت مسلمہ کے لیے ایک ہستی تھے بالخصوص ہمارے اور آپ کے ملک کے لیے۔ انہیں اللہ تعالی نے اپنے پاس بلالیا اور اب ہمارے سروں سے ان کا سایہ اٹھ چکا ہے۔ اللہ تعالی انہیں جنت الفردوس عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالی انہیں وہی مقام عطا فرمائے جو شہدا کے لیے ہے۔

مرحوم امیر صاحب نے جو کارنامے سرانجام دیے، ان کا جو کردار اور موقف تھا، ان کا جو سلوک تھا اپنے مجاہدین اور عام مسلمانوں کے ساتھ، اللہ تعالی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم اسی کو اپنا سکیں اور ہمارا سفر بھی اسی طریقے پر ہو اور وہی ہم سب کے لیے ایک رہنما ثابت ہو۔ ان کے اخلاق، ان کا تقوی، ان کی جرات اور ان کا عزم، یہ سب اپنے آپ میں لانا شاید بہت مشکل ہو ہمارے لیے مگر ہم سب پھر بھی یہی کوشش کریں گے کہ انہیں کا کردار اپنائیں اور ان کا موقف مضبوط پکڑیں۔ ان کا موقف بھی کوئی ذاتی اختراع نہیں تھا بلکہ وہ اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات پر عمل کر رہے تھے۔ یہی ہمارے لیے کافی ہے۔ ہم اور آپ اسی راہ میں اپنا عزم، کردار، اپنی شخصیت اور موقف ویسا ہی رکھیں گے۔

بیعت کی مجلس میں امارت اسلامیہ کے ذمہ داران اور کمانڈروں سے امیرالمومنین ملا اختر محمد منصور کے خطاب کا ایک حصہ

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد 4 شوال المکرم / ذی قعدہ 1436ھ بمطابق اگست / ستمبر 2015ء شمارہ 6,7

مدیر اعلیٰ
ولید افغان

نائب مدیر
شمس ابدالی

مجلس مشاورت
ملا اسد افغان
ہارون بلخی
اکرم تاشفین
محمد فرہاد جانباز
سیف العادل احرار

ڈیزائننگ
مولوی محمد فاروق

قیمت فی شمارہ: 30 روپے
سالانہ زرتعاون: 350 روپے

سالانہ زرتعاون
امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ اور یورپی ممالک.........40 ڈالر
سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات.........30 ڈالر
بنگلہ دیش.........28 ڈالر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ شریعت امارت اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے، جو امارت اسلامیہ کے میڈیا ونگ اور ثقافتی کمیشن کی زیر نگرانی شائع ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری کشمکش، حالات وواقعات اور مظلوم مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے بھیانک مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

عکس درون

نمبرشمار	عنوان	صفحہ
1	امت مسلمہ کے دکھ، درد اور غم کے لحات میں چند اطمینان بخش باتیں	2
2	امیر المومنین رحمہ اللہ کے اعلان وفات کے حوالے سے امارت اسلامیہ کے رہبری شوری اور ان کے اہل خانہ کا اعلامیہ	4
3	امارت اسلامیہ کے نئے امیر کی تقرری کے حوالے سے امارت اسلامیہ کے رہبری شوری کا اعلامیہ	6
4	امیر المومنین رحمہ اللہ کے وفات اور نئے سربراہ کے تعین کے حوالے سے مولوی جلال الدین حقانی صاحب کا پیغام	7
5	امارت اسلامیہ کے زعیم اور موسس امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کا مختصر سوانحی خاکہ	8
6	پیغامات تعزیت وبیعت حصہ اول	15
7	پیغامات بیعت وتعزیت حصہ دوم	20
8	امیر المومنین ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ کا تعارف	32
9	سابق ترجمان امیر لموٴمنین کا خصوصی انٹرویو	38
10	حقائق تسلیم ہوں	41
11	امیر الموٴمنین عظمتوں کے وارث	42
12	کہا جارہا ہے...	43
13	امارت اسلامی کے نئے زعیم ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ	44
14	عمر ثالث کچی بستی سے امارت تک!	45
15	طالبان کی سیاسی بصیرت، نئی زعامت اور مخالفت۔۔۔!!!	46
16	وہی خدا ہے، اب بھی اسی کی رضا چاہتے ہیں	48
17	وحشت ایک بار پھر برما میں	50
18	عجیب دانشور	55
19	امریکہ افغانستان کی تحفظ کا انچارج نہیں	56
20	افغانستان میں امریکی فوجی موجودگی خطے کی سالمیت اور مفادات کے لیے خطرہ	57
21	فیمین ازم افغانستان میں، حادثاتی یا مرتب منصوبہ؟	58
22	اسلامی امارت کی اہمیت	60
23	جہاد فروشوں کا ردعمل	62
24	اروزگان: عزم آپریشن میں 130 چیک پوسٹیں فتح ہوگئیں۔	63
25	ظالم! تونے کیا نخرے کئے	64
26	جنگی جرائم [جون 2015]	66
27	افغانستان جون 2015 میں	68
28	روس اور مغربی ممالک کی سرد جنگ اور خطے پر اس کے اثرات	74
29	رمضان المبارک کے مہینے میں ہونے والے کارروائیوں کا جدول	76

www.shahamat-urdu.com
shariatmagazine@yahoo.com
www.twitter.com/shariatmagazine
www.facebook.com/shariatmagazine

مدیراعلی

اداریہ

امت مسلمہ کے دکھ، درد اور غم کے لمحات میں

چند اطمینان بخش باتیں

یہ رب کائنات کا اٹل قانون ہے کہ جو بھی ذی روح دنیا میں آتا ہے اسے ایک دن اپنے وقت مقررہ پر زندگی کے دن پورے کر کے یہاں سے کوچ کر جانا ہے، وقت مقررہ میں نہ ایک لمحہ کی تقدیم ہو سکتی ہے اور نہ ہی تاخیر۔ چونکہ دنیا دار بقا نہیں اس لئے کوئی بھی یہاں ہمیشہ رہا ہے نہ رہے گا، انبیاء کرام علیہم السلام جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور مقرب بندے ہیں وہ بھی دنیا میں ہمیشہ نہ رہے۔

امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ بھی ایک انسان تھے اور اسی خدائی قانون کے تحت وہ بھی اپنے وقت مقررہ پر دنیا سے رخصت ہوگئے۔ اپنے رب کریم کا یہ فیصلہ ہمیں بسر و چشم منظور ہے اور اس پر راضی رہنا اپنی شرعی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ باقی رہی بات ان کی وفات پر مسلمانوں کے غم، دکھ اور درد کی تو یہ ایک طبعی اور فطری چیز ہونے کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی آپس میں محبت، اخوت اور ہمدردی کی نشانی بھی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے رکھی ہے۔ جس کی وجہ سے ایسی صورتحال میں آنکھیں پرنم ہو جاتی ہیں، یہ الگ بات ہے کہ بعض لوگوں کی مفارقت پر گھر والے روتے ہیں بعض کی جدائی پر گاؤں روتا ہے، بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جب وہ دنیا سے جاتے ہیں تو قومیں ان پر آنسو بہاتی ہیں اور بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی رحلت پر دنیا آنسو بہانے لگ جاتی ہے، رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عام مسلمان کی وفات بھی لوگوں کے لئے باعث دکھ ہوا کرتی تھی، لیکن رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی وفات حسرت آیات کا دکھ اور غم اتنا تھا کہ آج چودہ سو برس گزرنے کے بعد بھی مسلمان اس حادثہ فاجعہ کو سننے کی تاب نہیں رکھتے، سنانے اور سننے والے دونوں کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو گرنا شروع ہو جاتے ہیں۔

امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ دور حاضر میں وہ واحد شخصیت اور ہستی تھی جن سے دنیا بھر کے مسلمانوں کی امیدیں وابستہ تھیں اور جن کے بارے میں سوچ کر دل کو سکون و اطمینان اور دماغ کو راحت ملتی کہ کوئی تو ہے جسے اپنی مظلوم عوام اور مسلمانوں کی فکر دامن گیر ہے، یہی وجہ ہے کہ آج ان کی دنیا سے رحلت پر نہ صرف افغانستان کی مجاہد عوام مغموم ہیں بلکہ پوری اسلامی دنیا کے ہر ہر فرد کا دل غم سے نڈھال ہے۔

امیر المؤمنین کو اللہ تعالیٰ نے جو مقام و مرتبہ عطا فرمایا تھا اس سے شائد متعصب لوگ انکار بھی کریں لیکن تاریخ ان کے اس مقام و مرتبہ کو کبھی بھی فراموش نہیں کرے گی اور کچھ ہی عرصہ بعد واشگاف الفاظ میں آنیوالی نسلوں کو امیر المؤمنین رحمہ اللہ کے اس اونچے مقام اور بلند مرتبہ کے بارے میں بتائے گی

افغانستان پر روسی یلغار کے دوران لاکھوں افغان نوجوان شہید ہوگئے اور انہی قربانیوں کی بدولت جب روس کو شکست ہوئی تو افغانوں سمیت دنیا بھر کے مسلمانوں کے امیدوں کے عین مطابق یہاں عدل و انصاف اور امن وامان پر مبنی اسلامی نظام نافذ ہونے کو تھا کہ بعض اقتدار کے بھوکے بھیڑیوں کی آپس میں کشمکش اور کرسی اقتدار کی کھینچا تانی کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ یہ نظام رائج نہ ہو سکا بلکہ اس مظلوم قوم پر شر و فساد سے بھرا ایک ایسا دور آیا جس میں حکومت نام کی کوئی چیز نہ رہی، ہر طرف افراتفری اور لاقانونیت کا راج تھا، جہاں جس کا زور چلتا وہ وہاں کا حکمران متصور ہوتا، ایک شہر سے دوسرے شہر جاتے ہوئے ڈاکوؤں اور راہزنوں کے سینکڑوں ناکے لگے ہوتے، افغان قوم صحت اور تعلیم سمیت زندگی کی تمام بنیادی سہولیات سے محروم تھی۔ نہ کسی کی جان محفوظ تھی اور نہ ہی کسی کا مال و عزت۔

بدقسمتی یہ تھی کہ یہ حالات سنبھلنے کی بجائے دن بہ دن بگڑتے چلے جا رہے تھے۔ روس کو پسپا کر کے جس دنیا کو افغانوں نے روس کے شر سے محفوظ کیا تھا اس میں کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو اس کٹھن اور پُر آشوب دور میں افغانوں کو سہارا دیتا یا انہیں ان حالات سے نکالنے کے لئے کوئی چھوٹا سا اقدام کرتا۔

ہر طرف ناامیدی کے سائے منڈلا رہے تھے کوئی بھی ایسا دکھائی نہیں دے رہا تھا جس سے افغانستان کے باسی اپنی امیدیں وابستہ کر لیتے۔ انہیں اس بحران سے نکلنے کی ایک فیصد بھی یقین نہیں تھا، پھر حالات نے پلٹا کھایا اور دور دور تک پھیلے ہوئے ناامیدی کے ان بادلوں سے غمخواری، تدبر، شجاعت و بہادری، قربانی، حریت و آزادی اور جرأت لئے ملا محمد عمر مجاہد کی صورت میں ایک شخصیت نمودار ہوئی اور اپنے چند مخلص ساتھیوں کے ساتھ افغانوں کو اس بڑے بحران سے نکالنے کے لئے کمربستہ ہوگئی۔ نیت نیک اور ارادے مضبوط ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہو جاتی ہے، ان کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا، اللہ تعالیٰ کی مدد آئی اور یہ چھوٹی سی چند آدمیوں پر مشتمل جماعت کامیابی کے جھنڈے گاڑتی گئی اور پھر جب دنیا

مدارس کے طلبہ، اساتذہ اور عام نوجوانوں نے دیکھا تو وہ بھی ساتھ شامل ہونے لگے یوں چند آدمیوں کی یہ جماعت ایک بڑی تحریک بن گئی بقول شاعر:

میں اکیلا ہی چلا جانب منزل تھا مگر

ہمسفر ملتے گئے اور کارروان بنتا گیا

اس تحریک کے بانی اور اکثر شرکاء کا تعلق مدارس سے تھا اس لئے اسے تحریک طالبان کے نام سے شہرت ہوئی، اسی تحریک طالبان کی قربانیوں، مسلسل جدوجہد، لگن اور جذبے نے افغانستان کی عوام کو تھوڑے دنوں بعد امن وامان اور عدل وانصاف پر مبنی ایک ایسا نظام دیا جس نے افغانوں کو تحفظ، خوشحالی، امن اور سکون کا ایسا لطیف احساس دیا جس کا انہوں نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔ کیونکہ ایک دور افغانوں نے وہ بھی دیکھا جب گھر کے اندر بھی کسی کی عزت، جان ومال محفوظ نہیں تھا اور آج وہ دیکھ رہے تھے کہ صرافہ بازاروں میں تاجر اپنی بڑی بڑی رقموں پر صرف چادر ڈال کر، دکان کا دروازہ لاک کئے بغیر آذان کی آواز پر مسجد کی طرف لپکتے، نہ انہیں چوری کا خطرہ ہوتا اور نہ پہلے کی طرح کی محافظ کے لباس میں ڈاکو کا۔ کسی لفنگے کو جرأت نہ ہوتی کہ عزت ووقار کی مالک کسی افغان خاتون کو آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے ہاتھ لگانا اور بد تمیزی کرنا تو بہت دور کی بات ہے جبکہ اس سے کچھ ہی عرصہ قبل کوئی خاتون اشد ضرورت کے لئے بھی گھر سے نکلنے سے کتراتی تھی۔

الحمدللہ ہم ایسی قوم ہیں جس کے پاس دنیا کی ہر قوم سے زیادہ ہیروہیں، جن میں سے ہر ایک کا اپنا مقام ومرتبہ ہے لیکن اگر ہم انصاف کی نگاہ سے دیکھیں تو ہمیں صاف دکھائی دے گا کہ مندرجہ بالا کارنامہ کی بدولت ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ ہماری قوم کے بے مثال اور عظیم ہیرو تھے۔

سرزمین افغانستان پر نافذ ہونے والا یہ اسلامی نظام جہاں افغانوں کے لئے خوشی اور راحت کا سامان تھا تو دوسری طرف دنیائے کفر خصوصا امریکہ اور اس کے حواریوں کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکنے لگا، اس ڈر سے کہ کہیں دیگر قومیں بھی اس کا مطالبہ نہ کریں، اس نظام اور اس کو چلانے والے مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے امریکہ نے ۴۸ ممالک پر مشتمل تاریخ انسانی کا سب سے بڑا اتحاد بنا کر افغانستان پر یلغار کر دی۔ کسی کو بھی اس اتحاد کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور ہر کسی نے اپنا سر تسلیم ان کے سامنے خم کیا۔ ہر قسم کی جنگی ٹیکنالوجی اور جدید وسائل سے لیس اس بڑے اتحاد کا مقابلہ کیا تو صرف اس مرد قلندر نے کیا جسے لوگ "ملا محمد عمر مجاہد" کے نام سے جانتے تھے اور تب تک مقابلہ کرتے رہے جب تک اس بڑے صلیبی اتحاد کو ٹوٹنے اور گھٹنے ٹیکنے پر مجبور نہیں کیا۔ اور یہ ایک ایسا کارنامہ ہے جس کی مثال پوری دنیا میں نہیں ملتی۔ مجھے یقین ہے کہ تاریخ ان کے ان کارناموں کو کبھی بھی نہیں بھلا پائے گی، تاریخ صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کی طرح ملا محمد عمر رحمہ اللہ کو بھی مسلمانوں کے عظیم سپہ سالاروں میں شمار کرے گی۔ یہی وجہ ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ان کی وفات مسلمانوں کے لئے ایک ایسا حادثہ ہے جس پر پورے عالم کو رونا چاہئے اور ہمیں تو آنسوؤں کی جگہ خون رونا چاہئے لیکن نہیں! اس لئے کہ اس طبعی اور فطری غم کے ساتھ ساتھ اطمینان اور معنوی خوشی کی کئی باتیں بھی موجود ہیں جس نے مسلمانوں کے لئے اتنے بڑے غم کو بھی ہلکا اور قابل برداشت بنالیا ہے۔

بجا کہ امیر المؤمنین رحمہ اللہ اب ہمارے بیچ نہ رہے، لیکن تاحیات وہ دشمن کے سامنے ایک لمحے کے لئے بھی نہ جھکے اور نہ ہی ساری زندگی ان سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہوئی جس نے ملت مسلمہ کا سر شرم سے جھکا دیا ہو یا افغانوں کی تاریخ پر سیاہ دھبہ بن چکا ہو بلکہ ان کی ہر ادا، ہر بات اور ہر فعل اپنی ایک تاریخ ہے۔

افغانستان پر صلیبی یلغار کے بعد حالات کی سنگینی کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ان سخت اور کٹھن حالات میں بھی امیر المؤمنین رحمہ اللہ ایک دن کے لئے بھی افغانستان سے باہر نہیں گئے، وفات تک افغانستان ہی میں رہے لیکن ٹیکنالوجی کے زور پر دنیا کو فتح کرنے والے امریکی نہ انہیں زندہ پکڑنے میں کامیاب ہوئے اور نہ ہی انہیں شہید کرنے پر قادر ہوئے، اور یہ مسلمانوں کے لئے ایک اطمینان بخش اور بڑی خوشی کی بات ہے۔ خدانخواستہ اگر وہ امیر المؤمنین کو زندہ گرفتار کرتے تو اسے کتنی بڑی فتح سمجھتے اور مسلمانوں کو کتنی تکلیف ہوتی؟ اور اگر وہ انہیں شہید کرنے پر قادر ہو جاتے تو آج اپنی فتح کی کتنے جشن مناتے؟ لیکن اللہ تعالیٰ کا لاکھ شکر ہے کہ انہیں ان دونوں میں سے ایک کا بھی موقع نہ ملا اور ان کی یہ حسرت، حسرت ہی رہی۔

امت مسلمہ کے لئے سب سے زیادہ باعث اطمینان اور اہم بات یہ ہے کہ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کوئی مسلمان امیر شہید یا وفات پا گئے ہیں تو نئے امیر کی تقرری کے بارے میں مسلمان بڑے بڑے اختلافات کا شکار ہو گئے ہیں اور بعض اوقات تو یہ اختلافات قتل وغارت تک جا پہنچے ہیں۔ لیکن الحمدللہ! امارت اسلامیہ کے بڑوں اور چھوٹوں کی کوششیں امارت کے حصول کے لئے نہیں بلکہ اپنے ملک وملت، مسلمانوں کی عزت وناموس کی حفاظت اور صلیبی پنجوں سے وطن عزیز کی آزادی اور یہاں اسلامی نظام نافذ کرنے کے لئے ہیں اسی لئے سب نے امارت اسلامیہ کی قیادت سنبھالنے کے لئے امیر المؤمنین رحمہ اللہ کے معتمد خاص ملا اختر محمد منصور پر اپنے مکمل اعتماد کا اظہار کیا ہے۔

امیر المؤمنین رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے انتہائی فہم وفراست سے نوازا تھا، انہوں نے اپنی زندگی میں ملا اختر محمد منصور کو اپنے نیابت کے لئے منتخب کیا تھا تو اس لئے کہ انہیں ان کی صلاحیتوں کا ادراک تھا اور انہیں اس کا اہل سمجھتے تھے۔ اسی بنا پر امارت اسلامیہ کے اہل الحل والعقد کی شوریٰ نے ملا محمد اختر منصور کو اپنا نیا امیر بنالیا ہے اور اس کے ساتھ ہی امارت اسلامیہ کے مجاہدین، چھوٹے بڑے ذمہ دار، ملک کے دیگر علماء کرام اور مخلص عوام نے ان کے ہاتھ پر بیعت کرنا شروع کیا اور یہ سلسلہ بڑی خوش اسلوبی اور اطمینان سے تاحال جاری ہے۔ الحمدللہ۔

قوم اور پوری امت مسلمہ مطمئن رہے کہ ہمارے نئے امیر ملا اختر محمد منصور، ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے نقش قدم پر چلیں گے، ان کے جاری کردہ مشن کو جاری رکھیں گے، کبھی بھی اپنے اصل مؤقف اور ہدف سے انحراف نہیں کریں گے اور نہ ہی اپنے عالی اہداف پر کوئی سودا بازی کریں گے۔ ان شاء اللہ وما توفیقہ الا باللہ۔

عالی قدر امیر المؤمنین

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ

کے اعلان وفات کے حوالے سے

امارت اسلامیہ کے رہبری شوری اوران کے اہل خانہ کا اعلامیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إن الحمد لله؛ نحمده، ونستعينه، ونستغفره، ونتوب إليه، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله؛ فلا مضل له، ومن يضلل؛ فلا هادي له. ونشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، ونشهد أن محمداً عبده ورسوله، صلى الله عليه وعلى آله وأصحابه وسلم تسليماً كثيرا.

أما بعد. فقد قال الله تبارك وتعالى:

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلاَّ بِإِذْنِ الله كِتَاباً مُّؤَجَّلاً وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ الآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ ﴿١٤٥﴾ وَكَأَيِّن مِّن نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُواْ لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ وَمَا ضَعُفُواْ وَمَا اسْتَكَانُواْ وَاللهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ﴿١٤٦﴾ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلاَّ أَن قَالُواْ ربَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿١٤٧﴾ آل عمران.

ترجمہ: اور کسی نفس کو بھی یہ اختیار نہیں کہ مرجائے مگر اللہ کی اجازت سے مقررہ وقت پر، اور جو شخص دنیا کا بدلہ چاہتا ہے ہم دیتے ہیں اسی میں سے، اور جو دنیا کا بدلہ چاہتا ہے ہم دیتے ہیں اسی میں سے اور ہم شاکرین کو اچھا بدلہ دیں گے۔ اور بہت سے ایسے انبیاء ہیں جن کے ہمراہ لڑے اللہ والے، مگر اللہ کی راہ میں پہنچنے والی مصیبتوں کی وجہ سے سست نہیں ہوئے، اور نہ کمزور ہوئے اور جھکے، اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ اور ان کا کہنا سوائے اس کے نہیں تھا کہ اے ہمارے رب بخش دے ہمارے گناہوں کو اور ہمارے کاموں میں حد سے زیادہ زیادتی کو اور ہماری مدد فرما کافروں پر۔

موت برحق ہے۔ ہمارا اس پر ایمان ہے کہ اللہ کے سوا ہر موجود ذات کو موت پیش آنے والی ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالی کی سب سے محبوب ذات دو جہانوں کے سردار حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی موت کا ذائقہ چکھا ہے اور دنیا سے رحلت فرمائی ہے۔

موت کے اسی حقیقی قاعدے کے پیش نظر امارت اسلامی افغانستان کی قیادت اور ملا محمد عمر مجاہد کا خاندان اعلان کرتا ہے کہ امارت اسلامی کے موسس اور زعیم امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نے لاحق شدہ بیماری کے باعث اپنی جان جان آفرین کے سپرد کردی۔ اس فانی دنیا سے ابدی دنیا کی جانب سفر کیا، انا للہ وانا الیہ راجعون، ورحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ امت مسلمہ کے ایک قابل فخر اور مخلص رہنما تھے۔ انتہائی مشکل حالات میں اسلامی نظام کا گرا ہوا پرچم اٹھایا۔ امارت اسلامی کے نام سے ایک مکمل اور منظم، اسلامی سیاست کے اصولوں کے

مطابق شرعی نظام کی بنیاد رکھی۔ اللہ تعالی نے ان کے ذریعے افغانستان کی سطح پر مسلمانوں کو اسلامی نظام کی نعمت عطا کی، بلکہ پوری دنیا کو حقیقی اسلامی حکومت کا نمونہ دکھادیا۔

ان چند سطور میں ان کے کارناموں کا احاطہ ناممکن ہے اس لیے اصل بات کی طرف آتے ہیں اور وہ یہ کہ عالیقدر امیر المومنین رحمہ اللہ اب اس دنیا سے رحلت کر چکے ہیں۔ ان حالات میں ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ان کی دی ہوئی امانت امارت اسلامیہ کی اسی طرح حفاظت کریں جس طرح انہوں نے کی تھی۔ اسی طرح اسلامی شریعت کو لازم پکڑیں، اسی طرح مخلص اور اللہ تعالی کی ذات پر متوکل رہیں اسی طرح ہر قربانی کے لیے حاضر اور راہ حق میں مومن، متعہد، متوکل، صابر، ثابت قدم اور اللہ سے خوف رکھنے والے رہیں۔ تاکہ اللہ تعالی اس عظیم بوجھ کو اٹھانے اور منزل تک پہنچانے کی توفیق دے۔ اور اسی طرح دنیا وآخرت کی سرخروئی اور کامیابی ہمیں عطا کرے۔

امریکا اور دیگر عالمی کفری جارحیت پسندوں کی جانب سے مرحوم ملا محمد عمر مجاہد کی شدید تلاش جاری تھی اس کے باوجود وہ گذشتہ 14 سال تک اپنے ملک میں رہے کبھی اپنے ملک سے باہر پاکستان یا کسی اور ملک میں نہیں گئے اور اپنی مقام رہائش سے امارت اسلامیہ کی قیادت کرتے رہے۔ ان کی اس عظیم استقامت اور ملک سے باہر نہ جانے پر مضبوط شواہد موجود ہیں۔ کچھ عرصہ قبل انہیں بیماری لاحق ہوئی جس کی وجہ سے بیماری کے آخری دو ہفتوں میں شدید علیل رہے اور انتقال فرما گئے۔

عالیقدر امیر المومنین رحمہ اللہ اگرچہ جسما ایک شخص تھے مگر درحقیقت ایک تحریک، ایک نظریہ اور ایک مقدس منزل کے مالک فرد تھے۔ جو ان کی روح کو خوش کرنا چاہتا ہے اور ان سے وفاداری کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے ان کی میراث امارت اسلامیہ سے وفاداری کرے۔ اسلامی نظام کے دوبارہ قیام کے لیے موجودہ حالات میں بحیثیت مسلمان یہ ہمارے فرد فرد کی ذمہ داری ہے کہ امارت اسلامیہ کی قوت، وحدت، وسعت اور کامیابی کے لیے کوششیں کریں۔ اس مشترکہ گھر کی بنیادیں اور مضبوط کریں۔ کیوں کہ اس صف کی مضبوطی ہی ہمارے مسلمان اور مجاہد عوام کی عزت اور سربلندی کا واحد ضامن ہے۔

مرحوم امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نے امارت اسلامیہ کو ایک ایسی بڑی تحریک کی شکل دی جس کے پیچھے اس کی مضبوط بنیادیں قائم ہیں۔ انہوں نے مدبر اور سنجیدہ خو ساتھی اور منظیم تشکیلات چھوڑیں۔ اس لیے مجاہدین اور تمام مسلمان مطمئن رہیں کہ ان کے ساتھی اور امارت اسلامیہ کے ذمہ داران اللہ تعالی کی نصرت اور مسلمانوں کے تعاون سے عالیقدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی خواہش کے مطابق منزل مقصود تک پہنچائیں گے انشاء اللہ وماذلک علی اللہ بعزیز۔

امارت اسلامیہ کی قیادت، رہبری شور اور عالیقدر امیر المومنین رحمہ اللہ کے خاندان کے فیصلے کے مطابق آج 14 شوال 1436 سے تین دن تک تمام علاقوں کے علماء کرام، مساجد اور آئمہ کرام، قومی اور جہادی شخصیات، امارت اسلامیہ کے ذمہ داران، مجاہدین اور عام مسلمانوں کی جانب سے مرحوم امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کو دعا کے ایصال ثواب اور دعا کی خاطر قرآن کریم کے ختم، فاتحہ خوانی و تعزیت اور دعاوں کا اہتمام کیا جائے گا۔ اور اللہ تعالی سے مرحوم امیر المومنین کے لیے مغفرت اور امارت اسلامیہ کے لیے استحکام اور کامیابیوں کی دعائیں کی جائیں گی

آخر میں ہم امیر المومنین کے ماں شریک بھائی ملا عبد المنان اور بڑے صاحبزادے مولوی محمد یعقوب نے تمام مسلمانوں سے خصوصی درخواست کی ہے کہ ملا محمد عمر مجاہد مرحوم کے دور میں امارت اسلامی کی دور حکومت میں ان کے جتنے بھی حقوق تلفے ہوئے ہیں انہیں معاف کردیں اور دعاوں میں ہمیشہ یاد رکھیں۔ ہم اس بڑے سانحے میں امت مسلمہ خصوصا افغانستان کے مجاہد عوام کو اپنے غم میں شریک سمجھتے ہیں اور سب کے لیے اللہ تعالی سے صبر جمیل کی دعا کرتے ہیں۔

والسلام

امارت اسلامیہ افغانستان رہبری شودی

وخاندان عالیقدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاھد

۱۴۳۶ ھـ ق شوال المکرم ۱۴

۱۳۹۴ ھـ ش اسد ۸

۲۰۱۵ جولائی ۳۰

امارت اسلامیہ کے نئے امیر کی تقرری کے حوالے سے امارت اسلامیہ کے رہبری شوری کا اعلامیہ

الحمدلله رب العلمین والصلوة والسلام علی رسوله محمد و علی آله وأصحابه أجمعین وبعد

مسلمان بھائیو!

جیسا کہ آپ جانتے ہیں امارت اسلامیہ افغانستان کے موسس اور زعیم عالیقدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کچھ عرصہ قبل بیماری کے باعث انتقال کر گئے۔

ان کی وفات کے بعد امارت اسلامیہ کی رہبری شوری اور ملک کے جید علماء کرام اور مشائخ نے امیر کے تعین کے معاملات نمٹانے کا فیصلہ کیا۔ امارت اسلامیہ کے رہبری شوری کے ارکان، مشائخ اور علماء کرام جو شرعی اعتبار سے اہل حل وعقد کے اختیارات کے مالک تھے نے ایک اجتماع میں طویل مشاورت کے بعد ملا محمد عمر مجاہد کے قریبی اور بااعتماد ساتھی امارت اسلامیہ کے سابق چیف سیکرٹری ملا اختر محمد منصور کو امارت اسلامیہ کے سربراہ کی حیثیت سے متعین کر دیا۔

ملا اختر منصور جو ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی جانب سے ان کی حیات میں بھی انہیں اپنا قابل اعتماد ساتھی قرار دیا تھا اور اپنی تمام ذمہ داریاں انہیں دی تھیں اور سالہا سال تک امارت اسلامیہ کے تمام انتظامی معاملات ان کے حوالے کیے گئے تھے ۔ امارت اسلامیہ کی رہبری شوری اور علماء کرام نے بھی انہیں مستقبل کے لیے امارت اسلامیہ افغانستان کی سربراہی کے لیے مناسب اور بااستعداد شخص سمجھا اور انہیں شرعی امیر کی حیثیت سے منتخب کیا۔

زعیم کے انتخاب کے اس اجتماع میں علماء کرام، مشائخ اور امارت اسلامیہ کے رہنماؤں کی جانب سے ملا اختر محمد منصور کے ہاتھ پر امیر المومنین کی حیثیت سے علی السمع والطاعۃ بیعت ہوئی۔ انہوں نے بھی شرعی امیر کی حیثیت سے شریعت کے التزام کا وعدہ کیا۔

اسی طرح اس اجتماع کے مشورے اور تائید سے امارت اسلامیہ کے سابق چیف جسٹس شیخ الحدیث مولوی ہیبت اللہ اخوندزادہ اور مشہور جہادی و علمی شخصیت مولوی جلال الدین حقانی حفظہ اللہ کے صاحبزادے اور امارت اسلامیہ کے جانے پہچانے کمانڈر ملا سراج الدین حقانی کو ان کے نائبین کی حیثیت سے منتخب کیا گیا۔

امارت اسلامیہ کی رہبری شوری امارت اسلامیہ کے اس متعین سربراہ کے لیے اللہ تعالی کی بارگاہ سے استقامت، امانت داری اور شریعت الہیہ سے وفاداری کی دعا کرتی ہے اور امت مسلمہ خصوصا امارت اسلامیہ کے تمام مجاہدین کو شرعی امیر کی حیثیت سے ان کی اطاعت کی دعوت دیتی ہے۔

رہبری شوری امارت اسلامیہ افغانستان

14شوال1436

30جولائی2015

عالیقدر امیرالمومنین رحمہ اللہ کی وفات

اور نئے سربراہ کے تعین کے حوالے سے

عظیم جہادی قائد مولوی جلال الدین حقانی صاحب کا پیغام

الحمد للہ الذی جعل کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام والصلوۃ والسلام علی سیدنا امام المجاہدین المنعوت بشرح الصدر ورفع الذکر الذی حین ارتحل قام صاحبہ وقال من کان یعبد محمدا فان محمدا اقدمات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لایموت وعلی اصحابہ الذین ہم مفاتیح الرحمۃ ومصابیح الغرر رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ———

دنیا بھر کے تمام ہمدردوں، اسلامی ممالک، مسلم ممالک کے عوام، امارت اسلامیہ افغانستان اور خصوصاعالیقدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے خاندان، رشتہ داروں اور دوستوں کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ایک سالم فکر اور مضبوط عقیدے کی بنیاد پر اتنا کہوں گا کہ ہم عالیقدر امیر المومنین رحمہ اللہ کی رحلت پوری اسلامی دنیا، امارت اسلامیہ خصوصا اسلامی جہادی تحریکوں کے لیے بہت بڑا خلا سمجھتے ہیں۔ ان کی مخلصانہ خدمات کو امت کے لیے ناقابل فراموش احساس قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالی انہیں فردوس میں جنت اعلی اور ان کے خاندان کو صبر جمیل اور اجر عطا فرمائے۔

ہم پوری طرح مطمئن ہیں کہ منصور صاحب کا انتخاب پورے غور وخوض اور شرعی طریقے سے کیا گیا ہے۔ اور وہ عالیقدر امیر المومنین رحمہ اللہ کے کماحقہ جانشین ہیں۔ ہم تمام ذمہ داران کو بیعت اور اطاعت کاملہ کی نصیحت کرتے ہیں اپنی اور اپنے مجاہدین کی جانب سے اعتماد دلاتے ہیں کہ جس طرح ہم نے عالیقدر امیر المومنین مرحوم کی اطاعت کی ہے اسی طرح آپ کے زیر قیادت اسلام کے دین مبین کے ہر حکم پر لبیک کہیں گے۔

چونکہ دشمنوں نے اس طرح کے مواقع کا ہمیشہ غلط فائدہ اٹھایا ہے لہذا امارت اسلامیہ کے تمام ساتھیوں کو میری خصوصی وصیت اور نصیحت ہے کہ آپس کا اتحاد واتفاق مضبوط رکھیں۔ ہوشیار رہیں کہ کہیں دشمن کے منفی پروپیگنڈے کا شکار نہ ہوجاو۔ خدا نہ کرے کہ تمہاری بیس سالہ قربانیاں اور خدمات خاک میں مل جائیں۔ اعاذنا اللہ من ذلک۔ اختلاف سے نہ صرف افغانستان کے ضعیف عوام پر برا اثر پڑے گا بلکہ پوری دنیا کے مسلمان اس اختلاف کا شکار ہوسکتے ہیں۔ لہذا اپنی صفوں کو منظم اور متفق رکھو۔ اپنی توجہ شکست خوردہ دشمن پر مرکوز رکھو، آخر میں رب لایزال سے اتفاق، اتحاد، محبت، اطاعت اور فتح مبین کا طلب گار ہوں۔ خوش رہو کامیاب رہو۔

والسلام علیکم

الحاج مولوي جلال الدین حقانی

امارت اسلامیہ کے زعیم اور موسس

امیر المومنین

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ

کا مختصر سوانحی خاکہ

رواں سال 14 شوال 1436ھ کو امارت اسلامیہ کے رہبری شوری اور محترم امیر المومنین کے خاندان کی جانب سے ایک اعلامیہ شائع کیا گیا جس میں یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ امارت اسلامیہ کے موسس اور زعیم امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ دنیا سے رحلت کر گئے ہیں۔

امیر المومنین رحمہ اللہ کی وفات کی خبر کے ملک بھر میں بلکہ ملک سے باہر پوری اسلامی دنیا میں وسیع پیمانے پر اثرات مرتب ہوئے۔ دنیا کے کونے کونے سے مسلمان خاندانوں، مجاہدین، دین پرست طبقات اور افراد نے امارت اسلامیہ کے زعیم کی وفات پر رنج و غم کا اظہار کیا، ان کے لیے دعائیں کیں اور ان کے کارناموں اور قربانیوں کا تذکرہ کر کے عقیدت کا اظہار کیا۔

چونکہ عالیقدر امیر المومنین رحمہ اللہ کی زندگی اور حالات زندگی ایک گرم موضوع بن گیا ہے۔ اس لیے ان کی حیات اور ذاتی زندگی کے حوالے سے کئی دروغ گو صحافیوں، جھوٹے تاریخ نگاروں اور مخصوص حلقوں کی جانب سے ہونے والے غلط پروپیگنڈے کا خاتمہ کرنے کے لیے اس حوالے سے اصحاب علم و قلم اور عام لوگوں کے سامنے وضاحت کے طور پر پیش کرنے کے لیے عالیقدر امیر المومنین رحمہ اللہ کا مختصر سوانحی خاکہ ذیل کی سطروں میں پیش کیا جا رہا ہے۔

• پیدائش اور نسب:

ملا محمد عمر مجاہد کے والد کا نام مولوی غلام نبی، دادا کا نام مولوی محمد رسول اور پر دادا کا نام مولوی باز محمد تھا۔ ہجری شمسی سال 1339 بمطابق 1960 عیسوی افغانستان، صوبہ قندہار، ضلع خاکریز کے گاوں چاہ ہمت کے ایک دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ امیر المومنین کے والد مرحوم مولوی غلام نبی صاحب بھی یہیں خاکریز میں پیدا ہوئے تھے اور اسی علاقے میں مختلف حلقہ ہائے دروس میں دینی تعلیم حاصل کی تھی۔ اسی علاقے میں دینی علوم کی تدریس اور وعظ و نصیحت کے باعث لوگوں میں ایک علمی اور سماجی شخصیت کی حیثیت سے مشہور ہوئے۔

ملا محمد عمر مجاہد کی پیدائش کے دو سال بعد ان کے والد ضلع خاکریز سے قندہار ہی کے ضلع ڈنڈ نودی گاوں منتقل ہو گئے اور آخر تک وہیں پر لوگوں کی دینی تعلیم و تربیت میں مصروف رہے۔ ان کا انتقال یہیں پر ھجری شمسی سال 1344 بمطابق 1965 عیسوی کو ہوا۔ ان کی تدفین قندہار ہی میں طلبہ کے مشہور پرانے قبرستان میں کی گئی۔

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ اپنے والد کی وفات کے بعد پانچ سال کی عمر میں اپنے خاندان کے ساتھ قندہار ضلع ڈنڈ سے اروزگان ضلع دہراود بھیجے گئے جہاں اپنے چچاوں مولوی محمد انور اور مولوی محمد جمعہ کی زیر سرپرستی ان کی زندگی کے ابتدائی مراحل طے ہونے لگے۔

• تعلیم:

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ آٹھ سال کی عمر میں دینی علوم کے حصول کے لیے اروزگان ضلع دہراود کے شہر کہنہ کے علاقے میں ابتدائی دینی علوم کے ایک مدرسے میں داخل ہوئے۔ مدرسے کے سرپرست ملا محمد عمر مجاہد کے چچا مولوی محمد جمعہ صاحب ہی تھا۔ ملا محمد عمر مجاہد نے بھی اپنی ابتدائی تعلیم انہیں سے ہی حاصل کی۔ ملا

محمد عمر مجاہد کے دونوں چچاوں اور خصوصا مولوی محمد انور نے ان کی دینی تربیت میں خاص کردار ادا کیا۔

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے اپنی ابتدائی اور متوسطہ سطح کی تعلیم اسی مدرسے میں حاصل کی۔ اور اٹھارہ سال کی عمر میں افغانستان میں مروجہ اعلی دینی علوم کے حصول کا آغاز کیا۔ مگر اعلی دینی علوم کے حصول کے مرحلے پر 1978ء بمطابق 1357 ھجری شمسی کو افغانستان میں کمیونسٹوں کو اقتدار ملنے کے باعث ان کے حصول علم کا سلسلہ ادھورا رہ گیا۔

• خاندان:

قبیلے کے لحاظ سے ملا محمد عمر مجاہد کا تعلق پشتون قبیلے ھوتک کی شاخ تومزی سے تھا۔ ھوتک پشتون قبیلے کی ایک بڑی شاخ ہے۔ معاصر افغانستان کی تاریخ میں معروف اسلامی شخصیت حاجی میرویس خان ھوتک کے جیسے اسلام پسند، مدبر، قومی اور جہادی رہنما کا تعلق بھی اسی قبیلے سے تھا۔ عظیم فاتح حاجی میرویس خان ھوتک رحمہ اللہ جسے افغان عوام احترام سے میرویس نیکہ کے قابل فخر نام سے یاد کرتے ہیں انہوں نے 1880 میں افغانستان کو صفوی ظالموں سے آزادی دلائی اور افغانوں کے لیے ایک آزاد اور خود مختار اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی۔

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کا خاندان پیشے کے اعتبار سے ہمیشہ علماء اور دینی مدارس کے مدرسین رہے۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی اللہ تعالی کے دین کی خدمت، شرعی علوم کی تدریس اور مسلمانوں کی دینی اور فکری تربیت کے لیے وقف رکھی۔ اسی لیے انہیں اپنے علاقے میں بھرپور مقبولیت حاصل رہی۔ اور روحانی اعتبار سے معاشرے کی سب سے باوقار اور اجتماعی حیثیت رکھنے والی شخصیات رہیں۔ اس طرح کے علمی اور روحانی ماحول میں ملا محمد عمر کی پیدائش اور پھر علمی و فکری تربیت کرنے والے افراد کی مسلسل نگرانی میں ان کی نشو نما نے انہیں جہادی اور فکری لحاظ سے یہ صلاحیت بخشی کہ افغان معاشرے کے دیگر افراد میں سے ایک مخلص مجاہد، جان پر سوز، بااحساس اسلامی اور قومی شخصیت کے طور پر نمایاں ہو کر ابھرتے۔ اور اپنے جہادی اور اصلاحی کوششوں کے ذریعے اپنے معاشرے کو کرپشن، ظلم اور بے انصافی سے پاک کرتے اور اس ملک کو جو شکست و ریخت کے دہلیز پر تھا اسے بچاتے۔

ملا محمد عمر مجاہد کا خاندان، بھائی اور چچا سب مجاہدین رہے ہیں۔ اور اب تک ان کی خاندان کے چار افراد شہید ہو چکے ہیں۔ افغانستان پر امریکی جارحیت کے پہلے روز 7، اکتوبر 2001 کو ملا محمد عمر کے چچا ملا محمد حنفیا وہ پہلے شخص تھے جو امریکی جارحیت پسندوں کی بے رحمانہ بمباری میں شہید ہو گئے۔

• جہادی اور تحریکی زندگی:

ملا محمد عمر مجاہد اپنی زندگی کے تیسرے عشرے میں داخل نہیں ہوئے تھے کہ افغانستان میں کمیونسٹوں نے فوجی بغاوت کے ذریعے اقتدار حاصل کیا۔ یہ وہ وقت تھا کہ اب ملا محمد عمر کی طرح ملک کے دیگر نوجوانوں کو بھی اپنا تعلیمی سلسلہ جاری رکھنا مشکل ہو گیا۔ کیوں کہ ملحد کمیونسٹوں کا پہلا مقابلہ پورے ملک کی سطح پر علماء اور طلبہ سے تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ملا محمد عمر مجاہد نے بھی ضروری سمجھا کہ اپنی دینی تعلیم ادھوری چھوڑ کر اپنی شرعی ذمہ داری نبھانے کے لیے مدرسہ چھوڑ کر جہادی محاذ کا رخ کریں۔

یہی وجہ تھی کہ انہوں نے اپنا جہادی سلسلہ اروزگان ضلع دہراوود میں حرکت انقلاب اسلامی کی تنظیم میں شروع کیا۔ اس ضلع میں کچھ عرصہ رہنے کے بعد وہ صوبہ اروزگان کی سطح پر ایک معروف جہادی رہنما کی حیثیت سے ابھرے۔ انہوں نے اس صوبے کے مختلف حصوں میں کمیونسٹوں کے خلاف متعدد عسکری کارروائیوں میں فعال کردار ادا کیا۔ یہی وجہ تھی کہ ان کی اس جہادی شہرت اور جہادی کارروائیوں میں قابل ذکر کردار کی وجہ سے وہ مجاہدین میں اتنے مقبول اور پہچانے جانے لگے کہ ضلع دہراوود میں جب مختلف علاقوں کے مجاہدین نے دشمن کے خلاف وسیع پیمانے پر گروپ حملوں کا منصوبہ بنایا تو تمام جہادی محاذوں سے آئے ہوئے مجاہدین کا مرکزی گروپ کمانڈر ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ ہی کو متعین کیا گیا۔ ان کارروائیوں میں بھی انہوں نے بھرپور کامیابی دکھائی۔ انہیں جنگوں میں وہ پہلی مرتبہ زخمی ہوئے۔ انہوں نے تین سال سے زیادہ عرصہ اپنے علاقے کے مجاہدین کے ساتھ روسیوں اور کمیونسٹوں کے خلاف آمنے سامنے جنگوں میں شرکت کی۔

ملا محمد عمر کے محاذ کے ساتھی اور قائدین کہتے ہیں کہ ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ اخوند اس وقت یعنی جہاد کے آغاز میں باوجود اس کے کہ کم عمر تھے۔ مگر ہر طرح کی ذمہ داریاں ادا کرنے کی صلاحیت اور استعداد رکھتے تھے اور بہت اچھی صحت اور طاقت کے مالک تھے۔

اس کے بعد 1983ء میں اپنے جہادی ساتھیوں کے ساتھ جہادی سرگرمیوں کی نئی صف بندی اور تنظیم سازی کے لیے قندہار کے ضلع میوند گئے اور وہاں حرکت انقلاب اسلامی کے مشہور جہادی کمانڈر فیض اللہ اخندزادہ کے محاذ پر روسی جارحیت پسندوں اور ان کے کمیونسٹ کٹھ پتلیوں کے خلاف مسلح جہاد جاری رکھا۔ قندہار میں

بھی بے شمار جہادی کارروائیوں میں انہوں نے نمایاں کردار ادا کیا۔ فوجی تیکنیکوں میں اچھی مہارت اور شہرت کے باعث علاقائی جہادی کمانڈروں کی سطح پر جہادی تنظیموں کی توجہ کا مرکز بن گئے۔ اس طرح انہیں مولوی محمد نبی محمدی کی قیادت میں قائم حرکت انقلاب اسلامی کی تنظیم کی جانب سے انہیں مستقل گروپ اور محاذ دیا گیا جس کے وہ کمانڈر بنائے گئے۔

1983 سے 1991 تک ملا محمد عمر مجاہد صوبہ قندہار میں ژڑی، میوند، پنجوائی اور ڈنڈ کے اضلاع جو سوویت فوجیوں کے مراکز سمجھے جاتے تھے ان کے مضافات میں تقریباروزانہ جہادی کارروائیاں کرتے رہے۔ روز دشمن سے مڈبھیڑ ہوتی۔ اسی طرح صوبہ زابل ضلع شہر صفا اور مرکز قلات کے مضافاتی علاقوں میں کابل قندہار شاہراہ پر روسی جارحیت پسندوں کے خلاف قابل ذکر کارروائیاں کیں۔ جس میں وہ بذات خود شریک رہے۔ ملا محمد عمر مجاہد کا سب سے پسندیدہ اسلحہ جسے وہ روسی ٹینکوں کے خلاف استعمال کرتے انتہائی موثر ہتھیار «R.P.G.7» تھا۔ جسے مجاہدین راکٹ کے نام سے جانتے تھے۔ انہیں راکٹ کے چلانے میں انتہائی مہارت بھی حاصل تھی۔ یاد رہے قندہار خصوصا میوند، ژڑی اور پنجوائی کے علاقے کمیونزم کے خلاف جہاد میں وہ علاقے تھے جن کا روسی شکست میں محوری اور مرکزی کردار تھا۔ اس علاقے میں قندہار ہرات شاہراہ پر کمیونسٹوں کے اتنے زیادہ ٹینک اور گاڑیاں تباہ ہوئی تھیں کہ سڑک کے دونوں کناروں پر دشمن نے مجاہدین کے حملوں سے بچنے کے لیے ان تباہ شدہ گاڑیوں اور ٹینکوں کی دیوار سی بنالی تھی۔

ملا محمد عمر مجاہد سوویت فوجیوں کے خلاف براہ راست کارروائیوں اور جنگوں میں 4 مرتبہ زخمی ہوئے اور آخری بار زخمی ہوئے تو ان کی داہنی آنکھ بھی ضائع ہوگئی۔

ملا محمد عمر مجاہد قندہار اور پڑوسی صوبوں کی سطح پر روسی جارحیت پسندوں اور داخلی کمیونسٹوں کے خلاف جہاد میں ایک نمایاں کمانڈر رہے۔ جنہوں نے بہت سی جہادی کارروائیوں میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ذیل میں روس کے خلاف جہاد کے دوران ان کے ساتھیوں کی زبانی چند واقعات کا تذکرہ بطور مثال کریں گے۔

1: صوبہ قندہار میں دشمن کی ایک نہایت اہم پوسٹ جسے "بدوانو پوسٹ" کہا جاتا تھا۔ اس پوسٹ کے ساتھ انتہائی حساس اور مضبوط جگہ پر دشمن نے ایک ٹینک کھڑا کیا تھا جس کی گولہ باری سے مجاہدین بہت تکلیف میں تھے۔ مجاہدین نے کئی بار کوشش کی کہ اس ٹینک کو گولے سے اڑادیں اور مجاہدین کو اس کی شر سے نجات دلادیں مگر بار بار کوششوں کے باوجود ایسا نہ ہوسکا۔ مجاہدین نے مدد کے لیے سنگ حصار سے ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کو بلایا۔ بالآخر ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے اپنے آر پی جی راکٹ سے اس ٹینک کو "بدوانو پوسٹ" کے ٹینک کے نام سے مشہور تھا نشانہ بنایا۔ اس ٹینک کی تباہی اس وقت مجاہدین کی بہت بڑی کامیابی سمجھی گئی۔

2: روس کے خلاف جہاد کے دوران قندہار محلہ جات کے علاقے میں ایک مرتبہ روسیوں سے آمنے سامنے لڑائی میں ایک اور ممتاز مجاہد ملا عبید اللہ اخند جو بعد امارت اسلامیہ کے وزیر دفاع امریکی جارحیت کے بعد امیر المومنین کے نائب رہے ان کے ساتھ مل کر ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے دشمن کے اتنے ٹینک اور گاڑیاں تباہ کیں کہ اگلے دن دور سے جلے ہوئے گاڑیوں اور ٹینکوں کی قطاریں دیکھ کر دیکھنے والے یہ سمجھتے تھے کہ روسیوں کی کانوائے ابھی تک وہی کھڑی ہے اور روسی ابھی گئے نہیں ہیں۔ حالانکہ کانوائے کی اکثر گاڑیاں جل کر راکھ ہوگئی تھیں اور بقیہ فوجی اور کانوائے واپس پیچھے کی جانب اپنے مراکز کی طرف لوٹ گئے تھے۔

3: روس کے خلاف جہاد کے دوران قندہار ہرات شاہراہ پر ضلع ژڑی میں سنگ حصار کے علاقے میں روسی ٹینک گذر رہے تھے۔ اس وقت ملا محمد عمر کے ساتھ ان کے ساتھی اور بعد میں امارت اسلامیہ کے نائب مقرر ہونے والے نمایاں کمانڈر ملا برادر اخوند ان کے ساتھ تھے۔ روسی قافلے پر حملے کے لیے ان کے پاس آر پی جی کے صرف 4 گولے تھے۔ انہوں نے انہیں چار گولوں سے دشمن کے خلاف جنگ شروع کی اور راکٹ کے چار گولوں سے چار روسی ٹینکوں کو تباہ کرڈالا۔

4: ملا برادر اخوند جو جہادی سفروں میں ملا عمر کے قریب رہے کہتے ہیں کہ ملا صاحب نے اتنے زیادہ روسی ٹینک تباہ کیے ہیں کہ کثرت تعداد کی وجہ سے ساتھی اس کی صحیح گنتی نہیں کرسکتے تھے۔

1991 میں ڈاکٹر نجیب کی کمیونسٹ حکومت کے خاتمے اور ملک میں تنظیمی جھگڑوں کے آغاز کے ساتھ دیگر مخلص مجاہدین سمیت ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے اپنا اسلحہ اتارا اور اپنے جہادی خطے قندہار ضلع میوند سنگ حصار میں گیشانو گاوں میں حاجی ابراہیم مسجد کے ساتھ ایک دینی مدرسہ قائم کیا اور اسی مدرسے میں رہنے لگے۔ مشکلات اور مصائب سے بھرپور 14 سالہ دور جہاد کے بعد ایک بار پھر اپنے چند مجاہدین ساتھیوں کے ساتھ اپنے ادھورے حصول علم کے سلسلے کی تکمیل کرنے لگے۔ یہ وہ وقت تھا جب کابل سمیت پورا ملک بے مقصد تنظیمی جھگڑوں میں جل رہا تھا۔ کچھ تنظیمی جنگجوؤں نے اپنے ذاتی مقاصد اور ہوس کے حصول کے لیے جہاد کے ذریعے حاصل کی ہوئی مقدس منزل ادھوری چھوڑ دی اور ڈیڑھ ملین افغان شہداء

کی پاکیزہ خواہشات یوں ہی پامال کر دیں۔

• فساد اور جنگوں کے خلاف قیام اور امارت اسلامیہ کی تاسیس:

کمیونسٹ حکومت کے خاتمے کے بعد بجائے اس کے اسلامی نظام کی تاسیس کی جاتی اور مجاہد عوام کے سالہا سال کی خواہشات کی تکمیل ہو جاتی ان کے درمیان آپس کی جنگیں شروع ہو گئیں۔ مخلص اور حقیقی مجاہدین کو ایک منظم سازش کے تحت کمزور کر دیا گیا یا کونے سے لگایا گیا۔ کچھ جہادی تنظیمی رہنماؤں نے کچھ ایسے کمیونسٹ رہنما جن کا بجائے اس کے کہ ان کا محاسبہ کرتے انہیں اپنے ساتھ ملایا اور دیگر کچھ رہنماؤں نے عوام میں لوٹ مار اور ان کو بے آبرو کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔ ملکی خزانے اور مشترکہ قومی وسائل کی لوٹ مار کی۔

اس طرح پورے ملک میں خانہ جنگی، فسادات اور لوٹ مار کا ایسا دور آگیا کہ شاید افغان عوام نے اس سے قبل اس کی مثال نہ دیکھی ہو۔ مومن عوام کی جان، مال اور ناموس کو ہر وقت خطرات کا سامنا ہونے لگا۔ ملک کی شاہراہوں اور چھوٹی سڑکوں پر خود سر، جاہل اور رذیل صفت جنگجوؤں نے بیریئر اور پھاٹک بنا ڈالے۔ ہر ایک اپنی مرضی سے بے کس اور بے سہارا عوام سے نہ صرف یہ کہ پیسے لوٹتا بلکہ عوام کی عزت اور ناموس کی بھی کوئی پروانہ کرتا۔ ملک کے قومی ذخائر، مادی اور روحانی سرمائے، جہادی غنیمتوں حتی کہ ملک کے جنگلات اور معدنی ذخائر کا ایسا لوٹ مار کیا گیا جس کی ماضی میں مثال نہیں ملتی۔ مومن اور مجاہد عوام جنہوں نے 14 سال تک جہاد کیا تھا نہ صرف یہ کہ جہاد کے ثمرات سے محروم کیے گئے بلکہ روزانہ کی بنیاد پر ان کی زندگیاں خطرات سے دوچار ہو گئیں۔

ہنگاموں اور فتنوں کے باعث معاشرتی فساد، قتل و قتال، لوٹ مار، مظالم، وحشتیں اور مسلمانوں کی تکالیف لمحہ بلمحہ بڑھ رہی تھیں۔ ان حالات نے ان حقیقی مجاہدین کو جنہوں نے ملک کی آزادی اور سربلندی کے لیے لڑائی کی تھی شدید اذیت میں ڈال رکھا تھا۔

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ جو اس وقت اپنے مجاہدین ساتھیوں کے ساتھ قندھار ضلع میوند میں رہ رہے تھے۔ دیگر مجاہدین کی طرح وہ بھی گہری نظر سے حالات کو دیکھ رہے تھے۔ حالات نے انہیں بھی بہت زیادہ متفکر کر دیا تھا۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ قندھار ہرات شاہراہ پر قدم بقدم پھاٹک بنادیے گئے ہیں اور سارا سارا دن ملک کے مظلوم مسافر، خواتین، بوڑھے اور بچے ان بداخلاق اور جاہل جنگجوؤں کے ہاتھوں لوٹے جاتے ہیں۔ ان کی عصمت دری ہوتی ہے۔ اس دور میں قندھار میں ظالمانہ ٹیکس کے پھاٹک اتنے زیادہ ہو گئے تھے کہ جو لوگ ہرات سے قندھار ضلع ویش بارڈر تک سامان لے کر جاتے وہ اپنا سامان ہرات سے لا کر میوند میں اتارتے اور عام شاہراہ کی بجائے ریگستانوں کے راستے انتہائی تکلیف سے ویش بارڈر تک پہنچاتے۔ تاکہ ان پھاٹکوں کے شر سے محفوظ رہیں۔

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ اور ان کے مجاہد ساتھیوں کو قندھار کے حالات بھی معلوم تھے۔ جہاں خود سر مسلح لوگوں نے شہر کو گلی گلی آپس میں تقسیم کیا تھا۔ بیت المال کی املاک کو ہمیشہ لوٹ کر بیچ دیا جاتا۔ حکومتی زمینوں پر ذاتی مارکیٹیں قائم کی گئیں۔ اس کے باوجود وہ آپس میں ہمیشہ لڑتے رہتے جس میں اکثر اوقات عوام نشانہ بنتے۔

اسی فساد نے جس کا کوئی خاتمہ بھی نظر نہ آتا تھا مجاہدین کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ فسادات کے خاتمے اور عوام کے جان و مال کے تحفظ کے لیے اٹھ کھڑے ہوں اور اپنی استطاعت کے مطابق ہمت سے کام سے لیں۔ مجاہدین نے آپس میں مشاورتیں اور اجلاس بلائے۔ ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ اور ان کے ساتھیوں نے پہلا اجتماع قندھار ضلع پنجوائی کے علاقے زنگاوات میں علاقے کے مشہور علماء اور مشائخ کے ساتھ منعقد کیا۔ روس کے خلاف جہاد کے دور میں مجاہدین کے مرکزی قاضی مولوی سید محمد صاحب (جو مولوی پاسنی کے نام سے مشہور تھے) نے ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ سے کہا کہ وہ فساد کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں ہم سب تمہاری حمایت کریں گے۔ اسی اجلاس میں ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے اسلامی تحریک کی بنیاد رکھی اور 15 محرم الحرام 1451ھ کو فساد اور ظلم کے خلاف جنگ کا آغاز کر دیا گیا۔

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی قیادت میں اسلامی تحریک نے فساد اور ظلم کے خلاف جنگ کا آغاز کیا۔ جس کی پکار پر عوام اور حقیقی مجاہدین نے وسیع پیمانے پر لبیک کہا ،۔ پہلے قندھار اور پھر افغانستان کے اکثر حصوں سے فسادیوں اور مسلح لوگوں کا صفایا کیا۔ اس وقت جب ملک کے اکثر حصے طالبان کے زیر تسلط آگئے تھے 15 ذی قعدہ 1416 کو افغانستان بھر کے علماء کرام کا ایک اجتماع جن کی تعداد 1500 تھی قندھار میں منعقد کیا گیا جس میں تمام علماء نے متفقہ طور پر ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے امارت کی تائید کی اور انہیں امیر المومنین کا خطاب دیا۔ 1375 ھجری شمسی سال کے میزان کی چھ تاریخ کو افغانستان کا دارالحکومت کابل بھی امارت اسلامیہ کے زیر تسلط آگیا۔ جس کے بعد افغانستان کے تمام مرکزی اور شمالی علاقوں سمیت 95 فیصد علاقے میں امارت اسلامیہ کی حاکمیت مضبوط ہو گئی۔

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی قیادت میں امارت اسلامیہ افغانستان نے افغانستان میں شریعت کی بنیادوں پر قائم اسلامی نظام قائم کیا۔ جہاں ایک طویل عرصے بعد ایک بار پھر اسلامی نظام کے قیام کی ایک زندہ مثال پیش کی۔ ملک کو شکست وریخت اور ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے بچایا۔ عام لوگوں سے اسلحہ چھین کر ملک کو اسلحہ سے پاک کیا اور اس طرح ایک بے مثال امن قائم کیا۔ حالانکہ اقوام متحدہ سمیت پوری دنیا اس سے گھبرا رہی تھی۔ عالمی کفر کی جابر قوتوں سے شریعت اور امارت کی یہ حکومت برداشت نہ ہو سکی اس لیے اس کے خلاف دشمنی پر مبنی موقف اختیار کیا گیا اور بے جا طور پر بہانے تراشنے کی کوشش کی گئی۔ یہاں تک کہ آخر کار اس ملک پر مشترکہ فوجی جارحیت اور حملہ کیا گیا۔

- **ملا محمد عمر مجاہد کی قائدانہ شخصیت:**

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ ایک قائدانہ شخصیت کے مالک اور اپنی ایک خاص طبعیت اور سلیقہ رکھتے تھے۔ انہیں دنیا بھر کے دیگر حکام اور بلند مرتبت شخصیات کے برعکس خود نمائی اور دکھلاوے سے شدید نفرت تھی۔ بے ضرورت گفتگو نہیں فرماتے تھے۔ مگر ضرورت کے وقت ان کی باتیں انتہائی پختہ، سوچی سمجھی اور معقول ہوتی تھیں۔ مثال کے طور پر افغانستان پر امریکی جارحیت کے آغاز کے موقع پر امارت اسلامیہ کے خاتمے اور پروپیگنڈے کے ذریعے مجاہدین کا حوصلہ کمزور کرنے کے لیے امریکا کی کوششیں انتہائی تیزی سے جاری تھیں۔ پوری مغربی دنیا کی ذرائع ابلاغ اور ریڈیو اور ٹی وی چینلز اسی کام کے لیے وقف کر دیے گئے تھے۔

مگر ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے ان تمام شیطانی پروپیگنڈوں اور دشمن کی تمام کوششوں کے مقابلے میں انتہائی اطمینان، پر اعتماد لہجے اور پر عزم حوصلہ کے ساتھ سادہ اور عام فہم الفاظ میں اپنی قوم کو اطمینان دلایا اور معنی خیز پیغام دیا کہ: "اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تعالی کے سامنے امریکا اور ایک چیونٹی دونوں ایک برابر ہیں۔ امریکا اور اس کے اتحادیوں کو یہ جان لینا چاہیے کہ امارت اسلامیہ ایسا نظام نہیں کہ اس کا امیر ظاہر شاہ (افغانستان کے سابق بادشاہ) کی طرح روم چلا جائے گا اور فوج تمھارے سامنے ہتھیار ڈال دے گی۔ بلکہ یہ جہاد کے منظم محاذ ہیں

اگر تم شہروں اور دارالحکومت پر قابض ہو بھی جاو۔ اسلامی حکومت کو گرا بھی دو تو ہمارے مجاہدین دیہاتوں اور پہاڑوں میں چلے جائیں گے۔ تب پھر تم کیا کرو گے؟ پھر کمیونسٹوں کی طرح ہر جگہ مارے جاوگے۔ تم جان لو کہ بدانتظامی اور جنگ پیدا کرنا آسان ہے مگر اس بدانتظامی اور جنگ کا خاتمہ کرنا اور ایک نظام قائم کرنا بہت مشکل ہے۔ موت برحق ہے اور سب کو آئے گی، امریکا کی حمایت میں بے ایمانی اور بے غیرتی کی حالت میں موت آئے تو اچھا ہوگا یا اسلام میں، ایمان کے ساتھ اور غیرت کی حالت میں آئے زیادہ بہتر ہوگا؟

ممکن ہے اس وقت بہت سے لوگ ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کا یہ خالص عقیدے پر مبنی بیان بہت سے لوگوں کی سمجھ میں نہ آیا ہو مگر ابھی جب اس غیر متوازن جنگ کو تقریبا چودہ سال ہو رہے ہیں اور امریکا سمیت ناٹو اتحاد اور ان کے دیگر تمام اتحادی ملا محمد عمر کے تہی دست مگر اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم مجاہدین کے مقابلے میں واضح طور پر شکست کھا رہے ہیں۔ حضرت کے اس تاریخی بیان کی حقیقت سمجھ چکے ہوں گے۔

اسی طرح انہوں نے امریکی جارحیت کے آغاز میں افغان عوام سے ایک ریڈیو خطاب میں جارحیت پسندوں اور ان کے کٹھ پتلیوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا": اسلحہ موت دے سکتا ہے مگر موت سے بچا نہیں سکتا"۔ یہ جملہ اس وقت کچھ لوگوں کو ایک بے مفہوم ترکیب نظر آرہی تھی مگر آج تیرہ سالوں میں اس مضمون کا عینی مصداق عالمی دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ جارح قوتوں نے اپنی جدید ٹیکنالوجی اور اسلحہ سے بہت سے لوگوں کو مارا مگر اپنے آپ کو موت سے نہیں بچا سکے اور تیرہ سال سے مسلسل ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی قیادت میں غیور مجاہدین کے ہاتھوں مر رہے ہیں، زخمی ہو رہے ہیں یا گرفتار کیے جا رہے ہیں۔ اور یہ ایک عینی واقعہ ہے کہ اب جدید وسائل اور ٹیکنالوجی سے مسلح مغرور قوتیں بھی افغانستان میں اپنے ہزاروں فوجیوں کی ہلاکت کا اعتراف کر رہی ہیں۔

ان کا خیال تھا کہ زیادہ بولنے سے کم عمل زیادہ اچھا ہے۔ ان کی زندگی تکلفات سے پاک تھی۔ ان کی سادگی اور بے تکلفی ان کی زندگی کے تمام پہلو پر حاوی تھی۔ سادہ لباس، سادہ خوراک، بے تکلف گفتگو، بے تکلف اٹھنا بیٹھنا ان کی فطری عادتیں تھیں۔ تکلف، متکلف شخص اور متکلفانہ چال چلن انہیں بالکل پسند نہیں تھیں۔

وہ دو ٹوک پن، تدبر اور اخلاص کو کام کی ترقی کے بنیادی اسباب قرار دیتے تھے اور ساتھیوں میں انہیں وہ شخص پسند ہوتا جو مدبر مخلص اور صاف گو ہوتا۔

اسی طرح انہوں نے مشکلات، مصائب اور آزمائشوں کا خود کو عادی بنا دیا تھا۔ ہر طرح کے بڑے حادثے اور مشکلات میں ان کا ردعمل معمول کا سا ہوتا تھا۔ خوف اور گھبراہٹ کا ان کے دل میں گذر بھی نہ ہوتا۔ خوشی اور پریشانی، کامیابی اور ناکامی ہر حال میں خود پر بہت زیادہ کنٹرول رکھتے مطمئن رہتے تھے۔

علماء اور بزرگوں کا احترام کرتے تھے۔ سنجیدگی، وقار، حیاء، ادب، متقابل احترام، ہمدردی، ترحم اور اخلاص ان کے طبعی خصائل تھے۔ مضبوط عزم اور تمام امور میں ایک اللہ پر توکل اور اللہ تعالی کی قائم کردہ اقدار پر سچا اعتماد ان کی زندگی کی خاص خصوصیات تھیں۔

یہی وجہ ہے کہ انکے ماننے والوں اور مجاہدین کے دل میں ان کے لیے ایسی محبت موجود ہے جس کا تعلق نہ ظاہری منصب کے ساتھ ہے اور نہ مادی وسائل کے ساتھ۔ ابھی جب جارحیت پسندوں کی جانب سے افغانستان پر قبضہ کے تیرہ سال گذر چکے ہیں ان کی قیادت میں کام کرنے والے عام مجاہدین انہیں بالمشافہہ دیکھے بغیر صرف ان کے صوتی اور مکتوباتی حکم کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ اس کی تعمیل کے لیے اپنی جان بھی قربان کرنے کو بھی تیار ہوتے تھے۔

• عالم اسلام کے مسائل کے حوالے سے اہتمام:

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ تحریک اسلامی طالبان کے موسس اور مسلمانوں کے ایک رہنما کی حیثیت سے امت مسلمہ کے مسائل کے حوالے سے خاص اہتمام کرتے تھے مسلمانوں کے قبلہ اول مسجد اقصی اور فلسطینی مسلمانوں کے برحق موقف اور دنیا بھر میں دیگر اس طرح کے مقامات پر عالم اسلام کے موقف کا انہوں نے ہمیشہ دفاع کیا۔ وہ غاصب صہیونیوں سے مسجد اقصی کی آزادی ہر مسلمان کی شرعی ذمہ داری سمجھتے تھے۔

ملا محمد عمر مجاہد امت مسلمہ کے درد سے دردمند رہنما تھے۔ مسلمان بھائیوں کے ساتھ اخوت، ہمدردی، ایثار اور تعاون صرف ان کا نعرہ نہیں تھا بلکہ اس دعوی کو انہوں نے ہمیشہ عملا ثابت کیا۔

• عقیدہ اور فکری نمو:

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ عقیدے کے اعتبار سے مسلمانوں کے اہل سنۃ والجماعۃ کے منہج کے راہ رو حنفی مسلک کے مقلد تھے۔

خرافات اور بدعات کے سخت مخالف تھے۔ مسلمانوں کے درمیان مذہبی، فکری اور تنظیمی اختلافات انہیں بالکل پسند نہیں تھے۔ اپنے مجاہدین اور اور تمام مسلمانوں کو آپس میں اسلامی اتحاد اور فکری ہم آہنگی کی بنیادیں مضبوط کرنے کی نصیحت اور تاکید کرتے تھے۔ مسلمانوں کے درمیان عقیدے کا اتحاد اور یگانگت وقت کی اہم ترین ضرورت قرار دیتے تھے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین کے نقش قدم پر چلنے کو امت مسلمہ کی نجات کا واحد راستہ قرار دیتے تھے۔

• ذاتی زندگی:

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی زندگی کا اکثر حصہ دینی علوم کے حصول، مطالعہ، جہاد، دعوت اور اسلام کی خدمت میں گذارا۔ افغانستان کے معاصر حکام میں سے شاید سب سے زیادہ غریب اور بیت المال کا مال استعمال نہ کرنے والے شخص تھے۔ کیوں کہ نہ گذشتہ جہاد کے دور میں انہوں نے اپنے جہادی اثر ورسوخ کو بروئے کار لاکر اپنی ذاتی زندگی کے لیے کچھ حاصل کیا اور نہ افغانستان پر امارت اسلامیہ کے 7 سالہ دور حکومت میں ایسا کوئی اقدام کیا۔

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے پاس ملکیتی کوئی مکان نہیں تھا اور نہ ہی بیرون ممالک کی بینکوں میں ان کی کوئی نقد رقم رکھی ہوئی تھی۔

1999 میں اقوام متحدہ کے سلامتی کونسل کی جانب سے افغانستان پر ظالمانہ یک طرفہ اقتصادی پابندیاں عائد کی گئیں اور بیرون ممالک کے بینکوں میں طالبان قائدین کے مالی حساب کتاب کی جانچ پڑتال کا حکم دیا گیا۔ ملا محمد عمر مجاہد امارت اسلامیہ کے امیر کے طور پر امارت اسلامیہ کے سب سے بڑے رہنما تھے، ان کے ذاتی یا فرضی کسی نام سے افغانستان کے باہر یا اندر کسی بینک میں کوئی اکاونٹ موجود نہیں تھا۔

امارت اسلامیہ کے دور حکومت میں ان کا رہائشی مکان دشمنوں کی جانب سے خطرناک حملوں کا نشانہ بنا۔ جس سے ان کے خاندان کے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ ساتھ بہت سے دیگر لوگ بھی شہید ہوئے۔ اس لیے امارت اسلامیہ کے کچھ رہنماوں نے ان کی حفاظت کی خاطر قندھار شہر کے شمال مغرب میں "باباصاحب کوتل" کے زیریں علاقے میں جہاں قریب قریب میں کوئی عام آبادی نہیں تھی ان کے لیے ایک رہائشی مکان اور امارت اسلامیہ کے مرکزی امیر کا دفتر تعمیر کروایا۔ جو تصرف کے اعتبار سے بیت المال کے عمومی املاک میں سے سمجھا جاتا تھا نہ کہ ان کی ذاتی ملکیت۔

1996 میں ملک کے 1500 با اثر علماء اور مشائخ کی جانب سے جب انہیں امارت اسلامیہ کے امیر المومنین کا لقب دیا گیا تو انہوں نے خوشی کا اظہار نہیں کیا بلکہ اتنا روئے کہ ان کے کندھے پر موجود چادر آنسوں سے تر ہو گئی۔ اور آخر میں انہوں وہاں موجود علماء سے اپنے تاریخی خطاب میں کہا: "اے علماء! آپ اپنے شرعی علم کی بناء پر انبیاء کے وارث کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ لوگوں نے آج جو بھاری ذمہ داری میرے کاندھوں پر ڈالی ہے در حقیقت اس کی استقامت یا انحراف کی ساری ذمہ

داری سب آپ پر ہے۔

اے ہمارے اساتذہ کرام اور قابل قدر علماء! خدانخواستہ اگر ہم سے مسلمانوں کی اس بڑے امانت میں کوئی تقصیر یا انحراف ہو جائے اس کی درستگی اور اصلاح آپ کی شرعی ذمہ داری ہے۔ آپ لوگ اپنے شرعی علم کی روشنی میں طالبان مجاہدین کی استقامت اور انہیں راہ حق پر چلنے کی راہنمائی کریں گے۔ اگر طالبان سے اسلامی احکام کے نفاذ کے حوالے سے کوئی کوتاہی یا انحراف کا ارتکاب ہو جائے اور تم اسے دیکھ لو اور اصلاح کے لیے کچھ بھی نہ کہو تو اس کی ذمہ داری اللہ تعالی کے ہاں ساری آپ پر ہوگی اور میں سوال وجواب کے دن تمہارا گریبان پکڑوں گا۔

- **طبعیت اور شخصی مزاج:**

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ اپنی خاموشی کے ساتھ ساتھ ایک خاص ظرافت اور خوش طبعی کا مزاج بھی رکھتے تھے۔ وہ کسی بھی شخص کو جو ان سے کتنا ہی کم عمر کیوں نہ ہو خود کو بڑا نہیں سمجھتے تھے۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کا سلوک انتہائی محبت آمیز، صمیمانہ، مشفقانہ اور باہمی احترام کا ہوتا تھا۔ مجالس میں اکثر جہاد کے حوالے سے بیان اور گفتگو کرتے تھے۔

- **امریکی جارحیت کے بعد:**

موجودہ شدید ترین سیکیورٹی حالات اور دشمن کی جانب سے ان کی شدید نگرانی کی وجہ سے ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے روزانہ کے معمولات اور امارت اسلامیہ کے زعیم کی حیثیت سے جہادی امور کی نگرانی اور تنظیم سازی کی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

وہ اپنے کام کے دن کا آغاز اللہ تعالی کی عبادت اور قرآن کریم کی تلاوت میں سے کرتے ۔ فرصت کے لمحات میں قرآن کریم کے مختلف تفاسیر کا مطالعہ کرتے ۔ جارحیت پسندوں کے خلاف جہادی امور کی نگرانی پوری باقاعدگی سے کرتے۔ جہادی اور عسکری امور کی ترتیب اور سنبھالنے کے لیے اپنے متعینہ طریقہ کار کے مطابق جہادی کمانڈروں کو احکامات اور توجیہات صادر کرتے۔ جہادی نشریاتی ذرائع اور عالمی میڈیا کا بھرپور مطالعہ کرکے جارح دشمن کے خلاف جہادی کامیابیوں اور دیگر موضوعات کے متعلق معلومات حاصل کرتے۔ اور اسی طریقے سے ملک کے اندرونی اور عالمی دنیا کے حالات سے خود کو باخبر رکھتے تھے۔ یہی مصروفیات ان کی یومیہ روز مرہ زندگی کا بنیادی مشغلہ تھیں۔

انہوں نے امارت اسلامیہ کے زعیم کی حیثیت سے باوجود اس کے کہ دشمن کیجانب سے ان کی شدید تلاش جاری تھی۔ ان کے سر کا انعام دس لاکھ ڈالر بھی رکھا گیا تھا۔ مگر وہ کبھی افغانستان سے باہر نہیں گئے۔ یہاں تک کہ اسی جہادی تحریک کے دوران لاحق شدہ بیماری کے باعث انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

ان کی وفات کا اعلان امارت اسلامیہ کی رہبری شوری اور ان کے خاندان کی جانب سے 14 شوال 1436ھ کو ہوا۔

ملا محمد عمر مجاہد اسلامی دنیا کی سطح پر ایک محبوب رہنما تھے، ان کی وفات پر بہت سے لوگ رنجیدہ ہوئے اور دنیا کے کونے کونے سے لوگوں نے ان کی وفات پر غم کا اظہار کیا۔

امارت اسلامیہ افغانستان کی رہبری شوری اور ان کے خاندان کی جانب سے ان کے وفات کی مناسبت سے نشر ہونے والے اعلامیہ میں کہا گیا ہے " ملا محمد عمر مجاہد جو امریکا کی قیادت میں عالمی کفری جارحیت کے خلاف پورے دباو اور تلاش کے باوجود ملک کے اندر رہے۔ افغانستان پر امریکی جارحیت کے آغاز سے وفات تک کے طویل عرصے میں ایک دن کے لیے بھی افغانستان سے باہر، پاکستان یا کسی اور ملک نہیں گئے ۔ اور اپنے رہائشی مکان ہی سے امارت اسلامیہ کی قیادت کرتے رہے۔ ان کی اس عظیم استقامت اور ملک سے باہر نہ جانے پر مضبوط شواہد اور دلائل موجود ہیں۔ کچھ عرصہ قبل لاحق ہونے والی بیماری کے باعث جو آخری دو ہفتوں میں شدید بڑھ گئی تھی انتقال کر گئے۔

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نے امارت اسلامیہ کو ایک بڑی تحریک کی حیثیت سے اس طرح مضبوط اور رواں کیا کہ اپنے پیچھے مضبوط بنیادیں، مخلص اور باتدبیر ساتھی اور منظم تشکیلات چھوڑیں۔ اس لیے مجاہدین اور تمام مسلمان مطمئن رہیں کہ تمام ذمہ داران اور افراد اللہ تعالی کی نصرت اور مسلمانوں کے تعاون سے امارت اسلامیہ کی نئی قیادت کے زیر سایہ اس کارواں کو عالیقدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے آرزوں اور تمناوں کے مطابق منزل مقصود تک پہنچائیں گے۔

وما ذلک علی اللہ بعزیز

والسلام

پیغامات تعزیت وبیعت

(حصہ اول)

حصہ اول میں تعزیت اور بیعت کے ان تمام پیغامات اور خبروں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو ملک بھر سے یا بیرون ملک مقیم افغان مہاجرین کی جانب سے موصول ہوئی ہیں جن میں معروف جہادی، روحانی اور علمی خاندان، شخصیات اور ادارے شامل ہیں جو امارت اسلامیہ کی باقاعدہ تنظیمی تشکیلات میں شامل نہیں ہیں مگر ان کی ہمدردی اور تعاون ہمہ وقت امارت اسلامیہ کے ساتھ ہے۔ اس کے علاوہ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کی جانب سے بھی موصول ہونے والے پیغامات شامل اشاعت کیے گئے ہیں۔ اس حوالے سے ممکن ہے بہت سی رپورٹیں اور پیغامات شامل ہونے سے رہ گئی ہوں۔ تاہم انسانی بساط کے مطابق ہم نے کوشش کی ہے کہ احاطہ کیا جاسکے۔ کمی کوتاہی پر ادارہ پیشگی معذرت خواہ ہے۔ والسلام ادارہ ماہنامہ شریعت

اتحاد علماء افغانستان کا پیغام تعزیت

امیر المومنین کی تعزیت کا پیغام

الحمد لاهله والصلوة على اهلها اما بعد

فاعوذبالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

قال الله تعالى إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ [٣٠ سورة الزمر] وقال تعالى: كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلاَّ وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ [٨٨ سورة القصص] وقال تعالى: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ٢٦ وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلاَلِ وَالإِكْرَامِ [٢٧ سورة الرحمن] وقال تعالى: كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ [١٨٥ الآية سورة آل عمران] وقال تعالى: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلاَّ رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىَ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللّهَ شَيْئاً وَسَيَجْزِي اللّهُ الشَّاكِرِينَ [١٤٤ سورة آل عمران]

وقال ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ عند وصال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من کان منکم یعبد اللہ فان اللہ حی لایموت ومن کان منکم یعبد محمدا فان محمدا قدمات.

19 شوال 1434ھ کو اتحاد علماء افغانستان کا ایک اجتماع مفتی محمود الذاکری حفظہ اللہ کی قیادت منعقد کیا گیا جس میں ذیل کی نکات بالاتفاق طے پائیں۔

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات صرف ان کے خاندان کے لیے نہیں بلکہ تمام مسلمانوں، خصوصا افغان عوام کے لیے ایک بڑا حادثہ اور عظیم مصیبت تھی۔ ہم ان کے خاندان اور اپنے مجاہد عوام سے تعزیت کرتے ہیں اور ان کے لیے صبر جمیل کی دعا مانگتے ہیں۔ اللہ تعالی مرحوم کو جنت الفردوس نصیب فرمائے اور ہمیں اس مصیبت میں ماجور اور نعم البدل سے سرفراز فرمائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اللھم لاتحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ. اللھم أجرنا فی مصیبتنا ھذہ واخلفنا خیرا منہ آمین

ایک عام مسلمان کی وفات پر اس کے پسماندگان پر لازم ہوتا ہے کہ صبر کرے، مگر ایک دینی قائد کی رحلت پر پسماندگان کو صبر کے علاوہ یہ فریضہ بھی ادا کرنا پڑتا ہے کہ ان کا کام اور ان کی دینی خدمت جاری رکھے۔ ان کے پاکیزہ اہداف اور دینی مقاصد کو پامال نہ کرے جس طرح غزوہ موتہ میں زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ امیر تھے۔ جب وہ شہید ہوگئے تو جعفر بن ابوطالب رضی اللہ تعالی عنہ نے جھنڈا اٹھایا، ان کی شہادت کے فورا بعد عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اسلامی لشکر کا جھنڈا اٹھایا۔ ان کی شہادت کے بعد سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ نے جھنڈا اٹھایہاں تک کہ فتح آگئی اور مقصد حاصل ہو گیا۔

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کو افغانستان کے مجاہد عوام اور دنیا نے سب سے

زیادہ اس صفت سے جانا کہ انہوں نے عصر حاضر کے فرعون امریکا کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کیا۔ 2001 میں امریکا کی قیادت میں پورے عالم کفر نے اسلامی ملک افغانستان پر وحشیانہ کارروائی کی، بے شمار جرائم کا ارتکاب کیا۔ افغان عوام دنیا کو خطرے میں ڈالا۔ چونکہ اس طرح کے حالات میں شریعت مقدسہ کے حکم کے مطابق جہاد فرض عین ہو جاتا ہے اس لیے امیر المومنین نے اس شرعی حکم اور علماء کرام کے فتوی کی بنیاد پر کفار کے خلاف فرض جہاد کا آغاز کر دیا اور اسے اپنی زندگی کے آخر تک جاری رکھا۔

امریکی جارحیت، قبضہ اور مظالم کا سلسلہ اب بھی باقاعدگی سے جاری ہے۔ اس لیے اتحاد علماء افغانستان اپنے مجاہد عوام کو تاکید کرتی ہے کہ ہمارا سب سے اہم فریضہ یہ ہے کہ آپس کے اختلافات ختم کر دیں اور تمام افغان عوام بالاتفاق رواں جہاد کو جاری رکھیں۔ جب تک آخری جارح کو افغانستان سے نہ نکال دیں، ملک میں سو فیصد قرآن کریم کے احکام نافذ ہوں اور امیر المومنین سمیت گزشتہ 35 سالوں کے دوران ملینوں کی تعداد میں شہید ہونے والے افغانوں کی قربانیوں کا مقصد حاصل ہو جائے۔

افغانستان کے مجاہد عوام میں استعداد اور صلاحیت ہے بشرطیکہ ان کی صحیح قیادت کی جائے، کہ وہ عن قریب نہ صرف خود کو بلکہ پوری دنیا کو اس عالمی اژدہے اور فرعون کے ظلم اور غلامی سے نجات دلائیں اور ایک مضبوط اور خود مختار اسلامی حکومت قائم کریں۔ ان شاء اللہ

وما ذلک علی اللہ بعزیز و من اللہ التوفیق.

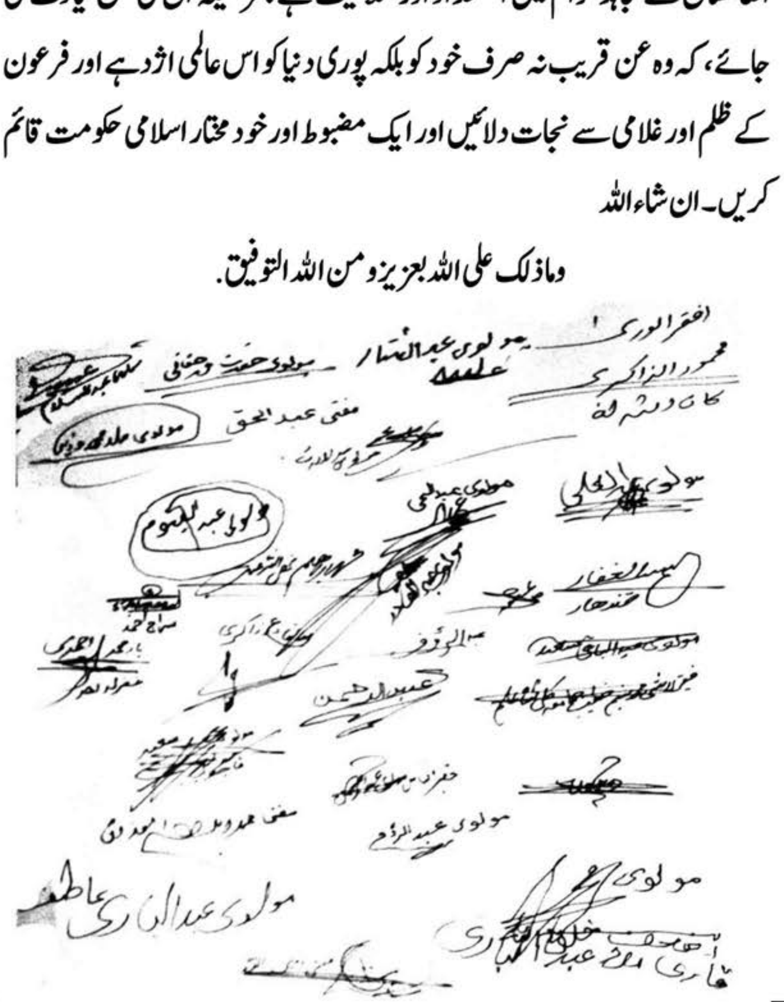

گوانتانا موکے اسیر ، رکن رہبری شوری ، مولوی امین اللہ امین شہید رحمہ اللہ کے خاندان اور ساتھیوں کی جانب سے بیعت اور تعزیت کا پیغام

مولوی امین اللہ امین شہید رحمہ اللہ جو امارت اسلامیہ کے دور حکومت میں بادغیس، سمنگان اور سرپل کے گورنر اور عسکری امور کے ذمہ دار تھے ان کے خاندان کے افراد جن میں صوبہ ہرات کے عسکری کمیشن کے ذمہ دار مولوی عبدالصمد اسیر، مولوی آدم، مولوی حسین احمد مدنی، عبدالوہاب، مولوی علاوالدین اور ان سے تعلق رکھنے والے دس گروپ کمانڈر جو اس وقت قندہار، فاریاب اور ارزگان میں جہادی کارروائیوں میں مصروف ہیں انہوں نے عالیقدر امیر المومنین رحمہ اللہ کی وفات کے باعث ان کے قابل صد احترام خاندان اور تمام مجاہدین سے تعزیت کی۔

اور امارت اسلامیہ کے نئے امیر امیر المومنین ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ کے ہاتھ پر علی السمع والطاعۃ بیعت کی اور پوری اطاعت کا وعدہ کیا۔

الحاج مولوی اختر محمد عثمانی شہید کے خاندان اور ساتھیوں کی جانب سے تعزیت اور بیعت کا اعلان

ہم صوبہ قندہار کی چھاونی کے سابق کمانڈر اور امارت اسلامیہ کے رہبری شوری کے رکن مولوی اختر محمد عثمانی شہید رحمہ اللہ کا ساتھی اور ان کا خاندان امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے خاندان، امارت اسلامیہ کے مجاہدین اور عام مسلمانوں کو امیر المومنین کے وفات کے حوالے سے تعزیت کرتے ہیں اور اللہ تعالی سے ان کے لیے جنت الفردوس کے طلب گار ہیں

ہم اہل حل و عقد کی جانب سے امارت اسلامیہ کے لیے منتخب شدہ امیر محترم ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اور عزم کرتے ہیں کہ ان کی قیادت میں کسی قسم کی خدمت سے گریز نہیں کریں گے۔ والسلام

برادر مولوی اختر محمد عثمانی شہید رحمہ اللہ حاجی ابو الوفاء عثمانی

امیرالمومنین کے خصوصی دفتر کے شعبہ مخابرات کے سربراہ اور ساتھیوں کی تعزیت اور بیعت کا پیغام

امیر المومنین رحمہ اللہ کے خصوصی دفتر کے شعبہ روابط اور مخابرات کے سربراہ ملا عبدالقیوم زاہد اور ملا نور گل اخند نے اپنے تمام ساتھیوں کی نمائندگی کے ساتھ امیر المومنین رحمہ اللہ کی وفات پر ان کے خاندان اور تمام مسلمانوں سے تعزیت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم امارت اسلامیہ کے نئے امیر اختر محمد منصور صاحب سے بیعت کا اعلان کرتے ہیں اور پوری اطاعت اور تعاون کا وعدہ کرتے ہیں۔

مولوی میراحمد گل ہاشمی صاحب کے خاندان اور ساتھیوں کی جانب سے تعزیت اور بیعت کا پیغام

ہم امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے سانحہ ارتحال کو امت مسلمہ خصوصاان کے خاندان اور امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے لیے ایک بڑا اور ناقابل تلافی نقصان سمجھتے ہیں۔

ہم محترم امیر المومنین رحمہ اللہ کی وفات پر ان کے قابل احترام خاندان، امارت اسلامیہ کی قیادت اور مجاہدین سے تعزیت کرتے ہیں۔ اور امارت اسلامیہ کے زعیم امیر المومنین محترم ملااختر محمد منصور صاحب سے اپنی بیعت کا اعلان کرتے ہیں، امارت اسلامیہ کے مجاہدین کو اطمینان دلاتے ہیں کہ امارت اسلامیہ کی قیادت میں ہر طرح کے حالات میں ماضی کی طرح قربانیوں کے ساتھ ساتھ امارت اسلامیہ کی نئی قیادت کے ہر حکم کی پوری اطاعت کریں گے۔

خاندان مولوی میر احمد گل ہاشمی رحمہ اللہ واعزہ واحباب

ننگرہار کے معروف کمانڈر ملا فیصل کی جانب سے تعزیت اور بیعت کا پیغام

رپورٹوں کے مطابق ننگرہار ضلع شنوار و میں امارت اسلامیہ کے نمایاں جہادی کمانڈر محترم ملا فیصل نے اسلام اور ملک کے دشمنوں کے خلاف جاری اس جنگ سے امیر المومنین رحمہ اللہ کی رحلت پر گہرے دکھ کا اظہار کیا، مرحوم کی وفات کو ملک ،پوری امت مسلمہ اور جہادی تحریکوں کے لیے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنے سینکڑوں ساتھیوں کی نمائندگی سے جن میں تقریبا 400 تک افراد شامل ہیں نئے امیر ملا اختر محمد منصور سے بیعت اور وفاداری کا پیغام بھیجاہے۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ احکام شریعت کی روشنی مکمل اطاعت اور نئے امیر کی پیروی کریں گے۔ اللہ تعالی انہیں دشمنوں کے کینے اور چالوں سے امن رکھے ۔ آمین

ننگرہار کے مشہور روحانی اور جہادی خاندان نے اپنے ہزاروں معتقدین کی نمائندگی سے تعزیت اور بیعت کا پیغام بھیجا ہے ۔

مرحوم امیر المومنین کی وفات پر ننگرہار کی مشہور روحانی اور جہادی شخصیت مرحوم الشیخ عبدالقیوم باچا صاحب کے بعد محترم صاحبزادوں جیسے مولوی سید احمد باچا، مولوی سید فیض احد باچا صاحب اپنے دیندار خاندان، عقیدت مندوں اور مریدوں کی جانب سے مرحوم کے خاندان سے تعزیت کی گئی۔ ان کی وفات کو بہت بڑا نقصان قرار دیا، اسی طرح اپنے پیغام میں امارت اسلامیہ کے نئے سربراہ ملااختر محمد منصور کے انتخاب کی حمایت کی اور ان سے بیعت کی ہے۔ ملا اختر محمد منصور کو پسندیدہ اور رحم دل امیر قرار دیا ہے اور اللہ تعالی سے مزید کامیابی اور فتح کی امید ظاہر کی ہے۔

قندہار کے سابق امیر ملا محمدزئی کی تعزیت اور بیعت کا پیغام

ہم امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کی وفات پر ان کے خاندان، مجاہدین اور امارت اسلامیہ کے لیے ان کی وفات کو بڑا نقصان قرار دیا ہے۔

ان کی وفات پر ان کے خاندان، امارت اسلامیہ کی قیادت، مجاہدین اور مومن عوام کی جانب سے تعزیت کی ہے۔ امارت اسلامیہ کے نومنتخب امیر محترم ملااختر محمد منصور حفظہ اللہ کو اپنی طرف سے اور تمام ساتھیوں کی نمائندگی بیعت کی

تمام مجاہدین اور افغان عوام کو اطمینان دلایا کہ اسلام کے دائرے میں ہر طرح کے مشکل حالات میں حسب سابق امارت اسلامیہ کے نئے سربراہ کے ہر حکم پر لبیک کہنے کا عزم دہرایا۔

والسلام ملا محمد زئی

ایران میں افغان مہاجرین کی تعزیت اور بیعت

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات پر تعزیتوں کا سلسلہ جاری ہے۔ گذشتہ روز پڑوسی ملک ایران کے شہر یزد میں افغان مہاجرین نے اپنے مرحوم امیر کی تعزیت کی۔

ایران میں مقیم ایک افغان مہاجر ملا عبدالرحمن نے ٹیلیفون پر الامارہ ویب سائٹ سے کہا کہ کل جمعے کے روز یزد شہر میں سینکڑوں افغانوں نے اس اجتماع میں شرکت کی جو مرحوم امیر کی وفات پر تعزیت اور نئے امیر ملا اختر محمد منصور صاحب کے ساتھ بیعت کے لیے منعقد کیا گیا تھا۔

ان کے بقول اس اجتماع میں افغان علماء کرام اور قبائلی شخصیات جیسے مولوی خالد، مفتی رحیم الدین، بلال اخندزادہ، مولوی محمود، قاری محمود، مولوی عبدالفتاح اور دیگر بہت سے افراد نے شرکت کی۔ افغان مہاجرین نے اپنی جیب سے صدقات بھی کیے جن کا ثواب امیر المومنین رحمہ اللہ کو ایصال ثواب کیا گیا۔

اس تقریب کے آخر میں اجتماع کے سینکڑوں شرکاء نے پورے اتفاق سے امارت اسلامیہ کے نئے سربراہ ملا اختر محمد منصور صاحب سے بیعت کا اعلان کیا اور ہر طرح کی حمایت کا یقین دلایا۔

ننگرہار انجنیئر محمود کے خاندان کی تعزیت اور بیعت

امت مسلمہ کے بہادر اور ثابت قدم رہنما امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے وفات کی دردناک خبر ہم نے سنی، اللہ جل جلالہ اسلام اور مسلمانوں کی خاطر ان کی تمام قربانیاں قبول فرمائے۔ اللہ تعالی ان پر رحم فرمائے اور انہیں صدیقین شہداء اور صالحین کا مرتبہ عطا فرمائے۔ آمین

اس دردناک خبر کے ساتھ ہم نے نئے امیر المومنین اور ان کے نائبین کے تعین و تقرر کی خبر بھی سنی، ہم بھی بصد خوشی امیر المومنین ملا اختر محمد منصور کے ساتھ بیعت کا اعلان کرتے ہیں: نبایع امیرالمؤمنین ملااخترمحمدمنصور حفظه الله ونصره علی السمع والطاعة فی المنشط والمکره وعلی اثرة علینا وعلی ان لا ننازع الامر اهله مالم نری کفرا بواحا عندنا فیه من الله برهان.

اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی امیر المومنین اور ان کے نائبین کی اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی اور کاموں میں مدد فرمائے۔

والسلام

کمیونزم کے خلاف جہاد کے دور میں مولوی یونس خالص صاحب کے حزب اسلامی کی جانب سے ننگرہار کے صوبائی ذمہ دار اور امارت اسلامیہ کے بڑے حامی انجینئر محمود کے خاندان اور ساتھیوں کی نمائندگی کے ساتھ حاجی انعام اللہ

پورے ملک کی سطح پر یونیورسٹیوں کے اساتذہ ، فارغ التحصیل اور زیر تعلیم طلباء کی جانب سے بیعت کا پیغام

نحن الذین بایعوا محمدا

علی الجهاد ما بقینا ابدا

الحمد لله القائل فی کتابه الکریم: ان الذین یبایعونك انما یبایعون الله ید الله فوق ایدیهم (سورہ الفتح آیہ ۱۰)

والصلواة والسلام علی رسوله الذی کانت الرجال تصفق علی یدیه لیلة العقبه حتی بقی امرأتان فقال قد بایعتهما علی ما بایعتکم علیه انی لا اصافح النساء وعلی آله واصحابه الذین بایعوه صلی الله علیه وسلم فی العقبة الاولی والثانیه وفی الحدیبیة تحت الشجرة وبعد فتح مکة.

وبعد: ملک کے اندر اور دنیا بھر میں مختلف یونیورسٹیوں میں امارت اسلامیہ افغانستان کے حامی اساتذہ اور طلبہ کی جانب سے تشکیل شدہ یونین نے چند دنوں تک مسلسل اجلاسوں اور مشاورتوں کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ امارت اسلامیہ کے اہل حل والعقد شوری کی جانب سے منتخب شدہ نئے امیر، امیر المومنین ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ سے بیعت اور سختی وآسانی، خوشی اور غم ہر حال میں ان کی اطاعت کریں گے اور اپنی قوت کے بروئے کار لانے سے احتراز نہیں کریں گے۔

اسی طرح امیر المومنین ادام اللہ حیاتہ سے پورے احترام کے ساتھ یہ مطالبہ ہے کہ پورے اعتماد اور قوت سے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی طرح اسلامی نظام کی حاکمیت کے لیے اپنی کوششیں جاری رکھیں۔ ہمیں آپ پر پورا اعتماد ہے انشاء اللہ ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی طرح کبھی بھی مجاہدین اور شہداء کی قربانیاں اور تمنائیں ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ والسلام

طلباء اتحاد

ہرات کے جہادی رہنماوں کی جانب سے تعزیت اور بیعت کا پیغام

ہرات کے جہادی رہنماوں ملا اختر محمد ہلال، حاجی ملا دستگیر، ملا عبدالروف مخلص، ملا عبدالحمید شہید کے بھائی ملا محمد حسن، مولوی نور محمد شہید کے صاحبزادے ملا عزیز اللہ، مولوی نثار احمد، مولوی نسیم اور حاجی اختر محمد کے صاحبزادے ملا راز محمد سمیت تمام رہنماوں نے کہا ہے ہم ہرات کے اضلاع گلران، رباط سنگی، کشک کہنہ، اوبی، چشت شریف، زندہ جان اور شینڈنڈ کے تمام مجاہدین کی نمائندگی سے عالیقدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے قابل احترام خاندان اور تمام مجاہدین سے امیر المومنین کی وفات پر تعزیت کرتے ہیں۔

اور امارت اسلامیہ کے منتخب نئے امیر ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اور ان کے ہر شرعی امر کی پوری پابندی سے اطاعت کریں گے۔

ملا برادر اخوند کے اعتمادی ساتھی کمانڈر حاجی ملاعبدالظاہر اخند کا پیغام تعزیت اور بیعت

ملا برادر کے اعتمادی ساتھی کمانڈر حاجی ملا عبد الظاہر اخند کا جہادی گروپ ہے اور ان کے ساتھ کام کرنے والے مجاہدین کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ امیر المومنین کی وفات کے بعد پوری امت مسلمہ، افغان عوام اور امیر المومنین رحمہ اللہ کے خاندان سے تعزیت کرتے ہیں۔ انہوں نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا ہے کہ امیر المومنین رحمہ اللہ کی اہل حل والعقد کی جانب سے نئی امارت کے لیے ایسے شخص کو امیر منتخب

کیا گیا ہے جنہیں امیر المومنین نے اپنی حیات میں اپنا نائب چنا تھا۔ انہوں نے ملا اختر محمد منصور صاحب سے بیعت کا اعلان کیا ہے اور حسب سابق امارت کی قیادت میں جہاد کو جاری رکھنے کا عزم کیا ہے۔

عظیم مورخ اور مصنف ملا محمد حسین شہید مستسعد کے خاندان اور ساتھیوں کی جانب سے تعزیت اور بیعت کا پیغام

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد قال الله تبارك وتعالى فى القران الكريم بسم الله الرحمن الرحيم كل نفس ذايقته الموت

میں ڈاکٹر احرار، ملا محمد حسین مستسعد شہید اور ڈاکٹر محمد سید احرار شہید کے ساتھیوں، خاندان کے علماء اور امارت اسلامیہ کے مختلف شعبوں میں کام کرنے والے ساتھیوں کی جانب سے سب سے پہلے عالیقدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے بھائی ملا منان اخند، ہم سب کے گوشہ جگر مولوی محمد یعقوب صاحب اور اس خاندان کے امیر المومنین کے جانشین محترم منصور صاحب، امارت اسلامیہ کے تمام غم زدہ قائدین اور محاذوں کے سرگرم عمل مجاہدین کو دل کی گہرائیوں سے تعزیت پیش کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالی سے امیر المومنین رحمہ اللہ کے لیے جنت میں اعلی مقام کا طلب گار ہوں۔ اللہ تعالی انہیں جنت میں اعلی مقام عطا فرمائے اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جوار نصیب فرمائے، ان کے خاندان اور ساتھیوں کے لیے صبر جمیل کا دعا گو ہوں۔ ہم نئے امیر ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ سے اپنی بیعت پورے اخلاص سے کرتے ہیں اور ہر طرح کی قربانی اور خدمت کی ضمانت دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالی سے ان کے لیے خصوصی نصرت کی دعا مانگتے ہیں۔

امارت اسلامیہ کے تمام مسئولین سے امید رکھتے ہیں کہ امارت اسلامیہ اور امیر المومنین کے تمام امتیازات اور قربانیوں کا احترام کرے۔ دوراہی اور ہر طرح کے اختلافات کا خاتمہ کرے اور عزم آپریشن کارواں سلسلہ پوری تیزی سے آگے بڑھائے۔ اور عسکری کاروائیوں کے ساتھ ساتھ سیاسی میدان اپنی ثابت قدمی اور کامیابیوں کا تحفظ برقرار رکھے، امیر المومنین کے خاندان اور ساتھیوں کے جائز مطالبات کو مد نظر رکھے۔

امارت اسلامیہ کے چند ایک ایسے افراد جو غیروں کے ورغلانے پر امارت اسلامیہ کی صفوں میں نفاق اور منافرت پھیلانا چاہتے ہیں ان کا راستی سختی سے روکا جائے آخر میں ایک بار پھر اتحاد اور تقوی کی تاکید کرتا ہوں۔ چونکہ میں ملک کے ایسے حصے میں تھا جہاں فون یا انٹرنیٹ کی سہولت موجود نہیں تھی اس لیے اس بڑے سانحے میں دیر سے شرکت پر معذرت چاہتا ہوں۔

امارت اسلامیہ کی کامیابی اور عمر ثالث کی چھوڑی ہوئی روایات کے تحفظ کی امید پر

مستسعد شہید رحمہ اللہ کے خاندان اور ساتھیوں کی نمائندگی کے ساتھ

ڈاکٹر محمد طاہر احرار، مسئول سرحدات عسکری کمیشن، امارت اسلامیہ

مولوی جلال الدین صاحب قائم مقام ملابرادراخوند

میں ملا برادر اخوند کے ساتھیوں کی جانب سے بیعت کا اعلان کرتا ہوں۔ ہمیں نئے امیر کی قیادت میں جہادی خدمت جاری رکھیں گے۔ امیر المومنین رحمہ اللہ کے خاندان سے تعزیت کرتے ہیں اور اللہ تعالی سے ان کے لیے صبر کی دعا مانگتے ہیں۔ اللہ سب کو توفیق دے۔ مجھے امید ہے سب متفق رہیں گے اور جہادی خدمت میں مصروف رہیں گے۔ ان امور کی طرف متوجہ رہیں جن سے اللہ تعالی راضی ہوتا ہے

شیخ الحدیث مولانا عبدالستار صدیقی صاحب

میں امیر المومنین رحمہ اللہ کی وفات پر ان کے خاندان، امارت اسلامیہ اور تمام مسلمانوں سے تعزیت کرتا ہوں۔ اللہ تعالی انہیں جنت الفردوس میں مقام عطا فرمائے۔ میں تمام مجاہدین اور مسلمانوں کو تاکید اور نصیحت کرتا ہوں کہ قرآن کریم کے نفاذ کی خاطر اور افغانستان کے اتحاد کی خاطر نئے امیر ملا اختر محمد منصور صاحب کا تعاون کریں، تمام امور میں ان کا ساتھ دیں۔ گروپ بندی، اختلافات اور نزاع سے بچیں۔ اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کریں۔

مفتی رشید احمد صاحب

بعد از خطبہ مسنونہ: عام مسلمانوں، خصوصا افغانستان کے مسلمانوں اور مجاہدین سے عرض کرتا ہوں کہ امیر المومنین رحمہ اللہ کی وفات پر اللہ ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے، نئے امیر کا انتخاب ایک شرعی فریضہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین بھی اسی لیے موخر کی گئی۔ یہ انتہائی ضروری فیصلہ تھا جو بروقت کیا گیا۔ نئے امیر کے لیے میرا پیغام ہے کہ علماء سے وابستگی رکھیں۔ جب تک امراء اور علماء کا تعلق رہے گا یہ نظام اسلام کے مطابق چلے گا۔

حضرت مولانا شیخ عنایت اللہ برہانی صاحب مد ظلہ

حضرت شیخ صاحب نے اپنے ایک طویل پیغام میں امیر المومنین رحمہ اللہ کی تعزیت کی ہے۔ مجاہدین کو صبر واستقامت کی تلقین کی ہے اور تاریخ کے حوالے سے امید افزاء پیغام دیا ہے۔ امیر کی بیعت کی ضرورت واہمیت بیان کی اور آخر میں تمام مسلمانوں کو نئے امیر کی اطاعت کی تاکید ہے۔ ان کا مکمل پیغام پشتو زبان میں امارت اسلامیہ کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔

پیغامات تعزیت وبیعت

(حصہ دوم)

اس حصے میں امارت اسلامیہ کی عسکری، انتظامی اور علمی تشکیلات کے تحت فعال اداروں اور کمیشن کے مرکزی، صوبائی اور ضلعی عہدیداروں اور ارکان کی جانب سے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی تعزیت اور نئے امیر، امیر المومنین ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ کی بیعت کے پیغامات شامل کیے گئے ہیں۔ اس حصے میں حتی الوسع کوشش کی گئی ہے کہ تمام پیغامات کا احاطہ کیا جائے کمی کوتاہی پر ادارہ پیشگی معذرت کرتا ہے۔

ادارہ ماہنامہ شریعت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قیدیوں کے امور کے کمیشن کے سربراہ، مرکزی ارکان اور صوبائی ذمہ داران کی جانب سے تعزیت اور بیعت کا پیغام

نحمده و نصلي علی رسوله الکریم امابعد!

امارت اسلامیہ کی تنظیم برائے اساری اور رہائی کے کام کرنے والی کمیشن کے مرکزی ذمہ دار، نائب، سیکرٹری مالیات، عمومی روابط کے ذمہ دار، شعبہ تحقیق و تفتیش کے ذمہ دار اور تمام صوبائی ذمہ داران سب سے پہلے امارت اسلامیہ کے بانی اور عالم اسلام کی عظیم شخصیت عالیقدر امیر المومنین ملا محمد مجاہد رحمہ اللہ کے قابل احترام خاندان سے تعزیت کرتے ہیں۔ امیر المومنین حقیقی معنوں میں عالم اسلام کے مسائل پر درد دل رکھنے والے شخص تھے۔ انہوں ساری زندگی اللہ کی راہ میں طرح طرح کی تکالیف برداشت کیں، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ امیر المومنین رحمہ اللہ کو امت کی خدمت اور تمام تکالیف کا بدلہ جنت میں عطا فرمائے۔

اور اس کے بعد امارت اسلامیہ کے نئے زعیم ملا اختر محمد منصور صاحب حفظہ اللہ سے اپنی بیعت کا اعلان کرتے ہیں۔ اور وعدہ کرتے ہیں کہ محترم امیر صاحب حفظہ اللہ کا ہر شرعی حکم یسر اور عسر، رضامندی یا ناراضگی ہر صورت میں تسلیم کریں گے اور اس پر عمل کریں گے۔ اللہ تعالی نئے امیر کی قیادت میں دین کی صحیح خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شہداء، یتیموں اور معذوروں کے علاقائی مسائل کے کمیشن کے مرکزی ارکان اور صوبائی نمائندوں کی جانب سے تعزیت اور بیعت کا پیغام

نحمده و نصلي علی رسوله الکریم: اما بعد

ہم امارت امارت اسلامیہ کے بانی اور موسس امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے ساتھ تمام مجاہدین بالخصوص ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے بااحترام خاندان سے دل کی گہرائیوں سے تعزیت کرتے ہیں اور اللہ تعالی سے ان کے لیے صبر جمیل کی دعا کرتے ہیں۔ یہ عظیم سانحہ ہمارا اپنا سانحہ ہے اسے ہم اپنا ذاتی غم سمجھتے ہیں۔ اللہ ان کے مرقد مبارک کو منور اور معطر بنادے، اور اس پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے انہوں نے جتنی قربانیاں دی ہیں اللہ سب کو قبول فرمائے، یقیناً پوری امت مسلمہ اور بالخصوص افغان عوام ایک غیور، بہادر اور دشمن سے نہ ڈرنے والے زعیم سے محروم ہوگئے۔ اللہ تعالی یہ خلا نئے امیر ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ اور ان کے معاونین ذریعے بھر دے۔

بیعت:

میں شہداء، یتیموں اور معذوروں کے علاقائی مسائل کے کمیشن کے سربراہ کی حیثیت سے تمام مرکزی ارکان، صوبائی نمائندوں کی جانب سے جس طرح آج تک امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی زندگی کے آخری لحات تک ان کا ساتھ دیا اب نئے امیر ملا اختر محمد منصور ان کے نائبین مولوی ہیبت اللہ اخندزادہ اور الحاج مولوی

سراج الدین حقانی حفظہم اللہ جنہیں علماء اور امارت اسلامیہ کی قیادت نے یہ بھاری ذمہ داری سونپی ہے ہم ان کے ساتھ بھی سابق امیر کی طرح بیعت کرتے ہیں اور اللہ رب العزت سے ان کے لیے استقامت اور نصرت وثابت قدمی کی دعا مانگتے ہیں۔

شہداء اور یتیموں کے علاقائی مسائل کا ذمہ دار مولوی عبدالحکیم حقانی اپنے تمام ساتھیوں سمیت

امارت اسلامیہ افغانستان کے دارالافتاء کے ممتازرکن اور نمایاں جہادی شخصیت شیخ الحدیث الحاج مولوی گلبدین صاحب مدظلہ کی جانب سے نئے امیر کی بیعت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں عالیقدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر اپنا پیغام تعزیت ان کے خاندان اور امارت اسلامیہ کے نئے منتخب امیر ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ کو پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالی سے عالیقدر امیر المومنین رحمہ اللہ کے خاندان، خود اپنی ذات، میرے تمام مخلصین، شاگردوں، علماء، مجاہدین، امت مسلمہ اور امارت اسلامیہ کی رہبری شوری کے لیے صبر جمیل کا طالب ہوں۔ آمین۔ اور اسی طرح سب کے اتحاد واتفاق کے لیے دعا گو ہوں۔

میرے سینکڑوں شاگرد علماء، مخلصین اور ہزاروں عام ہم وطن مسلمانوں نے جو مختلف صوبوں اور اضلاع جیسے گرم آب، لنگر، پاتان، چرمستان، سرمرغاب، سفید قلعہ، قندہار کے شاہ ولیکوٹ اور ضلع میانشین کے منڈی، نوری، سرخ زمین، چاکوگگ سے میرے گھر چنار تک آئے تھے اور میرے ساتھ امیر المومنین رحمہ اللہ کے ایصال ثواب کے لیے منعقدہ ختم قرآن میں شرکت کی۔ اس ختم قرآن میں تمام علماء، عام مسلمانوں، ہم وطنوں اور مجاہدین نے عالیقدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی روح کو دعائیں دیں۔ اسی طرح امارت اسلامیہ افغانستان کے نئے امیر ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ کے امیر منتخب ہونے پر مجھے مبارکباد دی اور کہا کہ ہم ان سے بیعت کا اعلان کرتے ہیں۔ ہماری طرف سے بیعت کا پیغام آپ نئے امیر مولوی اختر محمد منصور حفظہ اللہ تک پہنچادیں۔ اسی لیے اب میں ان علماء کرام، عام مسلمانوں اور مجاہدین کی جانب سے بیعت پہنچانے کے لیے میں "گلبدین اخوندزادہ امارت اسلامیہ کے درالافتاء کا رکن" اپنی طرف سے بیعت کا اعلان کرتا ہوں اور اپنی طرف سے اور اپنے شاگردوں اور مخلصین کی جانب سے خدمت اور اطاعت کا اطمینان دلاتا ہوں۔ میں تمام طلباء کو دعوت دیتا ہوں اور اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ کچھ ذاتی اختلافات کی خاطر امارت اسلامیہ افغانستان کے اتحاد واتفاق میں دراڑیں ڈالنے کی کوشش کرے۔ والسلام

(امارت اسلامیہ افغانستان، دارالافتاء کے ممتاز رکن، ممتاز جہادی شخصیت شیخ الحدیث مولوی) گلبدین اخندزادہ (صاحب)

قطر میں امارت اسلامیہ کے سیاسی دفتر کے سیکرٹری اور ارکان کی جانب سے تعزیت اور بیعت کا پیغام

قطر میں امارت اسلامیہ کے سیاسی دفتر کے سیکرٹری اور ارکان کی جانب سے تعزیت اور بیعت کے پیغامات موصول ہوئے ہیں۔

قطر میں سیاسی دفتر کے تمام ارکان نے عالیقدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ تعالی کے وفات کے موقع پر ان کے مجاہد خاندان، امارت اسلامیہ کی قیادت، تمام رہنماوں، ارکان، مجاہدین، افغان عوام اور امت مسلمہ کو دل سے دل کی گہرائیوں سے تعزیت کی۔ اور اللہ تعالی سے مرحوم امیر المومنین کے لیے مغفرت اور جنت الفردوس کی دعا کی۔ عالیقدر امیر المومنین کے وفات کو امارت اسلامیہ، افغانستان کے مجاہد عوام اور امت مسلمہ کے لیے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا۔ اور مزید کہا کہ اللہ تعالی اس بڑے نقصان کے برداشت کے لیے ہم سب کو اور خصوصا امیر المومنین رحمہ اللہ کے خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ سیاسی دفتر کے ارکان نے امارت اسلامیہ کے نئے سربراہ ملا اختر محمد منصور کے ساتھ بیعت کا اعلان کیا۔ سیاسی دفتر کے ارکان نے کہا کہ "شریعت کے حدود کے اندر تمام امور میں اپنی استطاعت کے مطابق اہل حل والعقد شوری کی جانب سے منتخب شدہ امارت اسلامیہ کے نئے امیر محترم ملا اختر منصور حفظہ اللہ کی اطاعت کریں گے انہوں نے اتباع حق میں اپنی طرف سے بھرپور اطمینان دلایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبى بعده

امابعد قال الله تعالى: كل نفس ذائقة الموت. الآية

میں اور امارت اسلامیہ افغانستان کے سیاسی دفتر کے تمام ارکان عالیقدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات کے باعث ان کے مجاہد خاندان، امارت اسلامیہ کی قیادت، تمام رہنماوں، ارکان، مجاہدین، افغان عوام اور امت مسلمہ سے دل کی گہرائیوں سے تعزیت کرتے ہیں۔ اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس نصیب فرمائے۔

عالیقدر امیر المومنین رحمہ اللہ کی وفات امارت اسلامیہ، افغانستان کے مجاہد عوام اور پوری امت مسلمہ کے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ اللہ تعالی اس المناک سانحہ کے برداشت کے لیے ہم سب کو، خصوصاان کے خاندان کو صبر جمیل عطافرمائے۔

اسلام کی راہ میں ان کی زندگی اور ان کی جدوجہد اسلام اور افغانستان کی تاریخ کا قابل فخر اور زرین باب ہے۔

اللہ تعالی سے دست بدعاہیں کہ اللہ ہمیں ان کی راہ پر چلنے، شہداء اور مجاہدین کی تمام قربانیوں اور تکالیف کے ثمرات کے حصول کی توفیق عطافرمائے۔

ان شاء اللہ اس راہ میں حسب سابق اپنے اسلامی اور قومی مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی کوششیں جاری رکھیں گے۔

شیر محمد عباس ستانکزئی

سیکرٹری برائے سیاسی دفتر امارت اسلامیہ افغانستان

بیعت:

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد:

قال اللہ تعالی: واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولاتفرقوا. الآیة

امارت اسلامیہ افغانستان کے محترم امیر کی خدمت میں

السلام علیکم ورحمہ اللہ وبرکاتہ

میں اور سیاسی دفتر کے ارکان امارت اسلامیہ کے نئے زعیم محترم ملا اختر محمد منصور سے بیعت کرتے ہیں اور شریعت کے دائرے میں تمام امور میں اپنی استطاعت کے مطابق اطاعت کریں گے۔ اور اتباع حق کی راہ میں اپنی طرف اسے اطمینان دلاتے ہیں۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اپنے سرزمین کی آزادی کے حصول، تحفظ اور اسلامی نظام کے قیام کے بلند اہداف تک رسائی کے لیے سب کی مدد فرمائے۔ آمین ثم آمین

شیر محمد عباس ستانکزئی

سیکرٹری سیاسی دفتر امارت اسلامیہ افغانستان

نمائندہ عسکری کمیشن عبدالہادی پشیوال ، صوبہ لغمان

میں عبدالہادی پشیوال مرکزی عسکری کمیشن کا رکن شمالی حلقے میں کام کرتا ہوں۔ صوبہ لغمان کا رہائشی ہوں۔ میں، میرے ساتھی اور لغمان کے تمام مجاہدین کی جانب سے امیر المومنین رحمہ اللہ کی وفات پر ان کے قابل قدر خاندان، امارت اسلامیہ اور پوری امت مسلمہ سے تعزیت کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں اللہ تعالی انہیں جنت الفردوس میں اعلی مقام عطافرمائے۔

ہم قابل قدر جناب امیر المومنین ملا اختر محمد منصور صاحب کو اپنی شرعی بیعت پیش کرتے ہیں۔ اللہ ان کی کامل حفاظت فرمائے اور انہیں شرعی استقامت عطافرمائے۔ اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم ان کی اطاعت پوری صداقت سے کریں گے۔ واللہ علی مانقول وکیل

صوبہ لغمان کے علماء، مجاہدین، رہنما اور عام مسلمان کل یہاں جمع ہوئے تھے۔ خصوصا کچھ خاص اہل علم (جن کے نام لکھنا یہاں ممکن نہیں) سب نے کہا کہ ہماری طرف سے قائدین کو اور بڑوں کو بیعت کا پیغام پہنچادینا۔ یہی پیغام تھا جو میں نے آپ کو پہنچادیا ہے

سید علاوالدین آغا مسئول معسکرات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں سید علاوالدین آغا معسکرات کا مسئول اور امارت کا ایک رکن ہوں۔ سب سے پہلے امیر المومنین رحمہ اللہ کے لیے دعا کرتا ہوں اللہ تعالی انہیں جنت الفردوس عطافرمائے۔ میں ان کے خاندان سے تعزیت کرتا ہوں، جس طرح گذشتہ اٹھارہ انیس سالوں سے امیر المومنین رحمہ اللہ کی قیادت میں ایک عام مجاہد اور فوجی کی حیثیت سے کام کیا۔ ایک پہرہ دار کی طرح مسلمانوں کے اس گھر، مسلمانوں کے اس نظام اور اس سواد اعظم کی پہرہ داری کی اور اس کا دفاع کیا۔ یہ نظام، یہ جہاد اور فدائی مجاہدین اب بھی موجود ہیں اب بھی اور آئندہ بھی یہ قائم رہے گا اور اس نئے امیر کے ہاتھ پر ہم نے پہلے بھی بیعت کیا تھا اب اس بیعت کی پھر سے تجدید کرتا ہوں۔ مسلمان بھائیوں جنہوں نے اب تک بیعت نہیں کی ہے شک وتردد نہ پڑیں یہ شک وتردد کا مقام نہیں ہے۔ اس مقام پر تاخیر سے ممکن ہے یہ لوگ گناہگار ہوجائیں۔ اس کام میں تعجیل کریں۔ مجاہدین تو الحمدللہ سب بیعت کرچکے ہیں عام مسلمان بھی پیچھے نہ رہیں جو لوگ بیعت نہیں کررہے یا اس حوالے سے انکار کررہے ہیں ان سے ہماری عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ بیعت کرلیں اور یہ بنابنایا نظام کفار کے حوالے نہ کریں۔ مجاہدین کی ساری قربانیاں ضائع نہ ہونے دیں۔ کوئی امیر ہے یا عام مجاہد سب اپنے استطاعت کے مطابق کام کریں۔ میں اپنی طرف سے پورا اعتماد دلاتا ہوں کہ جس طرح پہلے ہم نے ایک پہرے دار کی حیثیت سے کام کیا ہے اسی طرح آئندہ بھی کام کریں گے۔ جو لوگ تردد میں ہیں، یا وقت کا انتظار کررہے ہیں، یا کچھ لوگ جو مخالفت کررہے ہیں ان سے ایک بار پھر احترام درخواست ہے کہ اپنے نفس اور خواہشات کی

خاطر یا دوسروں کے کہنے پر اپنی آخرت خراب نہ کریں۔ اس قدر عظیم قربانیاں جو اب تک دی ہیں وہ ضائع نہ کریں۔ کسی سے محض ذاتیات کی بناء پر اتنی بڑی جماعت کو نقصان نہ پہنچائیں۔ اللہ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ ہم اس بیعت پر خوش ہیں۔ ہم راضی ہیں اور دوسرے ساتھیوں سے بھی یہی درخواست کرتے ہیں۔ اس بیعت کا مقصد مسلمانوں کی صف کو مضبوط کرنے اور اس کے لیے قربانی کے عزم کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ہم نے جس طرح امیر المومنین ملا محمد عمر رحمہ اللہ کے ساتھ اٹھارہ بیس سال کام کیا ملا اختر محمد منصور صاحب حفظہ اللہ کے ساتھ بھی اسی محبت، اسی اطاعت اور جذبے سے آئندہ کام کریں گے اور اپنی استطاعت کے مطابق کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

مولوی محمد فصیح الدین صائب مسئول جہاد صوبہ بدخشان

الحمد للہ الذی جعل کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرم، والصلوۃ والسلام علی سیدنا امام المجاهدین سید الانصار والمهاجرین الذی حین ارتحل قال صاحبه وقال من یعبد محمدا فان محمدا قد مات ومن کان یعبدالله فان الله حی لایموت، وعلی آله واصحابه اجمعین- امابعد فاعوذبالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم - کل نفس ذائقة الموت، انما توفون اجورکم یوم القیمة- الآیة

امیر المومنین رحمہ اللہ کی وفات کو ایک بڑا سانحہ اور عالم اسلام خصوصا افغان عوام اور مجاہدین کے لیے ناقابل تلافی نقصان سمجھتا ہوں۔ ان کی مخلصانہ خدمات کو اس امت اور افغان عوام کے لیے ناقابل فراموش نقصان سمجھتا ہوں، اللہ تعالی سے ان کے لیے جنت الفردوس میں عظیم مقام اور ان کے خاندان کے لیے صبر جمیل کی دعا مانگتا ہوں ۔میں خود کو اس غم میں شریک سمجھتا ہوں۔ میں بہت مطمئن ہوں کہ امیر المومنین ملا اختر محمد عثمانی کا انتخاب بہت سوچ سمجھ کر اور شرعی طریقے سے کیا گیا ہے۔ وہ کماحقہ امیر المومنین ملا محمد عمر رحمہ اللہ کے جانشین ہیں۔ لہذا صوبہ بدخشان کے علماء، مجاہدین اور عام دیندار مسلمانوں نے میری نمائندگی سے ملا اختر محمد منصور سے بیعت کی ہے اور شریعت غراء محمدی کے دائرے میں خود پر ان کی اطاعت کو لازم سمجھا ہے۔ ہم اللہ تعالی سے ان کے لیے امور جہاد میں مزید کامیابی اور مدد کے خواستگار ہیں۔ اور امیر المومنین کی ماتحتی میں ہر شرعی حکم پر لبیک کہتے ہیں۔ والسلام بالاحترام۔ محمد فصیح الدین صائب مسئول امور جہادی صوبہ بدخشان

حاجی ملا محمد اسماعیل مسئول صوبہ بغلان

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد :

سب سے پہلے ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے خاندان سے تعزیت کرتا ہوں، اللہ ان کے خاندان کو اور امارت اسلامیہ کے تمام رہنماؤں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ہم صوبہ بغلان کے تمام تر 15 اضلاع کے تمام مجاہدین ان کے جانشین ملا اختر محمد صاحب منصور سے بیعت کرتے ہیں۔ مجھے تمام اضلاع سے مجاہدین نے فون کیے تھے، بغلان کے تمام علماء، مجاہدین، عوام اور قبائلی رہنما سب نئے امیر ملا اختر محمد منصور صاحب سے بیعت کا اعلان کرتے ہیں۔ یہاں بغلان میں پورے صوبے میں مرحوم ملا صاحب کے لیے ختم قرآن اور تعزیتی مجالس منعقد کیے گئے۔ جمعہ کے روز نماز جمعہ کے بعد اور نماز سے پہلے ، جامع مساجد، گاؤں کی چھوٹی مسجدوں اور مجاہدین کے مراکز میں ختم قرآن کیا گیا۔ جس طرح ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ سے کی ہوئی بیعت پر ہم آخر تک قائم رہے اسی طرح امیر المومنین ملا اختر محمد منصور صاحب کے ساتھ بھی تادم مرگ بیعت پر قائم رہیں گے۔ میڈیا پر جو اختلافات کی خبریں چلائی جاتی ہیں میں بغلان کی حد تک سو فیصد یقین دلاتا ہوں کہ یہاں ذرہ بھر بھی نئے امیر کی بے اطاعتی نہیں ہوگی۔ مجاہدین نے بہت سے علاقے فتح کر لیے ہیں، مجاہدین کی پیش قدمی رکی نہیں ہے اور امید ہے نئے علاقے بھی مجاہدین کے ہاتھ آجائیں گے۔

ملا محمد یونس مخلص مسئول صوبہ بلخ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم نے امیر المومنین ملا عمر مجاہد رحمہ اللہ کی قیادت میں اپنا جہاد جاری رکھا، افسوس ہمارے امیر بقضاء الہی رحلت فرما گئے۔ ہم اللہ تعالی سے ان کے جہاد کی قبولیت کی دعا مانگتے ہیں۔ اللہ تعالی ان کی مغفرت اور انہیں جنت الفردوس عطا فرمائے۔ ہم امارت اسلامیہ کے فوجی ہیں نئے امیر امیر المومنین ملا اختر محمد منصور صاحب حفظہ اللہ کی قیادت میں اپنا جہاد جاری رکھیں گے۔ ہم پوری تاکید سے منصور صاحب حفظہ اللہ سے اپنی بیعت کا اعلان کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں اللہ انہیں مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ امیر المومنین کی وفات سے مجاہدین کی کارروائیوں میں کوئی کمی نہیں آئے گی کیوں کہ ان کی وفات سے مجاہدین کے خلوص میں اور اضافہ ہوا ہے۔ ہم امیر المومنین کے خاندان کے لیے اللہ تعالی سے صبر جمیل کی دعا مانگتے ہیں۔ ہمارے صوبے کے 14 اضلاع ہیں تمام ضلعی مسئولین نے اپنے مجاہدین سے رابطوں کے بعد مجھ سے رابطے کیے ہیں۔ قریبی ساتھیوں نے ملاقات کی ہے اور دور کے جو ضلعی ساتھی

ہیں انہوں نے ٹیلیفون کر کے مجھے پورا اطمینان دلایا ہے کہ تمام مجاہدین نے بیعت کا اعلان کیا ہے اور سب نئے امیر امیر المومنین ملا اختر محمد منصور کی قیادت پر متفق ہیں۔ انشاء اللہ کام میں کوئی تعطل نہیں آئے گا۔ اب تک تو ہمارے علاقوں میں مجاہدین خفیہ طور پر کام کر رہے تھے مگر الحمدللہ اب مجاہدین سر عام نکل کر کام کر رہے ہیں۔ وہاں قندوز کی جانب سے اور یہاں سے ہمارے ساتھی اب درمیان کے فاصلے کاٹ کر آپس میں مل چکے ہیں۔ حالات دن بدن ٹھیک ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ ٹھیک ہو جائیں گے۔

مولوی احمد طه مسئول صوبه بامیان

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم وعلی آله واصحابه نجوم الهدی وهدایة فی الدین - والصلوة والسلام علی ابوحنیفة واصحابة -

امیر المومنین رحمہ اللہ کا انتقال ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ انہوں نے ساری زندگی افغانستان کی آزادی، استقلال اور اسلامی نظام کی خاطر قربانیاں دیں اور ایسے اہداف جنہیں آج کی مغربی دنیا اپنے وسائل کے باوجود حاصل نہ کر سکی امیر المومنین حاصل کر کے دکھائے۔ میں بامیان کے تمام مجاہدین کی جانب سے اطمینان دلاتا ہوں کے ہم نے پہلے بھی امیر المومنین رحمہ اللہ کی قیادت میں جہاد کیا ہے، ان کی وفات ہمارے لیے ایک بڑا نقصان ہے اور ہم اس پر سخت پریشان ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی نئے امیر کو توفیق دے کہ وہ اپنے اندر وہ صفات لائیں جو عالیقدر امیر المومنین رحمہ اللہ میں تھیں۔ الحمدللہ سب پر امید ہیں کہ نئے امیر جو علماء کے فتوی اور علماء کے انتخاب سے منتخب ہوئے ہیں۔ اہل حل والعقد کے توسط سے آئے ہیں، اچھی اور نیک صفات کے مالک ہیں۔ ان میں عوام کو لے کر آگے چلنے اور ترقی دینے کی صلاحیتیں ہیں۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ انہیں توفیق دے کہ وہ اپنی ذمہ داری صحیح اور شرعی طریقے سے ادا کریں۔ جب تک وہ شریعت کے پابند ہیں ہم تمام مجاہدین اس کی اطاعت میں اور اقتدا میں رہیں گے۔ جب تک وہ شریعت کا التزام کریں گے ہم ان ایسی اطاعت کریں گے جس طرح ہم نے امیر المومنین رحمہ اللہ کی اطاعت کی۔ ہمارے قربانی اسلامی نظام کی خاطر ہے۔ امیر المومنین رحمہ اللہ کے ساتھ بھی ہم نے اور افغان عوام اسلامی نظام کی خاطر قربانیاں دیں۔ ہم ملا اختر محمد منصور صاحب کے ساتھ رہ کر اسی طرح کی قربانیاں دینے کو تیار ہیں۔ (والسلام)

سلیمان آغا ہیر مسئول صوبه دایکنڈی

میں اپنے تمام نائبین، مجاہدین، گروپ سربراہان، عوام، شہداء کے رشتہ داروں اور اپنے کمیشن کے دفتر سیکرٹری کی نمائندگی سے کہتا ہوں کہ ہم امیر المومنین کی وفات پر ان کے اہل خانہ کے ساتھ اس غم میں شریک ہیں۔ امیر المومنین کی وفات کو امت مسلمہ کے لیے ایک عظیم صدمہ اور نقصان سمجھتے ہیں۔ اور اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی تمام مجاہدین کو ان کی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں دایکنڈی کے تمام مجاہدین، علماء اور عوام کی جانب سے نئے امیر ملا اختر محمد منصور کی بیعت کا اعلان کرتا ہوں۔ جس طرح امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کی قیادت میں ہم نے جہاد کیا ہے اب تک آئندہ بھی ملا اختر محمد منصور کی قیادت میں بے دینی اور فحاشی اور ظلم کے خاتمے اور اسلامی نظام کے قیام کی خاطر لڑیں گے۔ جس طرح قرآن وحدیث نے کہا اور جس طرح شریعت میں امیر کا حق ہے ہم ان کی بیعت اور اطاعت کرتے ہیں۔ (والسلام)

مولوی باز محمد مسئول صوبه فراه

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وجاہدوا فی اللہ حق جہادہ۔ میں صوبہ فراہ کے تمام مجاہدین، علماء اور عام مسلمانوں کی طرف امیر المومنین رحمہ اللہ کی وفات پر ان کے خاندان سے تعزیت کرتا ہوں۔ امیر المومنین انتہائی بلند اخلاق اور کردار کے مالک تھے۔ اس بات کا دشمن بھی اعتراف کرتا ہے۔ دشمن آج تک اس بات میں کامیاب نہیں ہو سکا کہ وہ ان کے بارے میں پروپیگنڈے کے طور پر ہی کوئی غلط خبر نشر کر دیتا۔ ان کا کردار اتنا شفاف تھا۔ میں نئے امیر المومنین ملا اختر محمد حفظہ اللہ کے ساتھ بیعت کا اعلان کرتا ہوں۔ جس طرح ملا صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ رہ کر ہم نے جہاد کیا انشاء اللہ اسی ہمت، غیرت اور شجاعت کے ساتھ یہ جہادی سلسلہ جاری رہے گا۔ اور جس طرح امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے ساتھ ایسے تجربہ کار اور مخلص ساتھی تھے جنہوں نے انہیں اچھے مشورے اور نیک مشورے دیے ہمیں امید ہے ان کے ہمراہ بھی انشاء اللہ ایسے تجربہ کار اور نیک ساتھی ہیں جو انہیں اچھے مشورے دیں گے۔ وماذالک علی اللہ بعزیز

قاری صلاح الدین ایوبی مسئول صوبه فاریاب

میں اطمینان دلاتا ہوں یہاں فاریاب کے تمام علاقوں میں مجاہدین نے بیعت کر لی ہے۔ تمام اضلاع کے مجاہدین، کمیشن عہدیداران، جہادی ذمہ داران اور عوام نے امیر المومنین کی رحلت کے اعلان کے بعد یہاں فاتحہ خوانی اور ختم قرآن بھی کیے اور ان کے لیے مغفرت کی دعائیں کی گئیں۔ سب نے بیعت اور اطاعت کا اعلان کیا ہے۔ ہم سمعنا واطعنا کے ساتھ بیعت کا اعلان کرتے ہیں۔ اور آئندہ ملا اختر محمد عثمانی صاحب

کی قیادت میں جہاد جاری رکھیں گے۔ تمام مجاہدین چھوٹے بڑے سب آپس میں متفق ہیں اور ہم سب نے جس طرح ملا عمر مجاہد کی قیادت میں جہاد کیا ہے آئندہ بھی ملا اختر محمد منصور صاحب کی قیادت میں لڑیں گے۔

غلام الرحمن حیدری مسئول ضلع غازی آباد

میں عسکری ذمہ دار کی حیثیت سے ضلع کے تمام علماء، مجاہدین اور عام مسلمانوں کی نمائندگی سے امیر المومنین رحمہ اللہ کی وفات کو پوری امت مسلمہ کے لیے بڑا نقصان قرار دیتا ہوں۔ اللہ تعالی سب کو صبر عظیم عطا فرمائے۔ اللہ تعالی سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ان کا عزم اور مبارک زندہ رکھیں۔ ان کے خاندان سے تعزیت کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں اللہ انہیں صبر عظیم عطا فرمائے۔ میں رہبری شوری کی جانب سے منتخب امیر ملا اختر محمد منصور صاحب کی بیعت کا اعلان کرتا ہوں۔ تمام شرعی امور میں ان کی اطاعت کروں گا اور اللہ سے دعا کروں گا اللہ تعالی نئے امیر کو پوری دنیا کے مسلمانوں کے لیے باعث رحمت اور آنکھوں کی ٹھنڈک بنادے۔

مولوی محمد قاسم مسئول صوبہ غزنی

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی قائد المجاھدین وعلی آلہ واصحابہ الطیبین الطاھرین، وعلی اھل طاعہ اجمعین-

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کی وفات پوری امت مسلمہ بالخصوص افغان عوام کے لیے بہت بڑا صدمہ ہے۔ اللہ سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :اذا اصیب احدکم بمصیبة فلیذکر مصیبته بی فانها اعظم المصائب- ابن ماجه - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب تم لوگوں کو کوئی مصیبت پہنچے تو اس کا تقابل کرو میری مصیبت کو یاد کرو کیوں کہ میری مصیبت دنیا کی تمام مصیبتوں سے بڑھ کر ہے۔ ملا صاحب رحمہ اللہ بھی رحلت فرما گئے دین کی راہ میں اللہ کی تمام مساعی قبول فرمائے۔ ان کی وفات کے بعد بہت بڑا خلا سامنے آیا جسے الحمدللہ رہبری شوری نے بروقت رفع دفع کیا اور انتہائی کم وقت پوری طرح سے درست فیصلہ کیا اور ایک تجربہ کار اور بااحساس شخص کو ان کا جانشین بنایا۔ جس کی سب نے بیعت کی۔ ہم بھی جتنے مجاہدین ہیں یہاں ہمارے ساتھ سب نے باقاعدہ طور پر بیعت کی۔ یہ جہادی سلسلہ جس طرح پہلے جاری تھا اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ منظم شکل میں جاری رہے گا۔ میں تمام مجاہدین سے کہتا ہوں کہ نئے امیر کی ہاتھ پر بیعت کریں اور اپنی ان جہادی کوششوں کو شرعی معیار دیں۔ اس سانحے کے بعد دو دن تک یہاں پورے غزنی صوبے میں تعزیتی جلسے اور ختم قرآن کا اہتمام کیا گیا لوگوں نے نئے امیر کی بیعت کا اعلان بھی کیا۔ آج ضلع گیلان میں بہت بڑا اجتماع منعقد ہوا جس میں چار یا پانچ ہزار افراد نے شرکت کی، تین سو کے قریب مشائخ اور علماء نے اس میں شرکت کی، سب نے امیر المومنین کے ہاتھ پر بیعت کا اعلان کیا اور امیر المومنین سے پورے تعاون کا اظہار کیا۔

ملا محمد داود نائب مسئول صوبہ ہلمند

میں حاجی عبد المنان صاحب کی قیادت میں یہاں خدمات انجام دے رہا ہوں ان کے ساتھیوں میں سے ہوں۔ امیر المومنین رحمہ اللہ کی اللہ تعالی مغفرت فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں مقام عطا فرمائے۔ وہ ہمارے امیر تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں ملا منصور صاحب کو اپنا معاون اور نائب بنا رکھا تھا اب ان کی غیر موجودگی میں منصور صاحب ہمارے امیر ہیں۔ ہمارے امیر المومنین ہیں۔ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد صاحب سے ہم نے تادم مرگ جہاد کی بیعت کی تھی، نئے امیر کے ساتھ اسی طرح اطاعت کا وعدہ کریں گے۔ وہ 13، 14 سال سے امیر ہیں ہم نے ان کی قیادت میں جنگیں لڑی ہیں ملا عمر رحمہ اللہ کی حیات ہی میں۔ اب بھی وہ ہمارے امیر ہیں ہم ان کی قیادت میں لڑیں گے۔ ان کے ہر حکم پر لبیک کہیں گے۔ دشمن جو پروپیگنڈا کرتا ہے یہ سب جھوٹا ہے ہم تاحیات نئے امیر ملا اختر محمد صاحب منصور کی بیعت پر اور ان کی قیادت پر خوش رہیں گے۔ جان، مال، اولاد غرض ہر طرح کی قربانیاں دینے کو تیار رہیں گے۔ ہمیں کوئی تردد کوئی شک اور کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ہم پوری طرح متفق اور متحد ہیں۔ امیر المومنین کی وفات قضا کا فیصلہ تھا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی انتقال ہوا مگر بہت جلدی سے نئے امیر کا انتخاب کیا گیا اور تمام اکابر صحابہ نے ان سے بیعت لی۔ ہم ان کی قیادت میں کھڑے رہیں گے، یہود ونصاری جتنے بھی ہیں سب کی مخالفت کریں گے۔ جان مال اور اولاد کی قربانیاں دے کر ان کی مخالفت کریں گے۔ ملا اختر محمد صاحب ہمارے امیر تھے، ہیں اور رہیں گے۔

مسئول ہلمند

میں ہلمند کے ایک مسئول کی حیثیت سے ملا صاحب کی وفات پر ان کے خاندان اور پوری امت مسلمہ سے تعزیت کرتا ہوں، اللہ ان پر رحم فرمائے، مسلمان ان کی ذات پر متفق تھے، اللہ تعالی نے انہیں متفق کر رکھا تھا، وہ بھی اللہ کے ایک بندے ہی تھے مگر اللہ کو وہ مقبول تھے اور اللہ ان سے کام لینا چاہتے تھے۔ وہ مسلمانوں کے لیے ایک

رحمت تھے۔ ان کی وفات کے بعد جو ان کا جانشین بنا ہے ان سے ہماری بیعت ہے، ہم ان کے ساتھ مل بھی اسی طرح خدمت کریں گے جس طرح اب تک کی ہے۔ اس میں کوئی شک وشبہہ نہیں ہے۔ ہمیں پہلے سے معلوم تھا کہ ملا اختر محمد صاحب ان کے نائب ہیں ان کی حیات ہی میں۔ انہیں ملا صاحب مرحوم نے اپنا نائب مقرر کیا ہوا تھا، ہمیں پوری طرح معلوم تھا اور ہمیں پورا یقین تھا کہ ان حضرات کو ملا صاحب نے ہمارے لیے رہنما چن لیا تھا۔ اسی طرح سلسلہ بسلسلہ چلتے ہوئے منصور صاحب کی باری آئی، منصور صاحب سے بھی ہماری وہی بیعت ہے ہم ان کے بھی اسی طرح وفادار رہیں گے۔ شریعت کے دائرے میں ان کے تمام اوامر تسلیم کریں گے۔ میں ایک مسئول کی حیثیت سے ہلمند کے تمام مجاہدین سے کہوں گا کہ کسی تشویش میں پڑنے کی ضرورت نہیں، اپنے اپنے علاقوں میں کسی بھی اچھے عالم سے پوچھیں وہ اطمینان دلادیں گے کہ یہ انتخاب بالکل شرعی طریقے سے تمام لوازمات کو سامنے رکھ کر کیا گیا ہے۔ اختلاف کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا، اختلاف زیادہ ہو جائے تو اصل مقصد جو امیر کا انتخاب ہے وہ ضائع ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ امیر المومنین رحمہ اللہ کی قیادت میں جس طرح لوگوں کو متحد رکھا تھا اسی طرح نئے امیر کی قیادت میں بھی سب کو متحد رکھے۔ امیر المومنین رحمہ اللہ کی جو خواہش تھی وہ مسلمانوں کا اتحاد تھا۔ ہم اگر ان کی آرزو کی تکمیل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اتحاد واتفاق کو برقرار رکھنا ہوگا۔ اختلاف سے قوت ختم ہو جاتی ہے۔ امیر المومنین رحمہ اللہ نے جن کو اپنا نائب بنایا تھا ان کے سامنے یہ دوسرے لوگ بھی تھے جو آج طرح طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔ اللہ ان کو بھی ہدایت دے وہ ہمارے بھائی ہیں۔ اللہ سب کو اتحاد واتفاق نصیب فرمائے۔ کوئی بات آگئی ہوگی وہ حل ہو جائے گی یہ بعید نہیں ہے۔ اللہ کے لیے کوئی کام مشکل نہیں ہے۔ میں ان پر جرح نہیں کر رہا وہ سمجھدار اور صاحب النظر لوگ ہیں۔ اللہ ہم سب کو اس راہ پر چلائے جس میں اس کی رضا ہو۔ حقائق سب کے سامنے ہیں سب کو معلوم ہے کہ اس کا حقدار کون تھا۔ یہ کوئی امتیاز یا اعزاز نہیں ہے یہ ایک بہت بڑا بوجھ ہے۔ ہمیں چاہیے ان سے تعاون کریں۔ ان کے لیے دعا کریں۔ اپنی ذمہ داریوں میں پورے خلوص اور وفاداری کا مظاہرہ کریں۔ امیر المومنین کے دور میں حالات اس قدر خراب نہیں تھے امارت کی حکومت قائم تھی آج جو نئے امیر منتخب ہوئے ہیں ہمیں ان سے اور زیادہ تعاون کرنا ہوگا۔

ملا جان محمد (حاجی مومن) مسئول ضلع قرہ باغ صوبہ غزنی

میں امارت اسلامیہ کے دور میں لغمان میں صوبائی سطح پر عسکری عہدہ میرے پاس تھا۔ اب بھی میرے جہادی گروپ غزنی ضلع قرہ باغ، غزنی مرکز، پکتیکا ضلع گومل میں کام کر رہے ہیں۔ یہاں مختلف تعزیتی اجتماعات ہوئیں جن میں علماء اور قبائلی رہنماؤں نے شرکت کی، ان اجتماعات میں عبدالحق حقانی، ظرافت میر صاحب زمان، مخلص صاحب اور سینکڑوں کی تعداد میں دیگر مجاہدین اور بلند پایہ علماء نے شرکت کی، سب نے مجھے نمائندگی دی، میں سب کی نمائندگی سے امیر المومنین ملا اختر محمد منصور صاحب حفظہ اللہ سے بیعت کرتا ہوں۔ اللہ ان کی حفاظت فرمائے۔ جن اصولوں کے ساتھ اور جن حالات میں ہم نے امیر المومنین ملا عمر مجاہد رحمہ اللہ کا ساتھ دیا تھا اسی طرح ہم ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ کا بھی بھرپور ساتھ دیں گے۔

مولوی عبدالرحمن مسئول صوبہ جوزجان

میں صوبہ جوزجان کے تمام مجاہدین کی جانب سے امیر المومنین رحمہ اللہ کی وفات پر تعزیت کرتا ہوں، اور ان کے اہل خانہ اور تمام مجاہدین کے لیے صبر کی دعا کرتا ہوں۔ میں تمام مجاہدین کی نمائندگی سے نئے امیر المومنین ملا اختر محمد منصور صاحب حفظہ اللہ سے بیعت کرتا ہوں۔ ہر طرح کے حالات میں تادم مرگ ان کی اطاعت اور بیعت پر ہم قائم رہیں گے۔ اور اسے مزید مستحکم رکھیں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حافظ محب اللہ مسئول صوبہ کابل

ہمارے تمام ساتھی مجاہدین اس بات پر خفا نہ ہوں کہ امیر المومنین ملا عمر مجاہد رحمہ اللہ اب ہم میں نہیں رہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہ ایک عظیم ہستی تھی جو اللہ تعالی نے ہمیں عطا کی تھی مگر انہیں اب اللہ نے اپنے پاس بلا لیا ہے۔ میں اپنے تمام ساتھیوں، ضلعی امراء و مسئولین، گروپ کمانڈرز، مختلف کمیشنز کے نمائندے جو یہاں کابل میں موجود ہیں اور تمام مجاہدین، علماء اور عوام کی جانب سے ان کی نمائندگی کرتے ہوئے امیر المومنین ملا اختر محمد منصور صاحب حفظہ اللہ ورعاہ، وایدہ ونصرہ، وایدہ ونصرہ بالمومنین کی بیعت کا اعلان کرتا ہوں۔ نئے امیر کا انتخاب بالکل شرعی طریقے سے تھا میرا سطحی علم مجھے یہی کہتا ہے کہ اس میں شرعی اور عقلی تمام تقاضے پورے کیے گئے۔ کیوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتاً اپنا جانشین کسی کو منتخب نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی منشاء دیکھ کر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس حیات مبارکہ میں مختلف مواقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو اپنا نائب بنایا اسی کو دیکھتے ہوئے صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو ان کا خلیفہ منتخب کیا۔ کیوں کہ جب حیات میں ہر جگہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب رہے تو وفات کے بعد بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی یہی ہوگی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہی ان کے نائب بنیں۔ اسی طرح یہاں بھی جب امیر المومنین رحمہ اللہ نے

ہمیشہ ملا اختر منصور صاحب کو تمام امور میں اپنا نائب رکھے۔ انہیں کے ذریعے پیغامات بھیجے، انہیں کے ذریعے احکامات دیے، عہدیداروں کے مختلف عہدوں پر تبادلے اور معزولی، ہر معاملے میں ان کو اپنا نائب رکھا، یہ بات بھی نہیں کہ رجال کی کمی تھی بلکہ اچھے اچھے علماء، مجاہدین اور تقوی دار لوگوں کی کوئی کمی نہ تھی اس کے باوجود وہ ہمیشہ ملا صاحب کے نائب اور وہ سب سے زیادہ ان کے قریب رہے، تو وفات کے بعد بھی ملا صاحب رحمہ اللہ کی منشاء یہی ہے کہ ملا اختر منصور صاحب حفظہ اللہ ہی ان کے نائب رہیں۔

خود ملا اختر محمد منصور صاحب کو اللہ تعالی نے امارت اور قیادت کی تمام صفات سے بخوبی نوازا ہے۔ حلم، تقوی، دینداری، سنتوں کی پابندی، جہاد سے محبت، تدبر، سنجیدگی، سخن سنجی، اور مسلمانوں سے محبت اور کفار سے نفرت ہر طرح کی اچھی صفات سے اللہ تعالی نے انہیں خوب نوازا ہے۔ دیگر تمام لوگوں کی بہ نسبت دنیا جانتی ہے کہ وہ ان تمام صفات میں سب سے ممتاز ہیں۔ ایسا بھی نہیں کہ یہ شخص اچانک سامنے آیا ہے، پہلے کہیں کونے کھدرے میں چھپا بیٹھا ہوا تھا، اب اچانک قائد بن رہا ہے۔ نہیں بلکہ وہ پہلے سے امارت اسلامیہ کے مجاہدین امیر تھے۔ ملا صاحب کے نائب تھے۔ ہر طرح کے مشکل معاملات میں انہوں نے ملا صاحب کا نائب ہو کر خوب کام کیا، کبھی سستی اور بزدلی سے کام نہیں۔ اللہ تعالی نے انہیں جرات اور بہادری سے خوب نوازا ہے۔ بات ضرورت سے زیادہ نہیں کرتے اور جب کرتے ہیں تو کم الفاظ میں بڑی بات سمجھا دیں۔ کتنی مرتبہ اجلاسوں میں جب ہم بات کرتے ہیں تو کسی بات کو سمجھانے کے لیے بہت زیادہ سوچتا ہوں اور تین چار صفحات کا ایک مضمون تیار کر لیتا ہوں۔ مگر وہی ہماری دل کی بات وہ نہایت مختصر اور جامع الفاظ میں آسانی سے سمجھا کر ہمیں حیرت کے سمندر میں ڈال دیتے ہیں۔

اس طرح کی خوبیاں اس پورے نظام میں کسی اور شخص میں موجود نہیں ہیں۔ میری اپنے ساتھیوں سے درخواست ہے اپنے صفوں میں وحدت پیدا کریں۔ اللہ تعالی ہمیں دین پر صحیح عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

قاری بریال صاحب، صوبہ کاپیسا

میں صوبہ کاپیسا کے تمام مجاہدین، علماء اور کمیشن عہدیداران کی جانب سے امیر المومنین رحمہ اللہ کی وفات پر ان کے خاندان اور پوری امارت اسلامیہ سے تعزیت کرتا ہوں۔ اور امیر المومنین ملا اختر محمد منصور صاحب حفظہ اللہ کے ساتھ بیعت علی السمع والطاعۃ کا اعلان کرتا ہوں۔ ہم تادم مرگ اس بیعت پر کاربند رہیں گے چاہے جس طرح کے بھی حالات ہوں۔

مسئول صوبہ خوست

میں صوبہ خوست کے تمام مجاہدین، علماء کرام، گروپ لیڈر، ضلعی مسئولین، کمیشن نمائندوں اور عام مسلمانوں کی جانب سے امیر المومنین رحمہ اللہ کی وفات پر ان کے خاندان، امارت اسلامیہ اور تمام مسلمانوں سے تعزیت کرتا ہوں۔ یقیناً ملا صاحب رحمہ اللہ کی ہستی اس دور کی نابغہ روزگار ہستی تھی، ان کی قربانی اور خدمات کی پوری دنیا شاہد ہے۔ اسلامی نظام کا صحیح نمونہ سینکڑوں سال بعد انہوں نے پیش کیا۔ ہمیں فخر ہے ہم نے ان کی قیادت میں دین کے لیے قربانیاں دیں اور ان کی رہنمائی میں کام کیا۔ میں اپنے تمام ساتھیوں اور صوبہ خوست کے تمام مجاہدین کی جانب سے نئے امیر ملا اختر محمد منصور صاحب سے بیعت علی السمع والطاعۃ کرتا ہوں۔ اور اسلامی نظام کے حاکمیت کی خاطر ہر طرح کی قربانی کو تیار رہیں گے۔ ہم آپ کو اطمینان دلاتے ہیں کہ اسلامی نظام کی حاکمیت کی خاطر ہم آپ کی پشت پر کھڑے ہوں گے، ہر وقت آپ کا ساتھ دیں گے۔

مولوی محمد عمر مخلص مسئول صوبہ کنڑ

یقیناً ملا صاحب کا سانحہ ارتحال بہت بڑا واقعہ ہے مگر تاریخ پر نظر دوڑاؤ اور دیکھو کتنے بڑے لوگ انبیاء، صحابہ کرام اور بڑے بڑے مجاہدین دنیا سے کوچ کر گئے۔ اس لیے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں صوبہ کنڑ کے تمام ضلعی مسئولین، گروپ کمانڈروں، کمیشن نمائندوں اور نائبین کی جانب سے نئے امیر ملا اختر محمد منصور صاحب سے بیعت کرتا ہوں، ہم ان کی قیادت میں ہر طرح کی قربانی کو تیار رہیں گے۔ اور جو لوگ اختلاف کرتے ہیں ان سے بھی کہتا ہوں کہ خدارا اسلامی نظام کی اس عظیم جد وجہد کو ضائع نہیں کریں گے۔ آخرت میں ہم سے مسلمانوں کا اتحاد توڑنے پر سوال ہو گا۔ میں خود اور اپنے ساتھیوں کی جانب سے بیعت کرتا ہوں اور اطمینان دلاتا ہوں کہ ہم نے امیر المومنین رحمہ اللہ کی قیادت میں جتنی قربانیاں دی ہیں نئے امیر کے ساتھ اس سے بڑھ کر دوگنی قربانیاں دیں گے۔ ان شاء اللہ

حاجی امین جان مسئول صوبہ لغمان

میں اس وقت جلال آباد میں تھا میرے نائب اس وقت لغمان ہی میں تھے۔ ملا صاحب کے اعلان وفات کے بعد تین دن تک لغمان میں تعزیت، فاتحہ خوانی اور ختم قرآن کا

اہتمام کیا گیا۔ سب نے مرحوم ملا صاحب کے لیے مغفرت کی دعائیں کیں۔ فرداً فرداً لوگوں نے رابطے کیے اور تعزیت کے ساتھ ساتھ نئے امیر ملا اختر محمد صاحب منصور کے ساتھ بیعت کرنے کا اعلان کیا۔ میں نے ننگرہار، گردیز، پکتیا اور لوگر وغیرہ میں میدان خار میں مجاہدین، گروپ کمانڈروں سے رابطہ کیا سب نے امیر المومنین رحمہ اللہ کی تعزیت کی اور نئے امیر سے بیعت کا اعلان کیا۔ اور دعا کی کہ اللہ تعالی انہیں دین کے لیے مزید خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ملا رحمت اللہ (حاجی نجیب) مسئول صوبہ لوگر

میں پہلے تو امیر المومنین رحمہ اللہ کی وفات پر صوبہ لوگر کے تمام مجاہدین، مرحوم کے اہل خانہ اور امارت اسلامیہ سے تعزیت کرتا ہوں، اور اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ انہیں جنت الفردوس میں مقام عطا فرمائے۔ میں لوگر کے تمام ضلعی مسئولین، کمیشن نمائندگان، گروپ کمانڈروں اور عام مجاہدین اور مسلمانوں کی جانب سے نئے امیر ملا اختر محمد منصور صاحب کی بیعت کا اعلان کرتا ہوں۔

مولوی تاج میرجواد صاحب سربراہ فدائی بریگیڈ

میں اپنے فدائی بریگیڈ کے تمام مجاہدین کی جانب سے امیر المومنین رحمہ اللہ کی وفات پر پوری امت مسلمہ، افغان عوام اور امارت اسلامیہ سے تعزیت کرتا ہوں۔ اللہ ان کی قبر کو نور سے بھر دے اور انہیں جنت الفردوس میں مقام عطا فرمائے، وہ ہم پر اللہ کی رحمت کا سایہ تھے۔ موت برحق ہے اور اللہ کی ذات کے سوا سب کو فنا ہونا ہے۔ خوش قسمت انسان وہ ہے جس کی زندگی امیر المومنین رحمہ اللہ کی طرح اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے گذر جائے۔ میں فدائی بریگیڈ کے تمام مسئولین، مجاہدین، فدائیین، شہداء کے خاندانوں اور اسیروں کی جانب سے نئے امیر ملا اختر محمد منصور صاحب کی ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں، ہمارے فدائی مجاہدین اور شہداء کے خاندانوں نے مختلف مقامات پر مختلف اجتماعات میں شرکت کی اور نئے امیر کے طور پر ملا اختر محمد منصور صاحب کی بیعت کا اعلان کیا اور مجھے اپنے پیغامات بھیجے۔ میں سب کی نمائندگی سے ملا اختر محمد منصور صاحب کے ساتھ اپنی بیعت کا اعلان کرتا ہوں۔ چونکہ امیر المومنین رحمہ اللہ نے ان پر اعتماد کیا تھا اور امارت اسلامیہ کی رہبری شوری کی جانب سے بھی انہیں منتخب کیا گیا اس لیے ہم بھی ان پر اعتما کرتے ہیں اور دل سے انہیں تسلیم کرتے ہیں۔ شریعت کے دائرے میں سب سے بڑھ کر ان کی اطاعت کریں گے۔ وقت کے اس حساس مرحلے پر میں تمام رہنماوں اور مجاہدین کو اتحاد واتفاق کی طرف بلاتا ہوں۔ جس قیمت پر بھی ہو اپنا اتحاد برقرار رکھیں۔ کیوں دشمن تاک میں ہے امارت اسلامیہ کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا ان کا سب سے بڑا مقصد اور ہدف ہے۔ اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے تھامیں۔ تفرقے سے بچیں۔ میں اپنے فدائی بریگیڈ کی جانب سے اطمینان دلاتا ہوں کہ جس طرح امیر المومنین رحمہ اللہ کی قیادت میں ہم نے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا اب بھی آپ کے شانہ بشانہ ہر قربانی کے لیے تیار رہیں گے۔ آپ کے ایک اشارے پر ان کے مراکز پر بجلی بن کر گریں گے اور دشمن کو بھسم کرکے رکھ دیں گے۔

حاجی ملا مشراخند مسئول قطعہ ہلمند

امیر المومنین رحمہ اللہ کی وفات پر میں سب سے پہلے ان کے خاندان، امارت اسلامیہ اور تمام مجاہدین سے تعزیت کرتا ہوں، اللہ تعالی سب کو صبر جمیل عطا فرمائے، نئے امیر ملا اختر محمد منصور صاحب سے اپنی نمائندگی کے ساتھ بیعت کا اعلان کرتا ہوں، بیعت کے جو شرعی شرائط ہیں انہیں کے ساتھ بیعت کرتا ہوں، وہ ہمارے امین ہیں ہم ان کی قیادت میں جہاد جاری رکھیں گے۔ انہوں نے امیر المومنین رحمہ اللہ کی نیابت میں کئی سال کام کیا ہے، کسی نے انہیں ملا صاحب پر زبردستی نہیں تھوپا، ہمارے لیے وہ اب بھی اسی طرح ہیں جس طرح وہ امیر المومنین کی حیات میں تھے۔ اس لیے وہی امیر بننے کے زیادہ لائق ہیں۔ تمام مجاہدین کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بیعت کریں اور اتحاد کے لیے کوشش کریں۔

حاجی ملا محمد یوسف صاحب ، مسئول صوبہ ہرات ، نمائندہ خاندان ملا یار محمد اخوند رحمہ اللہ

میں ملا محمد یونس صاحب نمائندہ عسکری کمیشن اور حاجی ملا یار محمد اخوند شہید کے خاندان کی طرف سے امیر المومنین رحمہ اللہ کی وفات پر ان کے خاندان، امارت اسلامیہ اور تمام مجاہدین سے تعزیت کرتا ہوں۔ اللہ انہیں جنت الفردوس نصیب فرمائے۔ اس کے ساتھ ساتھ شوری اہل حل والعقد کی جانب سے منتخب امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی ہاتھ پر بیعت کا اعلان کرتا ہوں۔ ہم اپنی استطاعت کے مطابق تمام شرعی امور میں ان کی اطاعت کریں گے۔

زرمحمد نائب مسئول صوبہ ننگرہار

آج ننگرہار میں ایک بڑا اجتماع منعقد کیا گیا جس میں علماء، مشائخ، قبائلی بزرگوں، مجاہدین اور عام مسلمانوں نے شرکت کی، اس اجتماع میں امیر المومنین رحمہ اللہ کے

لیے فاتحہ خوانی اور ختم قرآن کا انعقاد کیا گیا۔ ان کے لیے مغفرت کی دعائیں کی گئیں۔ بعد ازاں علماء کرام کے بیانات ہوئے۔ اس کے بعد امیر المومنین ملا اختر محمد منصور صاحب حفظہ اللہ کی بیعت کا اعلان کیا گیا۔ تمام حاضرین نے انتہائی خوشی سے اور اتفاق واتحاد کے ساتھ ان کی بیعت کا اعلان کیا گیا۔ وہ امیر المومنین کے نائب تھے۔ بیعت کی ضرورت ہی نہ تھی مگر پھر بھی تجدید بیعت کر دی گئی۔ جن لوگوں کو کسی نے ورغلایا ہے یا دھوکہ دے رہے ہیں ان سے گذارش ہے کہ اتحاد واتفاق کا مظاہرہ کریں۔ اختلافات سے احتراز کریں۔ ننگرہار کی حد تک میں پورا اطمینان دلاتا ہوں کہ یہاں انشاء اللہ کوئی مسئلہ نہیں ہے اور آئندہ بھی سب کچھ ٹھیک رہے گا۔

مولوی عبدالعزیز صاحب مسئول صوبہ نیمروز

ننگرہار کے تمام مجاہدین نے جس طرح امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی ہاتھ پر بیعت کی ہے اسی طرح امیر المومنین ملا اختر محمد منصور صاحب حفظہ اللہ کے ساتھ بھی بیعت کر چکے ہیں اور ان کی قیادت میں اپنا جہاد جاری رکھے ہوئے ہیں۔ یہاں علماء، بزرگوں اور تمام مجاہدین نے تمام لوگوں نے میرے ہاتھ پر ملا اختر محمد منصور صاحب کے لیے بیعت کا اعلان کیا ہے۔ امیر المومنین کے وفات کے اعلان پر فطری طور پر تمام مجاہدین انتہائی غم زدہ ہوگئے۔ سب انتہائی پریشان تھے اور انتظار میں تھے کہ علماء کی طرف سے نئے امیر کے طور پر کس سے بیعت ہوتی ہے۔ جب ملا اختر محمد منصور صاحب کی بیعت کا اعلان ہوا تو سب نے بالاتفاق کہا کہ یہی ہمارے امیر ہوں گے۔ ہم نے جس طرح امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے ساتھ اپنی بیعت آخر تک نبھائی اور ہر طرح کی مشکلات میں ہر طرح کی قربانی دی اسی طرح ملا اختر محمد منصور صاحب کی قیادت میں بھی جہاد جاری رکھیں گے۔ اور کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

مولوی منیب اللہ صاحب نائب مسئول صوبہ نورستان

ہمارے صوبائی مسئول صاحب اس وقت یہاں سے دور ہیں اس لیے انہوں نے یہاں تعزیت اور نئے امیر کے ساتھ تجدید بیعت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کا مجھے حکم دیا ہے۔ اللہ تعالی کا پاک ارشاد ہے کل نفس ذائقۃ الموت۔ ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ امیر المومنین رحمہ اللہ بھی ایک زندہ نفس تھے۔ اللہ تعالی کے بنائے ہوئے نظام حیات کے مطابق انہیں بھی اللہ کے پاس جانا تھا اور وہ چلے گئے۔ ان کی وفات پر ہم ان کے خاندان، امارت اسلامیہ اور پوری امت مسلمہ سے تعزیت کرتے ہیں۔ اللہ انہیں انبیاء، صدیقین اور شہداء کی معیت نصیب فرمائے۔ حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالی سے اس کا اچھا نعم البدل مانگنا چاہیے۔ ہم بھی اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ ملا اختر محمد منصور صاحب حفظہ اللہ ان کا اچھا نعم البدل ثابت ہوں۔ تمام مسلمانوں کو میرا پیغام ہے کہ اللہ تعالی نے تمام انبیاء کو اپنے مقررہ وقت پر اپنے پاس بلایا تو ملا صاحب رحمہ اللہ کو بھی بلا لیا۔ اللہ تعالی تمام مسلمانوں کو اسی طرح کی استقامت اور اس راہ میں پوری توفیق عطا فرمائے۔ نورستان کی سطح پر ہم عہد کرتے ہیں کہ نئے امیر کا ہر قدم پر ساتھ دیں گے۔ کل اس حوالے نورستان کے علماء، مشائخ، مجاہدین، عوامی رہنماؤں، ضلعی جہادی مسئولین، گروپ کمانڈروں اور عسکری کمیشن کے نمائندوں سمیت تمام مسلمانوں نے اپنی بیعت کا اعلان کیا۔ دعا کرتے ہیں اللہ ہمیں استقامت عطا فرمائے۔ دشمن اور منافقین کے پروپیگنڈے کا ہم پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ ہم نے جس طرح پہلے دین کی خاطر قربانی دی ہے اب بھی اسی طرح قربانیاں دیں گے۔ میڈیا پر مذاکرات وغیرہ کے متعلق خبریں دی جاتی ہیں۔ ہم صرف وہی بات تسلیم کریں گے وہی راستہ اختیار کریں گے جو امارت نے ہمیں بتایا ہے۔ جہاد کا راستہ اور قربانی کا راستہ۔ اگر بالفضل والتقدیر اسلامی نظام کی حاکمیت جنگ کے بغیر ہو سکتی ہے تو اس حوالے سے امارت اسلامیہ نے اپنا موقف واضح کر دیا ہے۔ دین کے لیے خون بہانا اللہ کا حکم ہے ہم نے اسے تسلیم کیا ہے۔ اگر خون بہائے بغیر اسلامی نظام قائم ہوگا تو یہ ہمارا شوق نہیں ہے۔ اگر سو فیصد اسلامی نظام بغیر جنگ کے قائم ہو سکتا ہے تو اس کے لیے تیار ہیں۔ تب امارت کا جو حکم ہوگا وہ ہم تسلیم کریں گے۔ اس کے علاوہ جس طرح پہلے ہم نے جہاد جاری رکھا ہے آئندہ بھی جاری رکھیں گے۔

مولوی محمد بلال فاتح مسئول صوبہ پکتیکا، برادر مولوی محمد سنگین شہید رحمہ اللہ

امیر المومنین رحمہ اللہ کی وفات پر میں تمام مجاہدین، علماء، مشائخ اور عام مسلمانوں سے تعزیت کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالی سے سب کے لیے صبر جمیل کی دعا مانگتا ہوں۔ حضرت ملا اختر محمد منصور صاحب حفظہ اللہ کی امارت پر پورے پکتیکا کی سطح پر بیعتیں ہو چکی ہیں۔ اور یہ سلسلہ ابھی اور بھی جاری ہے۔ وہی ہمارے امیر المومنین ہیں۔ انہیں ہم نے مانا ہے اور ہم مانیں گے۔

مولوی عبدالکریم صاحب مسئول صوبہ پکتیا

میں امیر المومنین رحمہ اللہ کے خاندان، امارت اسلامیہ اور پوری امت مسلمہ سے

امیر المومنین کی وفات پر تعزیت کرتا ہوں۔ ہمارے حوصلے پست نہیں ہوئے۔ جہادی عزم میں مزید مضبوطی آئی ہے۔ میں پورے پکتیا کی سطح پر تمام ضلعی جہادی ذمہ داران، گروپ کمانڈرز، عام مجاہدین، کمیشن نمائندوں اور تمام طلبہ کی طرف سے نئے امیر کے ساتھ علی السمع والطاعۃ بیعت کا اعلان کرتا ہوں۔

مولوی قدرت اللہ صاحب ، مسئول صوبہ پنج شیر

میں پنج شیر کے مجاہد اور غیور عوام کی جانب سے امیر المومنین کی وفات پر خانوادہ امیر المومنین رحمہ اللہ، امارت اسلامیہ اور رہبری شوریٰ کے تمام ارکان سے تعزیت کرتا ہوں۔ اس المناک سانحے پر ان کے غم میں ہم برابر کے شریک ہیں۔ بارگاہ ایزد تعالیٰ میں ان کے شاگردوں، مجاہدین اور امارت اسلامیہ کے لیے صبر اور استقامت کی دعا مانگتے ہیں۔ اور عزم مصمم اور قوی ارادے سے امارت اسلامیہ کے نئے زعیم ملا اختر محمد منصور صاحب حفظہ اللہ اور ان کے نائبین شیخ ہیبت اللہ اخندزادہ اور الحاج خلیفہ سراج الدین حقانی صاحب کے ساتھ بیعت کا اعلان کرتا ہوں۔ ان کی قیادت میں علی السمع والطاعۃ ہر قربانی کے لیے تیار رہیں گے۔ اور تمام مسلمانوں سے گذارش کرتا ہوں کہ ان تاریخی شخصیات سے بیعت کریں اور اس خیر کثیر سے محروم نہ رہیں۔

قاری نذرگل ، نمائندہ عسکری کمیشن صوبہ پروان

میں صوبہ پروان کے مجاہدین کی نمائندگی کرتے ہوئے امیر المومنین رحمہ اللہ کی وفات پر ان کے خاندان اور امارت اسلامیہ سے تعزیت کرتا ہوں۔ امیر المومنین رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے بے مثال جرات سے نوازا تھا۔ انہوں نے اکیس سالہ جہاد کے دوران ہمارے لیے کوئی ایسی تاریخ نہیں چھوڑی جو ہمارے لیے باعث عار ہو۔ ان کی جرات اور استقامت کا اعتراف ان کا دشمن بھی کرتا ہے۔ یہاں پروان میں امیر المومنین رحمہ اللہ کی روح کو ایصال ثواب کے لیے دعاوں اور ختم کا انعقاد کیا گیا۔ اس میں علاقے کے عوام اور عمائدین نے بھی حصہ لیا۔ پروان کے صوبائی مسئول مولوی محمد نسیم مشفق، نائب مسئول مولوی شبیر احمد، صوبائی عسکری کمیشن کے ذمہ دار قاری نذرگل، صوبائی قاضی مولوی رفیع اللہ، مختلف اضلاع کے ذمہ داران مولوی حیات اللہ، ملا عزیز اللہ، ملا ذبیح اللہ، کوہ صافی کے ملا ذبیح اللہ، عمر، کمانڈر کریم، ملا عبداللہ، دعوت وارشاد کمیشن کے ذمہ دار مولوی محمد دین حقانی صاحب نے ان اجتماعات میں شرکت کی۔ ان ضلعی ذمہ داران کے ساتھ ہر ضلع میں کام کرنے والے گروپ کمانڈرز، کمیشن نمائندگان، قاضیوں اور علماء ومشائخ شریک تھے۔ سب نے ان اجتماعات میں نئے امیر ملا اختر محمد منصور صاحب حفظہ اللہ کے ساتھ اپنی بیعت کا اعلان کیا۔ سب نے عہد کیا کہ جس طرح امیر المومنین رحمہ اللہ کی قیادت میں ہم نے اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جنگ کی ہے آئندہ بھی امیر المومنین ملا اختر محمد منصور صاحب کی قیادت میں جہاد جاری رکھیں گے۔ ان کی مکمل اطاعت کریں گے اور کسی کو اختلافات پیدا کرنے یا بے اطاعتی کی اجازت نہیں دیں گے۔ اور نہ الحمدللہ ایسا کچھ دیکھنے میں آیا ہے۔

قاری محمد اسحاق صاحب ، طالقان

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات کی خبر موصول ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ میں اپنے تمام مجاہدین اور ساتھیوں کی جانب سے ان کے خاندان، امارت اسلامیہ اور پوری امت مسلمہ سے ان کی وفات پر تعزیت کرتا ہوں۔ اور نئے امیر، امیر المومنین ملا اختر محمد منصور صاحب حفظہ اللہ سے علی السمع والطاعۃ بیعت کا اعلان کرتا ہوں۔ شریعت کے حدود کے اندر ان کی مکمل اطاعت کروں گا اور کسی قربانی سے دریغ نہیں کروں گا۔

مولوی عطاء اللہ عمری ، مسئول صوبہ سرپل

میں سرپل کے تمام علماء، مجاہدین، ضلعی امراء، گروپ کمانڈروں اور تمام غیور مسلمانوں کی جانب سے امیر المومنین رحمہ اللہ کی وفات پر ان کے قابل احترام خاندان اور امارت اسلامیہ سے تعزیت کرتا ہوں اور نئے امیر ملا اختر محمد منصور صاحب حفظہ اللہ سے علی السمع والطاعۃ بیعت کرتا ہوں۔ تادم مرگ اپنی اس بیعت پر قائم رہوں اور کسی قربانی سے دریغ نہیں کروں گا۔ والسلام

مولوی ندا محمد ندیم ، مسئول عسکری کمیشن برائے فاریاب ، غور ، سرپل ، بادغیس

میں مذکورہ چار صوبوں کے مجاہدین اور ذمہ داران کی نمائندگی کے ساتھ امیر المومنین رحمہ اللہ کی وفات پر ان کے خاندان، امارت اسلامیہ اور تمام مسلمانوں سے تعزیت کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں مقام عطا فرمائے۔ اور نئے امیر مل اختر محمد منصور صاحب سے بیعت کا اعلان کرتا ہوں اور تاکید کرتا ہوں کہ جن لوگوں نے بیعت نہیں کی ہے وہ جلد از جلد بیعت کریں۔ امیر المومنین رحمہ اللہ کی قربانیوں اور ہزاروں مجاہدین کی شہادتوں سے بننے والی امارت کو اختلافات کے ذریعے کمزور نہ کریں

قاری امین اللہ ، صوبہ تخار

میں تخار کے تمام علماء، مجاہدین، ضلعی امراء، گروپ کمانڈروں اور تمام غیور مسلمانوں کی جانب سے امیر المومنین رحمہ اللہ کی وفات پر ان کے قابل احترام خاندان اور امارت اسلامیہ سے تعزیت کرتاہوں۔ تخار کے تمام مجاہدین نئے امیر ملااختر محمد منصور صاحب حفظہ اللہ سے علی السمع والطاعۃ بیعت کرتے ہیں۔ تادم مرگ اپنی اس بیعت پر قائم رہیں گے۔ جس طرح امیر المومنین رحمہ اللہ کی قیادت میں جہاد کیاہے۔ ملا اختر محمد منصور صاحب کی قیادت میں بھی جہاد جاری رکھیں۔انشاء اللہ

مولوی احمد اللہ منصور ، مسئول صوبہ میدان وردگ

میدان وردگ کے تمام علاقوں میں مدارس، مساجد اور عوامی اجتماعات میں امیر المومنین رحمہ اللہ کی وفات پر ان کی فاتحہ خوانی اور ایصال ثواب کے لیے ختم قرآن کا سلسلہ جاری ہے۔ اگرچہ امیر المومنین کی وفات وہ انتہائی غمزدہ تھے مگر نئے امیر کے اعلان پر سب خوش ہوگئے۔ کیوں اس طرح امارت کا ایک جو خلا تھاوہ ختم ہوگیا۔ان اجتماعات میں تمام مجاہدین، کمانڈرز، ضلعی مسئولین اور تمام مسلمانوں نے نئے امیر ملااختر محمد منصور صاحب کی علی السمع والطاعۃ بیعت کا اعلان کیا۔ اور اعلان کیاکہ آپ کی قیادت میں ہم کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

مولوی مطیع صاحب ، مسئول صوبہ زابل

پورے صوبہ زابل کی سطح پر ہر علاقے میں اجتماعات اور جلسے ہوئے۔ جہاں بڑی تعداد میں علماءنے شرکت کی اور امیر المومنین رحمہ اللہ کی ایصال ثواب کے لیے ختم قرآن کا انعقاد کیا گیا۔ ان اجتماعات میں ملاصاحب رحمہ اللہ کے لیے مغفرت کی دعائیں کی گئیں۔ اللہ ان کی قربانیاں قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں مقام عطافرمائے۔ سب نے نئے امیر ملااختر محمد منصور صاحب حفظہ اللہ سے بیعت کا اعلان کیا۔ اور عہد کیاکہ جس طرح ملاصاحب کی قیادت میں ہم نے پوری اطاعت کے ساتھ جہاد کیا تھا آپ کی قیادت میں بھی پوری اطاعت کے ساتھ جہاد جاری رکھیں گے۔ اور میں اطمینان دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ پورے افغانستان میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ تمام ساتھیوں سے درخواست ہے کہ اب مزید افغانستان کو فتنوں میں نہ ڈالیں، خود اپنے افغانوں کی حالت پر رحم کریں۔

صوبہ قندہار ضلع شاولی کوٹ اور میانشین کے اضلاع کے ضلعی گورنر مولوی عبدالعلی جہاد یار کی تعزیت اور بیعت کا پیغام

قندہار ضلع شاہ ولی کوٹ اور میانشین کے دو اضلاع کے ضلعی گورنر مولوی عبدالعلی جہادیار اور مذکورہ اضلاع کے علماء، مجاہدین اور عام لوگوں کی جانب سے تعزیت اور بیعت کا اعلان: ہم سب امارت اسلامیہ کے تمام رہنماوں خصوصا امیر المومنین رحمہ اللہ کے خاندان سے امیر المومنین کے وفات پر تعزیت کرتے ہیں اور اللہ تعالی سے ان کے لیے صبر جمیل کی دعامانگتے ہیں اور نئے امیر ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ سے جن تعین شرعی طریقے سے کیا گیاہے بیعت کا اعلان کرتے ہیں اور اللہ تعالی سے ان کے لیے اس ذمہ داری کی بہتر ادائیگی کی دعا کرتے ہیں۔

ضلعی مسئولین ، قندہار ضلع ارغستان

قندہار ضلع ارغستان کے جہادی ذمہ دار قاری احمد اللہ، عمومی ذمہ دار ملا صالح محمد مصلح، ملادوست محمد محمدی، حاجی لالاشاکر، ملاشاہ ولی صابر، مولوی علی محمد مزمل، کمیشن سربراہ مولوی معتصم صاحب اور مولوی امیر محمد حماس نے اپنے تمام ساتھیوں کی نمائندگی سے عالیقدر امیر المومنین ملامحمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات کے باعث ان کے خاندان، امارت اسلامیہ کی قیادت اور تمام مجاہدین سے تعزیت کی ہے۔ اور اللہ رب العزت سے ان کے لیے جنت الفردوس اور خاندان اور عام مجاہدین کے لیے صبر جمیل کی دعاکی ہے۔

ہم اپنے ساتھیوں کی نمائندگی سے امارت اسلامیہ کے لیے نئے منتخب امیر محترم ملااختر محمد منصور صاحب حفظہ اللہ سے سمع وطاعت پر بیعت کرتے ہیں۔

امارت اسلامیہ افغانستان کے نئے زعیم

امیرالمومنین ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ

کا تعارف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ) [العنکبوت]:(۶۹)

الحمد لله رب العالمين ، والعاقبة للمتقين ، والصلاة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين ، قائد المجاهدين نبينا ومولانا محمد عليه افضل الصلوات والتسليم وعلى آله و أصحابه ومن اهتدى بهديه اجمعين وبعد.

مجموعی طور پر جہادی صف کی قیادت کچھ خصوصی صفات سے بہرور ہوتی ہے۔ بسا اوقات انہیں یہ صلاحیتیں وہبی طریقے سے حاصل ہوجاتی ہیں اور کبھی اپنے دیگر جہادی ساتھیوں کی تربیت کے دوران یہ صلاحیتیں حاصل کر لیتے ہیں۔

اللہ کے دین کے ساتھ اپنے انتہائی خلوص اور فداکاری کہ وجہ سے جہادی قائدین پر اللہ تعالی کی خصوصی نوازشات، نصرت اور مہربانیاں ہوتی ہیں۔ اس حوالے سے اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

(وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ) [العنکبوت:(۶۹)

امارت اسلامیہ افغانستان جو معاصر دور میں عالمی سطح پر کفر واستبداد کے خلاف جہاد اور مزاحمت کا ایک مستحکم مورچہ سمجھا جاتا ہے اس کے موسسین رہنماوں کو اللہ تعالی نے وہبی طریقے سے قیادت اور رہنمائی کے فوق العادت صلاحیتوں اور مہارتوں سے نوازا ہے۔

خود امارت اسلامیہ افغانستان کے موسس ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ قائدانہ صلاحیتوں کا ایک زندہ مجموعہ تھے۔ انہوں نے عالمی کفر کے خلاف جہاد کے میدان میں مسلمانوں کی قیادت اور رہنمائی کی صلاحیتیں عملی طور پر اپنے ساتھیوں کو منتقل کیں جو اللہ تعالی کے نظام کی حاکمیت کے لیے ان کے ساتھ تھے۔

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ ایک عسکری قائد کے ساتھ اس جہادی مدرسے کے جہادی طلباء (مجاہدین) کے لیے ایک روحانی اور اخلاقی مربی بھی تھے۔

ان کی قیادت میں بہت سی ایسی شخصیات نے تربیت پائی جن میں سے ہر ایک اس دور میں مسلمانوں کی قیادت اور عصر حاضر کے ان حساس ترین حالات میں رہنمائی کی پوری صلاحیت رکھتا ہے۔

فکری اور جہادی تحریکوں میں ویسے بھی شخصیات سے زیادہ بنیادی کردار مذہبی اساسات کا ہوتا ہے۔ یہاں سب کچھ جہادی اور فکری بنیادوں پر منظم ہوتا ہے۔ قرآنی ارشادات، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے کارنامے اس تحریک کو بنیادی پالیسیاں فراہم کرتی ہیں۔ اس طرح کی نظریاتی تحریکوں میں قائد اور قیادت کی بنیادی ذمہ داری اپنے افراد اور پیروکاروں کی نظریاتی اور اخلاقی تربیت اور انہیں فکری حوصلہ دینا ہوتا ہے۔

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے اسلامی تحریک کے آغاز اور اور پھر امارت اسلامیہ کی تاسیس کے وقت جہادی قیادت اور رہنمائی کے لیے قبل ازیں ایسے بابصیرت اور قائدانہ خصوصیات کے حامل لوگوں کی تربیت کی ہے جنہوں نے جہاد اور مزاحمت کے شدید ترین حالات میں بھی اس جہادی قافلہ کو منزل مقصود تک پہنچایا

ایسی بہادر اور غیور شخصیات جو ہر طرح کے شدید حالات کا سامنا کرنے کی صورت میں نہ گھبراہٹ محسوس کرتے ہیں اور نہ خطرناک زمانی اور مکانی حالات سے متاثر ہوتے ہیں۔

ان بابصیرت شخصیات اور مدرسہ عمری کے ان سنجیدہ طلبہ میں سے امارت اسلامیہ کے موجودہ منتخب امیر ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ بھی ہیں جنہوں نے عملی طور پر قیادت کے معاملات عالیقدر امیر المومنین رحمہ اللہ کی حیات ہی میں شروع کردیے تھے۔ اور ان کی وفات کے بعد امارت اسلامیہ کے اہل حل والعقد، معتبر شخصیات، علماء کرام، جہادی رہنماوں اور دیگر قومی شخصیات کی جانب سے انہیں نئے امیر کی حیثیت سے منتخب کیا گیا۔ باوجود اس کے کہ امارت اسلامیہ کے نئے امیر جہادی اور تحریکی حلقوں میں جانی پہچانی حیثیت رکھتے ہیں مگر چونکہ امارت اسلامیہ کے تمام مجاہدین اور اسلامی دنیا کے تمام محبان دین کی خواہش اور شوق ہے کہ نئے امیر کی ذات کا مکمل تعارف حاصل کریں اور انہیں پہچان سکیں۔ اس لیے ان کا تفصیلی تعارف پیش کرنے کے لیے ذیل کی سطور رقم کی جارہی ہیں۔

پیدائش :

محترم ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ الحاج محمد جان کے صاحبزادے، 1968 میں ان کی پیدائش قندہار ضلع میوند کے بند تیمور گاوں میں ہوئی۔ چونکہ ان کا خاندان اپنے علاقے کی سطح پر ایک دیندار اور علم دوست گھرانہ تھا اور ان کے والد ایک علم دوست شخص تھے اس لیے منصور صاحب کی صحیح تربیت کے لیے ان کا پہلا انتخاب دینی تعلیم کا حصول تھا۔

تعلیم:

جناب منصور صاحب کو سات سال کی عمر میں ان کے والد نے اپنے علاقے کے ایک دینی ادارے میں داخل کروایا۔ چونکہ بچپن ہی سے ان میں ذکاوت اور سمجھداری کی علامات ظاہر تھیں اس لیے اپنے والد کے ساتھ ساتھ دیگر اساتذہ کی جانب سے بھی ان کی خصوصی تربیت کا اہتمام ہونے لگا۔ انہوں نے اپنی بے پایاں علمی قابلیت کے ذریعے کم وقت میں اپنی ابتدائی دینی اور عصری تعلیم کامیابی سے حاصل کی۔ مزید اعلی تعلیم کے حصول کے لیے بعض مشہور مدارس کارخ کیا۔ وہاں بھی اپنی فطری ذکاوت اور نیک اخلاق کے باعث اپنے ہم مکتبوں میں نمایاں قابلیت اور اخلاق کے مالک رہے ۔ وہیں عالیہ سطح کے علوم حاصل کیے۔

منصور صاحب ابھی علوم کے ابتدائی مراحل میں تھے کہ افغانستان کا سیاسی اقتدار کمیونسٹوں کے ہاتھوں میں چلا گیا اور افغانستان کے مجاہد عوام نے ان کے خلاف اسلامی تحریک کا آغاز کردیا۔

جہاد اور سیاسی جنگ :

1978ء میں افغانستان پر سوویت یونین کی جارحیت کے بعد افغانستان کے مجاہد عوام نے اس کے خلاف اسلامی تحریک اور جہاد کا آغاز کردیا۔ جناب ملا اختر محمد منصور صاحب جو اس وقت اپنی بقیہ تعلیم مکمل کرنے لگے تھے، ملک پر جارح قوتوں کی جارحیت کی وجہ سے انہوں نے اپنی تعلیم ادھوری چھوڑدی۔ مگر علم کا بے پاں شوق ہونے کی وجہ سے جب بھی جہاد سے لوٹتے اپنے خاص اساتذہ سے اپنی بقیہ ماندہ پڑھائی کی تکمیل کرنے لگتے۔ اسی طرح مضبوط عزم کے ساتھ پڑھائی جاری رکھی اور موقوف علیہ تک پہنچے۔ بعد ازاں انہوں نے مستقلا میدان جہاد کا انتخاب کیا اور محاذوں پر رہنے لگے۔

محترم منصور صاحب نے اس وقت تک اپنی زندگی کے دو ہی عشرے پورے کیے تھے ۔ انہوں نے ایک بہادر اور غیور مجاہد کی حیثیت سے شعوری طور پر اپنے دین اور ملک کی دفاع کی خاطر جارحیت پسندوں اور داخلی کیمونسٹوں کے خلاف مسلح جہاد کا آغاز کردیا۔

انہوں نے 1985 میں جہادی کارروائی کے لیے قندہار کے مشہور جہادی کمانڈر قاری عزیز اللہ شہید کے محاذ سے اپنی جہادی زندگی کا آغاز کیا۔ ضلع پنجوائی کے علاقے پاشمول میں افغانستان کی سطح پر مشہور جہادی شخصیت الحاج ملا محمد حسن اخوند کی سرپرستی میں سوویت جارحیت پسندوں اور ان کے کٹھ پتلیوں کے خلاف جہادی کارروائیاں کیں۔ قاری عزیز اللہ صاحب شہید رحمہ اللہ کا محاذ مولوی محمد نبی محمدی مرحوم کی تنظیم حرکت انقلاب اسلامی سے ملحق تھا۔ قاری عزیز اللہ کی شہادت کے بعد کمانڈر حاجی محمد اخند کی قیادت میں جہادی شخصیت مولوی محمد یونس خالص کی تنظیم حزب اسلامی میں انہیں ذمہ داری دی گئی۔

منصور صاحب نے قندہار میں سوویت یونین جارحیت پسندوں اور ان کے داخلی حامیوں کے خلاف بہت سی فوجی کارروائیوں میں فعال حصہ لیا۔ 1987 میں قندہار ضلع پنجوائی کے علاقے سنزری میں روسیوں کے ایک سٹریٹیجک مرکز پر براہ راست حملے کے دوران ایسے زخمی ہوئے کہ ان کے جسم پر تیرہ زخم آئے مگر اللہ تعالی نے انہیں شفادے دی۔ دوسری بار 1997ء میں مئی کے مہینے میں امارت اسلامیہ کی حکومت میں مزار شریف کے ہوائی اڈے میں زخمی ہوگئے اور اسی زخمی حالت میں مخالفین کے

ہاتھوں اسیر بھی ہوگئے۔

تحریک اسلامی طالبان میں بنیادی کردار:

1992ء میں افغانستان میں کمیونسٹ نظام کے خاتمے اور داخلی جنگوں کے آغاز کے بعد جناب منصور صاحب اور ان کے محاذ کے دیگر مخلص مجاہدین نے اسلحہ رکھ دیا اور اقتدار کی خاطر شروع ہونے والی جنگ میں کسی کا ساتھ نہیں دیا۔ منصور صاحب جو اس وقت ایک نامور مجاہد بن چکے تھے اور مجاہدین کے درمیان اچھی شہرت رکھتے تھے انہوں نے ملامحمد ربانی، شہید حاجي ملامحمد، او شہید ملا بورجان رحمھم اللہ کی طرح جنگی مصروفیات ترک کردیں اور کچھ تعلیمي اور تربیتي امور میں مصروف ہوگئے۔

1994 میں امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی جانب سے طالبان کے نام سے اسلامی تحریک کا آغاز ہوا تو انہوں نے اسے آگے بڑھانے میں محوری کردار ادا کیا۔ ان کی انتظامی اور جہادی صلاحیتوں کے باعث طالبان تحریک کے سربراہ کی جانب سے انہیں اہم ذمہ داریاں سونپی گئیں جن میں سے کچھ درجہ ذیل ہیں:

1۔ جنوب مغربی زون میں اسلامی تحریک طالبان کی کامیابی اور قندہار پر قبضہ کے بعد امیر المومنین ملامحمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی جانب سے ان پر بے پناہ اعتماد کے باعث انہیں قندہار ائیرپورٹ کا مرکزی سربراہ متعین کیا گیا۔

2۔ طالبان کے ہاتھوں قندہار کی فتح کے بعد قندہار فضائی افواج اور فضائی دفاع کی ذمہ داری انہیں دی گئی۔

3۔ 1996 میں دارالحکومت کابل پر قبضے کے بعد انہیں فضائیہ اور سیاحت کا وزیر بنایا گیا۔

4۔ وزارت کے دوران ہی امیر المومنین مرحوم کی خصوصی ہدایات اور حکم پر وزارت دفاع سے منسلک فضائی دفاع کی مرکزی کمانڈ بھی انہیں دے دی گئی۔ افغانستان فضائی سفر اور سیاحت کے شعبے میں انہوں نے بہت سی تبدیلیاں اور اصلاحات کیں جن میں بعض کا تذکرہ مختصر طور پر یہاں کریں گے۔

کابل کی فتح کے وقت اس شہر میں خانہ جنگی کے باعث فضائیہ کا نظام درہم برہم ہوچکا تھا ۔فضائیہ کے تمام املاک تباہ ہوچکے تھے۔ محترم منصور صاحب نے اپنی تعمیر نو کی پالیسی کے تحت اس شعبے سے منسلک تمام تباہ شدہ املاک، ائیرپورٹس اور طیاروں کو پھر سے ٹھیک کروایا۔ یہ وہ وقت تھا جب امارت اسلامیہ شدید اقتصادی مشکلات اور عالمی پابندیوں کا شکار تھی۔ مگر منصور صاحب نے انہیں نامناسب اقتصادی حالات میں پہلے کابل کا بین الاقوامی ہوائی اڈہ اور اس سے ملحق تمام تنصیبات کی ازسرنو تعمیر کی اور پھر آریانا ائیرلائن اندرونی وبیرونی سفروں کے لیے عالمی معیار کے مطابق درست کردی۔ اس کے بعد قندہار، ننگرہار، مزار شریف اور قندوز کے فضائی اڈے ہر طرح کی عوامی اور فوجی پروازوں کے لیے تیار کرکے مختلف جدید وسائل سے مزین کردیے۔

امارت اسلامیہ کی عسکری اور عوامی شعبوں میں مختلف ترقیاتی اور فلاحی خدمات کے ساتھ ساتھ ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ افغانستان کا بڑا قومی سرمایہ یعنی فضائی قوت اور اس سے متعلق طیارے اور تباہ شدہ فضائی اڈے پھر سے تعمیر کیے۔ طیاروں اور ہوائی میدانوں کی تعمیر نو کے علاوہ اندرون افغانستان میں چوبیس گھنٹے اندرونی پروازوں کی سہولت مہیا کرنے کے علاوہ سالوں بعد پہلی بار ہزاروں افغان حاجیوں کے لیے آریانہ ائیرلائن کے ذریعے سفر کی سہولتیں مہیا کیں۔

افغانستان جو کبھی عالمی سطح پر انتہائی ترقی یافتہ فضائی دفاعی قوت رکھتا تھا روسی جارحیت اور تنظیمي جھگڑوں کی وجہ سے تقریباسارا کہ ساراتباہ ہوکر ناکارہ ہوچکا تھا۔ یہاں تک کہ بعض طیارے پرزوں میں بٹ کر سکریپ میں بیچ دیے گئے تھے، مگر منصور صاحب نے دن رات کوششیں کرکے ان ناکارہ طیاروں کو پھر سے کار آمد بنایا۔

محترم ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ نے امارت اسلامیہ کے دور حکومت کے پورے عرصے میں افغانستان کی فضائی پروازوں کو احیاء اور ترقی دینے کے لیے بہت کوششیں کیں۔ یہاں مشت نمونہ از خروارے کے طور پر اس کا مختصر تذکرہ کریں گے۔

جناب منصور صاحب نے فضائیہ کا معیار بہتر بنانے اور دیگر ممالک کے ٹرانزیٹ پروازوں کو جو افغانستان کے حدود سے گذرتے تھے کابل، قندہار، ننگرہار، مزار اور ہرات کے ہوائی اڈوں میں ویسٹ دستگاہ کی سہولتیں مہیا کیں۔ جو، اب بھی دیکھنے والے دیکھ سکتے ہیں۔ اس دور میں ان ہوائی اڈوں سے ٹیکس کی مد میں ملینوں ڈالر آمدنی ہوتی تھی جو، اب بھی جاری ہے۔ اس دور میں سول افغان فضائیہ اور ائیر فورس کے 44 مختلف ٹرانسپورٹ اور جنگی طیارے جو خانہ جنگیوں میں تباہ ہوکر ناکارہ ہوگئے تھے۔ انہوں نے ان تباہ شدہ طیاروں کی ازسرنو درستگی اور انہیں پرواز کے قابل بنایا جس کی مختصر تفصیل کچھ یوں ہے:

وہ 44 مختلف النوع طیارے جو منصور صاحب کی وزارت کے دور میں ازسرنو بنائے گئے وہ حسب ذیل ہیں۔

ٹرانسپورٹ طیارے:

تین عدد این 12، چار عدد این 32، دو عدد این 26

جنگی طیارے:

آٹھ عدد جیٹ میگ 21، تین عدد جیٹ سو M420، پانچ عدد جیٹ سو 22

ہیلی کاپٹر:

چھ عدد می 8، آٹھ عدد می 35، پانچ عدد ایل 39

اس کے علاوہ عوامی ٹرانسپورٹ کے لیے ایک روسی ساختہ ماڈل 41 اور ایک این 24 اور افغان آریانہ ایئرلائن کمپنی کا ایک امریکی بوئنگ طیارہ بھی اس دور میں بیرون ملک میں ٹھیک کروا کر قابل استعمال بنایا گیا۔

اسی طرح 5 روسی ساختہ ٹرانسپورٹ طیارے آزاد بازار میں خریدے گئے۔ ان تمام ریپئر شدہ یا خریدے گئے طیاروں کے علاوہ افغانستان میں درجنوں کی تعداد میں صحیح سالم جنگی، ٹرانسپورٹ طیارے اور ہیلی کاپٹر بھی تھے جو ایک مکمل فضائی قوت تشکیل دے رہے تھے۔ اس کی کارکردگی کا بہترین مظاہرہ قندوز اور دیگر دور افتادہ علاقوں میں مجاہدین کے محاصرے اور دور افتادہ محاذوں اور خطوں کو مسلسل فضائی کمک پہنچانے کی صورت میں دیکھنے میں آیا۔ اس کے علاوہ ملک کے اندر اور بیرون ملک منظم طریقے سے مسافروں کی منتقلی کا بہترین انتظام بھی تھا۔ مگر امریکی جارحیت اور ہوائی اڈوں کو بمباری کا نشانہ بنانے کی وجہ سے یہ قومی ملکیت مکمل طور پر تباہ ہو گئی۔

ملا اختر محمد منصور صاحب حفظہ اللہ امارت اسلامیہ کے دور حکومت میں جنرل مالک کی غداری کی وجہ سے شمال میں 6 ماہ تک قید بھی رہے۔ مگر اللہ تعالی کے فضل سے اس وقت واپس رہا ہوئے جب جنرل مالک جنرل دوستم کے حملے سے خوف زدہ ہو کر فاریاب سے بھاگ گیا۔ اس طرح وہاں کی جیلوں سے قیدیوں کو نکلنے کا راستہ ملا۔

امریکی جارحیت کے خلاف مسلح مزاحمت:

7 اکتوبر 2001 کو افغانستان پر امریکی جارحیت کے بعد منصور صاحب نے ان کے خلاف مسلح جہاد بھی شروع کر دیا۔ محترم منصور صاحب کے لیے ان کی جہادی زندگی میں یہ مرحلہ انتہائی شدید آزمائشوں اور چیلنجوں سے بھرا تھا۔ انہیں امیر المومنین رحمہ اللہ کی جانب سے امارت اسلامیہ کی رہبری شوریٰ کی رکنیت کے علاوہ صوبہ قندہار کی جہادی ذمہ داری بھی دی گئی۔ اس وقت افغانستان کے دیگر صوبوں کی طرح قندہار کو امریکا کے خلاف جہاد کے لیے ایک مضبوط کمانڈر کی ضرورت تھی۔ کیوں کہ مجاہدین کے خلاف جنوب مغربی خطے کے تمام جنگی منصوبے اسی صوبے سے طے کیے جاتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ہلمند کے بعد پورے زون کی سطح پر قندہار میں سب سے زیادہ امریکی، کینیڈین اور دیگر فوجی تعینات تھے۔ بگرام کے بعد سب سے بڑا مرکزی اڈہ انہوں نے قندہار ایئرپورٹ میں قائم کیا۔

منصور صاحب نے اپنی جہادی بصیرت سے قندہار میں موجود جارحیت پسندوں کے خلاف ایسے منصوبے تشکیل دیے جن کی روک تھام میں اپنے دور کے معروف ترین فوجی جرنیل اور عسکری ماہرین ناکام رہے۔

انہوں نے اپنی جہادی مہارتوں اور تخلیقی صلاحیتوں کا استعمال کرتے ہوئے نئے تیکنیک آزمائے۔ پڑوس کے صوبوں کے جہادی ذمہ داران کے ساتھ مشاورت کے بعد قندہار سے نکل کر انہوں نے پورے جنوب مغربی حصے کی سطح پر پلان مرتب کرنے شروع کر دیے۔ قندہار کے علاوہ پڑوس کے صوبوں اروزگان، زابل اور ہلمند میں صلیبی جارحیت پسندوں پر ہلاکت خیز حملے کیے۔

سال 2003 اور 2008 میں قندہار کا مرکزی جیل دو مرتبہ خلاف توڑ دیا گیا اور دونوں مرتبہ 15، 15 سو کے قریب قیدی مجاہدین جیل سے رہائی پا گئے۔ یہ دونوں واقعات منصور صاحب کے دور میں ہوئے۔

بطور نائب امارت اسلامیہ:

2007 میں امارت اسلامیہ کے سابق نائب امیر ملا عبید اللہ اخوند گرفتار ہو گئے تو عالیقدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نے اختر محمد منصور حفظہ اللہ کو امارت اسلامیہ کے دوسرے معاون ملا برادر اخوند کے ساتھ امارت اسلامیہ کا دوسرا نائب مقرر کیا اور یہ ہدایت بھی کی کہ قندہار بہت اہم ہے اس صوبے کے گورنر بھی رہنا اور دونوں ذمہ داریاں نبھاتے رہنا۔

2010 میں امارت اسلامیہ کے سیکرٹری الحاج ملا عبید اللہ اخوند اور ملا عبد الغنی برادر کی گرفتاری کے بعد امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نے محترم منصور صاحب کو نائب و سیکرٹری اور امارت اسلامیہ کے تمام امور میں مرکزی مسئول کے طور پر منتخب کیا۔ یہ وہ وقت تھا جب اوباما کی جانب سے افغانستان میں مزید 30 ہزار فوجیوں کا اضافہ کیا گیا اور افغانستان میں جہادی مزاحمت کو شدید مشکلات پیش آنے لگیں۔ اسی لیے جارحیت پسندوں کی ایک لاکھ سے زائد فوج جدید ترین وسائل سے لیس 3 لاکھ 35 ہزار داخلی فوجیوں کی آڑ لے کر مجاہدین کے خلاف ملک کے کونے کونے میں جنگ میں مصروف تھی۔ ایک جانب انتہائی حساس سیکیورٹی حالات کے باعث اس مزاحمتی تحریک کی قیادت کے لیے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کا منظر عام پر آنا مشکل تھا تو دوسری جانب جہادی محاذ پر عسکری اور انتظامی قیادت کی خلا تھی جس کی وجہ سے جنگ میں دشمن کا پلڑا بھاری ہونے لگا تھا۔ مجاہدین پر فوجی دباو کے ساتھ ساتھ سیاسی اور پروپیگنڈا پریشر بھی بڑھ رہا تھا۔ محاذوں پر بہت سے مجاہدین شہید ہو چکے تھے اور بہت

سے رہنما گرفتار ہوچکے تھے۔

اس طرح کے حساس ترین حالات میں امیر المومنین رحمہ اللہ کی جانب سے صلیبی جارحیت پسندوں کے خلاف مجاہدین کو سنبھالا دینے کی ذمہ داری محترم منصور صاحب کو دی گئی۔ یہاں تک کہ ان کا کوئی معاون یا نائب تک ان کے لیے مقرر نہیں کیا گیا۔ محترم منصور صاحب نے عملا اللہ تعالی کی نصرت اور رہبری شوری کے تعاون سے جنگ کے اس شدید ترین وقت میں مجاہدین کی ایسی قیادت کی کہ انہیں کسی طرح کی عملی قیادت کی کمی کا احساس نہ ہوا۔

یہی وجہ تھی کہ 2010 کا سال دشمن کے اپنے اعتراف کے مطابق ان کے لیے سب سے خونی سال رہا جبکہ مجاہدین نے تمام ادوار میں سب سے زیادہ کاری حملے دشمن پر اسی سال کیے۔ جس میں دشمن کے اعتراف کے مطابق 770 فوجی ہلاک ہوگئے۔ اسی طرح مجاہدین نے منصور صاحب کی قیادت میں بہت سے علاقے فتح کیے اور وہاں منظم اسلامی حکومت قائم کی۔

امیرالمؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات کے بعد:

23 اپریل 2013 کو جب امیر المومنین رحمہ اللہ کا انتقال ہوا تو امارت اسلامیہ کی رہبری شوری کے کئی ارکان، جید علماء کرام، گذشتہ چودہ سالوں میں ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے خصوصی قاصد اور ان کے دائمی ساتھی جو ان کی وفات تک ان کے ساتھ رہے کے ہاتھ پر سب نے بیعت کردی اور انہیں امارت اسلامیہ کے امیر کی حیثیت سے متعین کردیا۔

2013 صلیبی جارحیت پسندوں اور ان کے خلاف لڑنے والے مجاہدین کے درمیان مقابلے اور زور آزمائی کا آخری سال تھا۔ اس لیے امارت اسلامیہ کی رہبری شوری، اہم ترین قیادت اور چند شیوخ اور اکابر علماء نے یہ فیصلہ کیا کہ اب صلیبی جارحیت کے خلاف جنگ کے آخری مراحل ہیں اور 2014 میں مستقبل کا فیصلہ ہونے والا ہے۔ دشمن نے خود اپنے فوجوں کی پسپائی کے لیے 2014 کے سال کا تعین کیا ہے۔ اور یہ سال ابھی آنے والا ہے اس لیے جہادی مصلحت اور علماء کی حمایت کے مطابق یہ ٹھیک ہوگا کہ مرحوم امیر المومنین کی وفات کی خبر ان معدودے چند افراد تک محدود رہے۔ یہی وجہ تھی کہ یہ بنیادی راز بہت معجزانہ طریقے سے مخصوص جہادی مصالح کی بنیاد پر 30 جولائی 2015 تک محفوظ رکھا گیا۔

امارت اسلامیہ کے منتخب امیر کی حیثیت سے:

14 شوال المکرم 1436ھ بمطابق 30 جولائی 2015 کو جب امیر المومنین رحمہ اللہ کی وفات کا باقاعدہ اعلان کیا گیا منصور صاحب نے مزید اطمینان کی خاطر رہبری شوری کے ارکان اور علماء کرام کو اپنے مستقبل کے فیصلے کا اختیار دیدیا۔ اور ان سے کہا کہ تم لوگ جس شخص کو منتخب کروگے میں اسی پر راضی اور متفق ہوں۔ بعد ازاں امارت اسلامیہ کی رہبری شوری کے ارکان، مشائخ اور مشہور علماء کرام کے ایک اجتماع نے جسے اہل الحل والعقد کا مقام حاصل تھا، اجتماع میں منصور صاحب کی عدم موجودگی میں طویل بحث و تمحیص کی، مختلف مصلحتوں کو سامنے رکھتے ہوئے مشاورت کی اور بالآخر سب نے ملا منصور صاحب کو بطور نئے امیر منتخب کیا۔

امارت اسلامیہ کے امیر کی حیثیت سے محترم ملا اختر محمد منصور صاحب حفظہ اللہ کے انتخاب کے بعد رہبری شوری کے ارکان، امارت اسلامیہ کے تمام کمیشن کے سربراہان، عدالتوں کے مرکزی ذمہ داران، عسکری کمانڈروں اور افغانستان کے 34 صوبوں کے صوبائی رہنماؤں، عسکری کمیشن کے ذمہ داران، ملک کی علمی، قومی، جہادی، سیاسی اور ثقافتی شخصیات اور امارت اسلامیہ کے تمام مسلح مجاہدین نے بیک آواز نئے امیر سے بیعت کا اعلان کردیا۔ ان تمام عسکری اور عوامی حلقوں اور ملک کی بڑی شخصیات نے اپنی بیعتیں صوتی پیغامات اور کتابت کی صورت میں، امارت اسلامیہ افغانستان کے شعبہ نشریات کو بھیج دیں۔

نئے امیر کی حیثیت سے تقرر شریعت کی نگاہ میں:

علماء کرام اور سیاسی ماہرین نے اسلام میں نئے امیر کے لیے سب سے بہتر طریقہ علماء اور شوری اہل حل والعقد کی جانب سے انتخاب کو قرار دیا ہے۔ اہل حل والعقد کا اطلاق اس گروپ پر ہوتا ہے جو علم، تجربے اور سمجھداری رکھنے والے افراد پر مشتمل ہو اور کم از کم ایک شوری کا اطلاق اس پر ہوتا ہو۔

خلفاء راشدین کے انتخاب کے مختلف طریقوں سے جو عمومی طریقہ مستنبط کیا گیا ہے وہ یہی شوری کی جانب سے امیر کے انتخاب کے تین مراحل ہیں۔ پہلا مرحلہ ترشیح، دوسرا انتخاب اور تیسرا بیعت کا ہے۔

ترشیح یا قیادت کے لیے منتخب ہونا خود اس شخص کی جانب سے نہیں ہوتا جو زعیم مقرر ہورہا ہے کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

إنا والله لا نولي هذا العمل أحدا سألة ,أو أحدا حرص عليه (متفق علیه) (اخرجه البخاری (7149) ومسلم (1733)

ترجمہ: واللہ ہم اس شخصکو اس قیادت کے لیے نہیں چنیں گے جو خود اسے چاہے یا اس کا حرص کرے۔

اس لیے ترشیح دوسروں کی جانب سے ہوتی ہے یا ایک آدمی کی جانب سے جیسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کے لیے انہیں آگے کر دیا اور پھر صحابہ کرام نے امام کے طور پر ان کا انتخاب کیا۔ یا یہ انتخاب بہت سے لوگوں کا ہوگا۔ جس طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہادت سے قبل کئی صحابہ کا نام لیا خلافت کے لیے، ان کے درمیان سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ خلیفہ بنے۔ ملا اختر محمد منصور صاحب نے کبھی بھی خود کو امارت کے لیے پیش نہیں کیا۔ پہلے اجلاس میں بھی ان کا نام امیر کے لیے منتخب ہو گیا تھا دوسرے اجتماع میں انہوں پھر سے صراحتاً شوریٰ سے کہا کہ میں قیادت کا طالب نہیں ہوں بلکہ ایک خادم کی حیثیت سے خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ مگر شوریٰ نے صرف انہیں ہی واحد اہل فرد کے طور پر منتخب کیا۔ طویل بحث اور غور کے بعد اسی شوریٰ کی جانب سے جو علماء کرام، شیوخ اور امارت اسلامیہ کے رہبری شوریٰ کے ارکان پر مشتمل تھا جو سب کے سب علمی اور جہادی تجربات رکھنے والے لوگ ہیں ان سب کی جانب سے ان کا زعیم کی حیثیت سے انتخاب کیا گیا اور شوریٰ کے تمام ارکان نے ان سے بیعت کی۔ بعد ازاں دیگر ذمہ داران، عام مجاہدین اور مسلمانوں نے ان سے بیعت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان کا انتخاب مکمل طور پر شرعی طریقے سے کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملک کے طول و عرض میں لاکھوں افراد کے علاوہ سینکڑوں قرآن و حدیث کے مشائخ نے ان کی زعامت قبول کی۔ اسے شرعی قرار دیا اور ان سے بیعت کی۔

قائدانہ شخصیت:

امارت اسلامیہ افغانستان کے نئے زعیم امیر المومنین ملا اختر محمد منصور امارت اسلامیہ کے تاسیسی ارکان میں سے انتہائی مدبر، موثر اور مضبوط قوت رکھنے والے فرد سمجھے جاتے ہیں۔ انہیں وہبی طریقے سے قیادت اور رہنمائی کی خصوصی صفات اور خصوصیات سے نوازا گیا ہے۔ تقویٰ، اخلاص، جہادی بصیرت، سیاسی درایت اور کاموں کو عملی طور پر نظم و ضبط دینا ان کے کام کی خصوصیات ہیں۔

محترم ملا اختر محمد منصور صاحب امارت اسلامیہ کے تمام جہادی فعالیتوں کی تنفیذ میں اپنے جہادی رہنما ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ جہادی اہداف کا حصول، خارجی جارحیت پسندوں سے ملک کی آزادی، ملک میں شرعی نظام کی مضبوطی ان کے جہاد کے بنیادی مقاصد ہیں۔ وامرھم شوری بینھم پر عمل کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں کے مثبت مشورے غور سے سنتے ہیں۔ کام اہل کار لوگوں کو سونپتے ہیں۔ اور ذمہ داری دینے کے بعد ان پر بھرپور اعتماد کرتے ہیں۔ ذمہ دار افراد کو ہمیشہ عوام پر رحم اور ان سے ہمدردی کی تلقین کرتے ہیں۔ اس بات پر زیادہ توجہ دیتے ہیں کہ امارت اسلامیہ تمام افغانوں کا مشترکہ گھر ہے اس لیے سب کو اسی طرح یہاں رہنا ہو گا۔

فکری ومذہبی خیالات :

محترم ملا اختر محمد منصور صاحب مذہبی لحاظ سے اہل سنت والجماعت کے پیروکار اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کے مقلد ہیں۔ حالات اور سیاسی پیچیدگیوں کی نزاکت سے بخوبی واقف ہیں۔ ان سے ملنے کے بعد ہی ان کی سنجیدگی، وقار اور متانت کا صحیح ادراک ہو سکتا ہے۔ سادگی اور بے تکلفی ان کی زندگی کا خاص حصہ ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کی سیرت اور مطالعے سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ مجاہدین سے مل کر ان سے دشمن سے آمنے سامنے کی جنگ کے متعلق حالات پوچھتے ہیں۔ اپنی تمام تر جہادی اور انتظامی مصروفیات سنبھالنے کے ساتھ ساتھ میڈیا پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ جہادی لکھاریوں اور امارت اسلامیہ کے فرہنگی اور نشریاتی کارکنوں کو ان کی نشریات اور تحریروں کے حوالے سے خصوصی مشاورت اور احکامات دیتے ہیں۔

روزانہ کی مصروفیات اور زندگی کی چند خاص خصوصیات:

محترم منصور صاحب اپنی روزمرہ زندگی کا آغاز قرآن کریم کی تلاوت سے کرتے ہیں۔ جہادی محاذوں اور عسکری ذمہ داران سے ہمیشہ رابطے میں رہتے ہیں۔ دشمن پر ہونے والے حملے کا پلان خود اپنی نظر سے گذارتے ہیں۔ جہادی حکام کو عوام کے جان ومال کے تحفظ کی تلقین اور حکم کرتے ہیں۔ وہ ایک فوجی کمانڈر کی طرح اپنے جہادی ساتھیوں، محاذ کے مجاہدین سے احترام اور ہمدردی کا سلوک کرتے ہیں۔ مجلس میں علماء، اساتذہ اور بڑوں کی بات چیت کا خاص احترام رکھتے ہیں۔ سیاسی امور میں بہت احتیاط سے کام لیتے ہیں اور اس حوالے سے اہل رائے ساتھیوں سے رائے ضرور لیتے ہیں۔ رائفل سے نشانہ بازی انہیں پسند ہے۔ جہادی مشق کی پابندی کو سب سے مناسب ورزش قرار دیتے ہیں۔ خود بہت کم بولتے ہیں دوسروں کی زیادہ سنتے ہیں۔ صاف اور کھلے کپڑے پہنتے ہیں۔ خوراک، پوشاک اور زندگی کی دیگر ضروریات میں اسراف سے نفرت کرتے ہیں۔ ان کی زندگی کا سب سے بنیادی مشغلہ جہادی امور کی تنظیم اور ان کی مسلسل نگرانی ہے۔ اسی تنظیم سازی اور نگرانی میں دن گذارتے ہیں۔

❖❖❖

ان حالات میں امارت اسلامی کے خلاف اگر ایک مچھر بھی پر مارے تو میڈیا اس خبر کو بریکنگ نیوز کے طور پر نشر کرتا ہے۔

ملا عبدالحئ مطمئن

سابق ترجمان امیر المومنین کا خصوصی انٹرویو

مولوی عبدالحئ مطمئن طالبان دور حکومت میں امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے ترجمان تھے۔ محترم مطمئن صاحب شاعر اور ایک اچھے نثر نگار اور حالات حاضرہ پر گہری عبور رکھتے ہیں۔ امارت اسلامی کے رہبری شوریٰ اور ملک کے علماء کرام نے 30جولائی 2015 کو محترم ملا اختر محمد منصور صاحب کو امارت اسلامی کے نئے امیر کے انتخاب کا اعلان کیا۔ میڈیا پر امارت اسلامی کے رہبری شوریٰ کے اندر اختلافات کی خبریں آتی رہیں۔ اس مسئلے کی مزید وضاحت کیلئے محترم ملا عبدالحئ مطمئن کا انٹریو ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: میڈیا نے کچھ ایسی رپورٹس دی ہیں جس میں کہا گیا ہے کہ طالبان نئے امیر کے انتخاب پر اختلافات کا شکار ہیں۔ کیا واقعی اختلافات موجود ہیں؟

جواب: الحمد لواحدالقهار و الصلاة والسلام علی اشرف الابرار وعلی اله واصحابه الاخيار:

سب سے پہلے رب العالمین کے دربار سے امت مسلمہ کے 21ویں صدی کے عظیم مجدد حضرت امیر المؤمنین رحمہ اللہ کیلئے جنت میں اعلیٰ وارفع مقام کا طلبگار ہوں، اور مرحوم رحمہ اللہ کے مجاہد خاندان اور سر فروش مجاہدین کیلئے صبر جمیل، اور دنیا اور آخرت میں ان کی سربلندی اور کامیابی کیلئے دست بہ دعا ہوں۔

امیر المؤمنین کی رحلت واقعی ایک چھوٹا حادثہ نہیں تھا۔ لیکن دنیا کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ان کی موت ان کے مشن، ان کے موقف اور ان کے جہادی تحریک کی موت نہیں ہے۔ یہ تحریک جس مقصد کیلئے بنائی گئی تھی وہ مقصد بھی زندہ اور اس مقصد کیلئے کام کرنے والے ہزاروں رہنما اور مجاہدین بھی زندہ ہیں۔

البتہ امارت اسلامی کے خلاف دشمن فوجی، سیاسی اور صحافتی میدان میں ہمیشہ ایسے حادثات کے انتظار میں ہوتے ہیں۔ ان حالات میں امارت اسلامی کے خلاف اگر ایک مچھر بھی پر مارے تو میڈیا اس خبر کو بریکنگ نیوز کے طور پر نشر کرتا ہے۔

ان حساس حالات میں ہر مسلمان جو اللہ کی کتاب اور رسول اللہ کے احکامات پر ایمان و عقیدہ رکھتا ہو اور اللہ کے سامنے حاضر ہونے پر ایمان رکھتا ہو، کبھی بھی اپنی نفسی خواہشات کی بنیاد پر مسلمانوں کے درمیان اختلافات کا سبب نہیں بنے گا اور نہ کسی دوسرے شخص کے مشورے پر اختلافات کو ہوا دے گا۔

اس وقت یہ بات عقل سلیم کے بالکل منافی ہے کہ ایک تحریک کا ہر فرد کسی ایک شخص کی رہنمائی میں متحد ہو جائے، ان سخت اور نامساعد حالات میں جب تحریک کی ایک واضح اکثریت ایک امیر پر متحد ہو جاتے ہوں یہ صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت ہے۔

نئے امیر کے انتخاب کے وقت جب میں نے میڈیا کا پروپیگنڈہ سنا تو میں خود پریشان ہوا۔ کیونکہ ایک طرف امیر المؤمنین کی رحلت کا غم اور دوسری طرف اختلافات کی خبریں ایک پریشانی کے اوپر دوسری پریشانی تھی۔ لیکن بعد میں جب مجھے تفصیلی حقائق کا علم ہوا، تو میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ امارت اسلامی کے امیر کے انتخاب کا فیصلہ چند بھائیوں کی ناراضگی کے سوا عام طور پر اکثریتی اتفاق رائے سے حل ہوا، اور جہادی صفوں میں اسے خوش آئند قرار دیا گیا۔

امارت اسلامی کے تمام سرکردہ رہنماؤں، علماء کرام، صوبائی اور ضلعی مسؤلین، مختلف جہادی محاذوں کے کمانڈروں اور امارت کے تمام کمیشنز کے سربراہوں نے براہِ

راست یا اپنے علاقوں سے بیعت کی ہے۔ الحمد للہ اس اقدام سے دشمن کے مذموم عزائم خاک میں مل گئے ہیں۔

سوال: آپ نے "محدود بھائیوں" کا ذکر کیا، وہ کیا چاہتے ہیں اور کیوں ناراض ہیں؟

جواب: ان کا موقف اور مقصد اصلاحی ہے، ان میں سے دو افراد نہایت نیک اور متقی انسان ہیں شاید وہ اجتہادی غلطی میں مبتلا ہوں اور جزوی مسائل پر اختلاف کے بھاری فتنے اور اس کے نتائج کی طرف شاید متوجہ نہ ہوں۔ لیکن ان میں سے کچھ افراد کے بارے میں، میں مجبور ہوں کہ اس تلخ حقیقت کا اعتراف کروں کہ وہ علاقائی خفیہ حلقوں کے زیر اثر ہیں۔ البتہ وہ جب امیر المؤمنین رحمہ اللہ کے قابلِ قدر خاندان محترم مولوی محمد یعقوب صاحب اور مولوی عبدالمنان صاحب کے نام کا تذکرہ کرتے ہیں، میرے خیال میں یہ لوگوں کے اذہان کے تسخیر کا ایک ذریعہ ہے۔

جہاں تک میں نے تحقیق کی ہے، مولوی یعقوب صاحب اور مولوی عبدالمنان صاحب کو امارت کی خواہش نہیں ہے۔ ان کے غیر جانبدار موقف کی بھی مجھے امید ہے تاکہ باہمی اتحاد و اتفاق کا سبب بنے وہ بھی اس حساس وقت کو دیکھتے ہوئے کبھی بھی اپنی شخصیت کو اختلاف کا سبب نہیں بنائیں گے اور نہ امیر المؤمنین کی تاریخ اور کارناموں کو داغ دار کریں گے۔

اس سلسلے میں امارت اسلامی کے نئے امیر کو چاہئے کہ امیر المؤمنین کے خاندان کو دوسروں پر فوقیت دے کر انہیں اپنے قریب لائے۔ اسلام میں امارت کوئی موروثی چیز نہیں جس کا عملی نمونہ امیر المؤمنین کا عملی کارنامہ تھا جنہوں نے اپنی زندگی میں یہ ثابت بھی کیا اور اپنے خاندان کے کسی فرد کو اپنا نائب نہیں بنایا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے خاندان کے کسی فرد کو کوئی بھی منصب دینے کے حق میں نہیں تھے۔

> ہماری تحریک کے اکثر رہنما قومیت کے عنصر سے پاک تھے۔ کچھ محدود افراد کے علاوہ یہ عنصر کسی شخص میں نظر نہیں آتا تھا، خاص طور پر امارت کے سرکردہ رہنما تو اس عنصر سے بالکل پاک تھے۔ بہت سے رہنماؤں کی قوم اور قبیلے کے نام میڈیا پر آرہے ہیں حالانکہ بیس سالہ رفاقت میں ہم نے کسی سے اس کے قوم یا قبیلے کے بارے میں نہیں پوچھا کیونکہ اس قسم کے سوالات مجاہدین میں عیب تصور کئے جاتے تھے۔ البتہ متعدد افراد اس بیماری میں مبتلا ہیں اس وجہ سے امارت کے رہنماؤں پر بھی شک کرتے ہیں، اور بے جا بد گمانی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ بسا اوقات کسی کام میں دو افراد غیر شعوری طور پر ایک ہی قبیلے کے منتخب ہوتے ہیں کیونکہ امارت کسی سے قوم کا پوچھتی ہے نہ اس طرف ان کی توجہ ہے امارت کی پالیسی قومی نہیں بلکہ اسلامی ہے۔ اس صورتحال کو دیکھ میڈیا کے شیطان صفت نمائندے افواہوں کا طوفان کھڑا کر دیتے ہیں۔ اور لوگوں کو اپنے رہنماؤں سے بد ظن کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حقیقت میں قومیت کا عنصر عام طور پر امارت اسلامی میں وجود ہی نہیں رکھتا اور نہ اس کی کوئی حیثیت ہے۔

ایک مرتبہ مولوی محمد نبی محمدی مرحوم کندھار تشریف لائے۔ امیر المؤمنین رحمہ اللہ کو مشورہ دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ آپ اپنی زندگی میں اپنے نائب کا انتخاب کریں تاکہ آپ کے وفات کے وقت اختلافات سر نہ اٹھائیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے یہ بھی کہا کہ اپنے خاندان کے کسی اہل شخص کو اس منصب کیلئے منتخب کیا جائے۔ امیر المؤمنین رحمہ اللہ کو یہ بات سخت ناگوار گزری کیونکہ وہ مسلمانوں کی امارت کو موروثی نہیں سمجھتے تھے۔

واقعی اسلامی شریعت میں موروثی امارت کا کوئی وجود نہیں، خلافت راشدہ میں نہ ابو بکر صدیق، نہ عمرِ فاروق، نہ عثمان اور نہ علی رضی اللہ عنہم نے اپنے اولاد کو یہ حق دیا اور نہ مسلمان اس بات پر متفق ہوئے ہیں۔ ورنہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد امارت کی اہل تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر میں عبداللہ بن عمر کی طرح عظیم ہستی موجود تھی۔ لیکن نہ انہوں نے اپنے بیٹے کی امارت کیلئے وصیت کی اور نہ لوگوں نے انہیں منتخب کیا کیونکہ اسلام میں امارت موروثی نہیں ہے۔

ابن حزم رحمہ اللہ نے اس بارے میں لکھا ہے:
لاخلاف بین احد من أهل الاسلام في آنه لايجوز التوارث فيها"

ترجمہ: اہلِ اسلام میں اس بات پر کوئی اختلاف نہیں کہ خلافت میں وراثت جائز نہیں۔

تحریک طالبان یعنی امارت اسلامی جن پیچیدہ شرائط اور سخت چیلنجز میں اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہیں اس لئے اس کی رہنمائی کوئی نعمت یا کوئی مقام نہیں بلکہ یہ ایک بھاری بوجھ جس کا اٹھانا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ ایک نوجوان جتنا بھی قابل، دیندار اور مخلص ہو لیکن ناتجربہ کاری اور تحریک کے مسائل سے لاعلمی کی وجہ سے یہ بوجھ نہیں اٹھا سکتا، اور نہ ان کے کندھوں پر اس بوجھ کو ڈالنا مناسب بات ہے۔

سوال: یہ بتائیں کہ یہ لوگ دوسرے اشخاص کے نام بھی لیتے رہے جیسے ملا عبدالقیوم ذاکر اور عبدالسلام کاتب، اس بارے میں آپ کی کیارائے ہے؟

جواب: جناب عبدالقیوم ذاکر صاحب ایک بہادر اور مخلص مجاہد ہیں، جنہوں نے اس راہ میں بے پناہ مشکلات برداشت کی ہیں۔ وہ امارت اسلامی کے اتحاد کے سب سے بڑے داعی ہیں۔ اس سے قبل ان کے بارے میں یہ خبر مجھ تک بھی پہنچی تھی۔ لیکن کل میرا ایک دوست کے ذریعے اس سے رابطہ ہوا تو اس کے مخلصانہ موقف سے میں بہت مطمئن ہوا۔ ذاکر صاحب نے بعد میں امارت اسلامی کے فرہنگی کمیشن کے سربراہ کو ایک پیغام دیا کہ میرے بارے میں پھیلائے جانے والے اختلافات کی افواہوں کی میں پرزور مذمت اور تردید کرتا ہوں، جس کے بعد یہ پیغام امارت اسلامی کے ویب سائٹ پر بھی پوسٹ کر دیا گیا۔ اسی طرح ملا عبدالسلام کاتب روزِ اول سے امیر المؤمنین اور رہبری شوریٰ کے ساتھ کھڑے نظر آرہے ہیں۔ میری معلومات کی بنیاد پر یہ محض افواہوں کے طوفان کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

سوال: آپ کے خیال میں اس قسم کے اختلافات تحریک طالبان کیلئے کتنے خطرناک ہیں؟

جواب: خلیفہ کا تعین اسلام میں نہایت حساس مسئلہ ہے۔ جب میں دورہ حدیث کا طالبعلم تھا تو خلافت کے بارے میں احادیث میں قاطعیت دیکھ کر میں حیران رہ جاتا، ایک مرتبہ مسلم شریف کی یہ حدیث سامنے آئی " إذا بويع لخليفتين فاقتلوا الآخر منهما"

ترجمہ: جب دو خلفاء کے ساتھ بیعت ہو جائے تو آخری کو قتل کرو۔

دوسری جگہ بخاری شریف کی کتاب الانبیاء میں یہ حدیث نظر آئی" سيكون خلفاء فيكثرون قالوا فما تأمرنا قال فوا ببيعة الأول فالأول "

ترجمہ: خلفاء زیادہ ہوں گے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس وقت ہمیں کیا حکم ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے ساتھ پہلے بیعت کی تھی ان سے وفادار رہو اور اس کے بعد جس شخص سے بیعت کی جائے ان سے وفادار رہو۔

اب جب اس مسئلے کی حساسیت مجھے معلوم ہوئی واقعی اسلام کے اس حکم قطعی میں حکمت اور مسلمانوں کے مفاد میں ہے۔

اس وقت جب امارت اسلامی انتہائی حساس حالات سے گذر رہا ہے اور ہر جانب سے دشمن اس کی طرف متوجہ ہیں، اس وقت جو شخص اختلافات کو ہوا دینے کی کوشش کرتا ہے وہ غیر ارادی طور پر دشمن کے ارادوں کی تکمیل میں مصروف ہے تمام بھائیوں کو چاہئے کہ چھوٹے چھوٹے مسائل کی بجائے اپنے اہم مقصد کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

سوال: اس بارے قومی اختلافات کی خبریں بھی میڈیا کے ذریعے منظر عام پر آرہی ہیں ان میں کتنی حقیقت ہے؟

جواب: آپ کو معلوم ہے کہ قومیت کا عنصر اسلامی احکام سے متضاد ہے، وہ لوگ جو اسلامی تحریک میں قومیت کا بدبودار نعرہ لگائیں وہ اسلامی نظام سے تعلق نہیں رکھتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: " لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا إِلَى عَصَبِيَّةٍ، وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَلَى عَصَبِيَّةٍ، وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلَى عَصَبِيَّةٍ"

ترجمہ: وہ ہم میں سے نہیں جو قومیت کی طرف لوگوں کو بلائے، وہ ہم میں نہیں جو قوم کیلئے لڑے اور وہ ہم میں سے نہیں جو قومیت پر مر جائے۔

اس وعید سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قسم کے لوگوں سے بیزار ہیں اور ان لوگوں کا اسلامی تحاریک سے کوئی تعلق نہیں۔ حالانکہ یہ لوگ قومی تحریکوں اور قومی اتحادوں میں جگہ بنا سکتے ہیں۔ امیر المؤمنین رحمہ اللہ اس نامقدس عنصر کو اتنا ناپسند فرماتے تھے کہ جب کوئی شخص قوم قبیلے کے بارے میں آپ سے سوال کرتا تو آپ بالکل جواب نہ دیتے اور سائل سے منہ پھیر لیتے تھے۔

ہماری تحریک کے اکثر رہنما قومیت کے عنصر سے پاک تھے۔ کچھ محدود افراد کے علاوہ یہ عنصر کسی شخص میں نظر نہیں آتا تھا، خاص طور پر امارت کے سرکردہ رہنما تو اس عنصر سے بالکل پاک تھے۔ بہت سے رہنماؤں کی قوم اور قبیلے کے نام میڈیا پر آرہے ہیں حالانکہ بیس سالہ رفاقت میں ہم نے کسی سے اس کے قوم یا قبیلے کے بارے میں نہیں پوچھا کیونکہ اس قسم کے سوالات مجاہدین میں عیب تصور کئے جاتے تھے۔ البتہ متعدد افراد اس بیماری میں مبتلا ہیں اس وجہ سے امارت کے رہنماؤں پر بھی شک کرتے ہیں، اور بے جا بدگمانی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ بسا اوقات کسی کام میں دو افراد غیر شعوری طور پر ایک ہی قبیلے کے منتخب ہوتے ہیں کیونکہ امارت کسی سے قوم کا پوچھتی ہے نہ اس طرف ان کی توجہ ہے امارت کی پالیسی قومی نہیں بلکہ اسلامی ہے۔ اس صورتحال کو دیکھ میڈیا کے شیطان صفت نمائندے افواہوں کا طوفان کھڑا کر دیتے ہیں۔ اور لوگوں کو اپنے رہنماؤں سے بدظن کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حقیقت میں قومیت کا عنصر عام طور پر امارت اسلامی میں وجود ہی نہیں رکھتا اور نہ اس کی کوئی حیثیت ہے۔

بشکریہ: نن. آسیا

حقائق تسلیم ہوں

عابد منصور

یہ ایک حیران کن، لیکن غیر عقلی بات ہے، کیوں کہ زمینی حقیقت کے مطابق نہیں ہے۔ آپ جتنی بھی امن کی دہائیاں دے لیں اور شور مچالیں کہ "افغانستان میں بارود کی بُو سے پاک ایسی فضا قائم ہونی چاہیے، جو افغانستان کے تمام طبقوں کو قابل قبول ہو۔" یہ خام خیالی ہے۔ یہ خواب اس وقت تک شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا، جب تک امریکا ضد، نیٹو ہٹ دھرمی اور افغان حکومت عناد کو چھوڑ کر افغانستان کے معروضی حقائق کا ادراک نہیں کر لیتے۔

اب سوال یہ ہے کہ افغانستان کے معروضی حقائق کیا ہیں؟

اس کے جواب کے لیے ہمیں روس کے بعد عالمی دہشت گردوں کی سازشوں سے جنم لینے والے حالات کی تصویر ذہن میں تازہ کرنا ہوگی۔

یعنی وہ وقت... جب افغانستان میں ہر جگہ ڈکیتوں کی راج گیری تھی۔ عزتیں نیلام اور مال و دولت لوٹے جا رہے تھے۔ ہر دو فٹ کے فاصلے پر ڈیڑھ اینٹ کی ایک نئی سلطنت قائم تھی، جس کا "بادشاہ" اپنے "شہریوں" کی عزت، مال اور جان کو باپ کی وراثت جان کر بے دریغ نوچ رہا تھا۔ ہر طرف آہیں، سسکیاں اور زاریاں تھیں۔ ایسا غیر انسانی منظر کہ دیکھنے والا تو درکنار، سننے والے کی روح کانپ جائے۔ ایسے حالات میں عالمی سپر پاور اور دنیا کی ٹھیکے داری کا تاج سر پر سجانے والے امریکا نے بھی منہ موڑ لیا تھا۔ اس کے خیال میں افغانستان کچھ ہی عرصے میں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر دنیا کے اُس نقشے سے مٹ جائے گا، جس پر اب میرا نیو ورلڈ آرڈر چل رہا ہے۔

لیکن یکایک حالات پلٹے، دعائیں رنگ لائیں، ایک جان فروش قندھار سے اٹھا اور عن قریب ٹوٹ جانے والے افغانستان کو ایسا سنبھالا دیا کہ دنیا آج تک دنگ ہے کہ وہ کیا سے کیا... لیکن کس طرح سے ہو گیا؟ اس کا جواب روحانیت سے عاری دماغوں کو کبھی بھی سمجھ میں آنے والا نہیں ہے۔ ٹینک، گولے، جہاز اور بارود کو جدید دنیا کی جنگی تاریخ کا "حرف آخر" سمجھنے والے کیا جانیں کہ روحانیت ستاروں سے آگے کی ایک ایسی چیز ہے، جو 'بے تیغ سپاہی' کو بھی لڑائی کا وہ جذبہ دیتی ہے، جس کا تجزیہ کرنا عقلِ انسانی کے بس کا روگ نہیں ہے۔

آپ اندازہ کریں۔ یہ وہ حالات ہیں، جن میں طالبان نے افغانستان کو باوقار دنیا کی صف میں لا کھڑا کیا تھا۔ ایک ایسا نظام حکومت تشکیل دیا، جو آج کے سیاسی فلسفوں سے ہٹ کر واقعۃً افغانستان کے تمام "سنجیدہ طبقات" کے لیے یکساں طور پر قابلِ قبول تھا۔ لیکن... چوں کہ یہ سب اسلام کے نام پر ہوا تھا، اس لیے عالمی چودھری کو یہ بات ناگوار گزری، لہٰذا اسامہ بن لادن کے بہانے پر ایک جائز اور افغان عوام کی امنگوں کی حقیقی ترجمان حکومت کو ملیامیٹ کرنے کی کوشش میں آگ و خون کا ایسا کھیل کھیلا، جس کے خطرناک نتائج سے افغانستان آج بھی جل رہا ہے۔ پھر یکے بعد دیگرے دو مہرے (حامد کرزئی اور اشرف غنی) سیاسی بساط پر مقرر کیے گئے، جو اس "آتش کدۂ سازش" کو کبھی سرد نہ ہونے دیں۔ وہ اس آگ کو ہمیشہ کے لیے سلگائے رکھنے کی تنخواہ پاتے ہیں۔

سچ تو یہ ہے کہ امریکا نے طالبان کی حکومت پر ڈاکہ ڈالا ہے۔ اس بدنامی کو ختم کرنے کے لیے ایک غیر منتخب حکومت کا پتلا کھڑا کیا اور اسے حقیقی ترجمان باور کرا کر طالبان کو پہلے پہل تو اسے اپنا فریق ماننے پر مجبور کیا جانے لگا اور اب امریکی وزیر خارجہ کے ترجمان "جان کربی" کی زبانی کہا جا رہا ہے:

"ہمارا مقصد یہ ہے کہ افغان حکومت کی 'زیر قیادت' طالبان سے مفاہمت کا عمل جاری رکھا جائے۔ ہم سیاسی مفاہمت کے نتیجے میں ایک محفوظ اور خوش حال افغانستان کو پھلتا پھولتا دیکھنے کے خواہاں ہیں۔"

سوال یہ ہے کہ امریکا کے پاس ایسا کیا جواز ہے، جس کی بنیاد پر زخم خوردہ طالبان زبردستی کی افغان کٹھ پتلی حکومت کے زیر قیادت آ جائیں؟ کیا ایک غاصب کو یہ حق پہنچتا ہے یا دنیا کا کوئی سنجیدہ طبقہ اس بات کی منطق کو سمجھ سکتا ہے کہ "ایک درندہ کسی مظلوم کو اپنے ہر کارے کی سرپرستی قبول کرنے کے لیے کس دلیل سے مجبور کر سکتا ہے؟ ایک منتخب حکومت ہے، وہ کسی غیر منتخب حکومت کے زیر نگین آ جائے.... آخر کیوں؟؟"

اشرف غنی کی افغانستان میں امن کی بحالی کے لیے خدمات ہی کیا ہیں؟ افغان دشمنوں کی گود میں پرورش پانے والا غلام کسی غیور طبقۂ انسانیت کی رہبری کیوں کر... کر سکتا ہے؟ آج جب کہ امریکا افغانستان میں شکست کھا چکا ہے، بے حد سرمایہ لگانے کے باوجود اپنے مقاصد نہیں پا سکا اور دوسری طرف جب اُس کی تمنا، آرزو اور خواہش ہی مسلم دنیا کی تخریب رہی ہے تو وہ کس منہ سے "محفوظ اور خوش حال افغانستان کو پھلتا پھولتا" دیکھنا چاہتا ہے؟ بالفرض...! اگر امریکا اپنے کیے پر شرمندہ ہے تو سوال یہ ہے کہ آج سے سو درجے بہتر "پھلتا پھولتا اور محفوظ افغانستان" تو طالبان کے دور میں تھا... پھر اُسے کیوں تباہ و برباد کیا گیا؟؟ اگر امریکا واقعۃً "سیاسی مفاہمت" کا متقاضی ہے تو اس کا طریقہ یہ نہیں، جسے وہ ہٹ دھرمی کی حد تک اختیار کیے ہوئے ہے۔ اسے طالبان کی شرائط کا ادراک اور لحاظ کرنا ہوگا۔ اور سب سے پہلی شرط یہی ہے کہ امریکا افغانستان سے اپنا مکمل جنگی و سیاسی سیٹ اپ اٹھا کر چلا جائے۔ امریکا کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ مذاکرات کی میز سجانے کے لیے اشرف غنی کو طالبان کے "مذاکراتی سربراہ" کی نظر سے دیکھے۔

امریکا کو مجبور کر کے مذاکرات کی میز تک لانے والے طالبان بہتر جانتے ہیں کہ افغانستان میں امن کی راہ کیسے ہموار ہو سکتی ہے..؟!

امریکا کی جانب سے طالبان کو مذاکرات کی میز پر لانے کے لیے منتیں زاریاں کرنا اس بات کے اشارے ہیں کہ طالبان کا دشمن ناکامی کے احساس سے دوچار اور پریشان ہے۔ وہ اپنا نفسیاتی اعتماد کھو چکا ہے۔

طالبان پہلے کی بہ نسبت آج سیاسی اور عسکری... دونوں لحاظ سے زیادہ کامیاب اور نفسیاتی برتری کے حامل ہیں، امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی "طبعی موت" کے بعد طالبان کی یہ دوسری اہم فتح ہے، جس نے امریکا اور اشرف غنی کو ننگی کا ناچ نچا دیا ہے۔

امیر المومنین
عظمتوں کے وارث

تحریر: محمد رسول بہار

امیر لمومنین کے بارے میں زیادہ اور دلچسپ باتیں کہی جاسکتی ہیں، کیونکہ وہ تاریخی لحاظ سے ایسے عظیم شخص تھے جنہوں نے ایسے حالات میں اسلام کا علم بلند کئے رکھا جب ہر شخص جائے پناہ ڈھونڈ رہاتھا۔ انہوں نے امت مسلمہ اور خاص طور پر افغانستان کی تاریخ میں ایک روشن باب کا اضافہ کیا۔

آپ کی شخصیت کے حوالے سے بہت سی تحریریں سامنے آرہی ہیں جن میں ایسے حقائق بیان کئے گئے ہیں جنہیں پڑھ کر انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ہر شخص کی کوشش یہی ہے کہ ایسا کچھ لکھا جائے جو دوسروں نے نہیں لکھا ہو اگر کسی نے لکھا بھی ہے تو اس کی ترتیب اور اسلوب تبدیل کرتے ہیں، اس وقت میرے ذہن میں امیر المومنین رحمہ اللہ کے بارے میں دو باتیں ہیں اور مجھے ان کی خوبیوں میں یہ دونوں خوبیاں بہت اہم نظر آرہی ہیں۔

جہادی ثمرات کا محافظ:

اس بات میں کسی شخص کا اختلاف نہیں کہ افغان جہاد کی فتوحات صرف افغانستان کیلئے اہم نہیں بلکہ یہ پوری دنیا کے مسلمانوں کیلئے اہم ہیں۔ کیونکہ ہم نے دیکھا جب روسی شکست کے بعد کچھ کمانڈر آپس میں دست وگریبان ہوئے تو دنیا کے بڑے بڑے علماء کرام ان کی صلح کیلئے سرگرم ہوئے۔ کچھ علماء کرام اور بزرگ اشخاص کو اس معاملے میں کئی تکالیف بھی برداشت کرنی پڑیں، لیکن انہوں نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی اور اپنا کام جاری رکھا۔ ان کے اس اقدام سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ان کیلئے ہماری صفوں میں اتحاد سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔

روسی انخلاء کے وقت ایک عجیب اتحاد قائم ہوا تھا۔ لیکن افسوس کہ بعض ناعاقبت اندیش رہنماؤں نے جہادی اہداف کو پیش نظر نہیں رکھا اور دشمن کے انتخاب کردہ راستے پر چل پڑے۔ دوسری جانب کفار آپس میں لاکھ اختلافات کے باوجود مسلمانوں کے خلاف ہمیشہ متحد ہوتے ہیں۔

ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ امریکا نے روس کے خلاف افغانوں کی مدد کی تھی اور کسی قسم کی مدد سے دریغ نہیں کیا۔ جب بات اسلامی نظام پر پہنچی اور مجاہدین آپس میں نظام حکومت پر بات چیت کر رہے تھے۔ تو کفار کی دشمنی اچانک دوستی میں تبدیل ہوگئی اور یہ دونوں فریق [روس اور امریکا] اس بات پر متفق ہوئے کہ افغانستان میں اسلامی نظام کا راستہ روکا جائے۔

جب روس شکست کھا چکا تو مغربی مفکرین نے کہا: "وقتی دشمن شکست کھا گئے اور ازلی دشمن فائدہ مند ہوئے" یعنی روس اور امریکا کی مخالفت گو کہ وقتی تھی لیکن اسلام کے ساتھ ان کی دشمنی ازلی اور ہمیشہ کیلئے ہے، اسلامی نظام روس اور امریکا دونوں کیلئے ناقابلِ قبول ہے اس لئے دونوں ممالک نے ایک ساتھ اسلامی نظام کے خلاف کارروائیوں کا آغاز کیا۔

ان دونوں ممالک کی کوششیں تھیں کہ افغانستان میں جہادی تحاریک کے درمیان ایسی جنگ چھڑی جس نے جہاد کی عظمت کو لوگوں کے اذہان سے ختم کیا۔ جہاد کو کمیونسٹ اور نیشنلسٹ ایجنٹوں نے فساد قرار دیا۔ عام لوگ ان سے متاثر ہوئے۔ اسلامی تحریک کو ایک ناکام جماعت کے طور پیش کیا گیا۔

جب تنظیمی اختلافات عروج پر پہنچ گئے، حالات ایسے ہوئے کہ لوگوں کا جینا دوبھر ہوا۔۔۔۔ لیکن اس وقت جب جہاد کے عظمتوں کے وارث تلوار تان کر میدان میں آئے تو امیدوں کے چراغ روشن ہوئے۔ ہر سو جہاد کی خوشبو پھیل گئی۔ اسلام کی خاطر جان قربان کرنے والوں کی اہمیت بڑھ گئی۔ وہ سر، سرخرو ہوئے جو اللہ کی راہ میں شریعت کے نفاذ کی خاطر کٹے تھے۔ ان افراد کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا جنہوں نے اپنی جوانیاں اس محمدی شریعت کیلئے قربان کی تھیں۔ انہوں نے اسلامی نظام قائم کرکے دنیا کو بتادیا کہ ہم نے اس نظام کیلئے قربانیاں دی تھیں۔

افغانی تاریخ کا تسلسل:

باہمی جھگڑوں اور اختلافات کے باعث افغان قوم ایک ایسے موڑ پر پہنچ گئی تھی جس سے تاریخی لحاظ سے کسی قسم کے امن کی توقع نہیں رکھی جاسکتی تھی۔ دشمن کا خیال تھا کہ یہ لوگ اب کبھی متفق نہیں ہوسکتے، ان کی یہ سوچ کسی حد تک صحیح بھی تھی کیونکہ افغانوں نے تاریخ پر صرف اس وقت گہرے نقوش ثبت کئے جب وہ آپس میں متحد ہوئے۔ اگر اتحاد واتفاق کا فقدان ہو تو تاریخ میں زرداد خیل کے قصے لکھے جائیں گے۔

سب سے بڑا چیلنج جس پر اس وقت بین الاقوامی میڈیا اور پوری دنیا لب کشائی میں مصروف تھا وہ افغانستان کی تقسیم کا عمل تھا۔ کچھ لوگ تو ملک کے اندر بھی اس خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ ہوسکتا ہے اس تقسیم کے عمل میں انہیں بھی کوئی وزارت مل جائے۔ لیکن عین اسی وقت ایک ایسے شخص نے جہاد کا علم بلند کیا جس نے دشمنوں کے تمام مذموم عزائم خاک میں ملادیئے۔ ملک کی تقسیم کے منصوبے بنانے والے چوہوں کی طرح بلوں میں گھس گئے۔ انہوں نے ابدالی جغرافیے کی ایسی حفاظت کی کہ تجزیہ کرنے والوں نے ماسکو، واشنگٹن اور استنبول کا رخ کیا۔ افغانستان کی تقسیم کا ہر منصوبہ ناکامی سے دوچار ہوا، اور ملکی اتحاد کو عقیدے کی بنیاد پر تاریخی اتحاد فراہم کیا۔

آج دیکھیں کہ ملک کے شمالی علاقوں میں مجاہدین امارت اسلامی کی اطاعت میں کس رشتے کے تحت متحد ہیں؟، آج اس منظر کی کیسی تصویر کشی کریں گے کہ امارت اسلامیہ کے مجاہدین ملک کے طول وعرض میں موجود اور باہمی طور پر متحد ہیں۔

جی ہاں امیر المومنین افغانی تاریخ کی عظمتوں کے وارث تھے۔ جنہوں نے اس ملک کو نہ تباہ ہونے دیا نہ تقسیم برداشت کی۔ کچھ مغربی ایجنٹس نے مسلم امت کے اس بھائی چارے پر کاری وار کئے، لیکن امیر لمومنین ان کے راستے کی دیوار بن گئے۔ کیونکہ آپ اس خطرے کو بھانپ گئے تھے جس کے مقابلے میں افغان عوام کی ایک تاریخی تحریک وجود میں آئی، اور نہ صرف ملک بلکہ عالمی سطح پر ایک بااثر رہنما کے طور پر ابھر کر سامنے آئے۔ اسی لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ امیر المومنین افغانی تاریخ کے عظمتوں کے حقیقی وارث تھے۔

کہا جا رہا ہے...

نسیم خان محمدی

ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے۔ دانتوں تک کو پسینے میں شرابور دیکھا جا رہا ہے۔ بدن تھک گئے ہیں اور اذہان نت نئے منصوبوں کے تانے بانے بُن رہے ہیں۔ کیوں کہ پرانے جال سے کوئی مچھلی ہاتھ نہیں آ رہی۔ اور ہمیشہ اسی طرح ہی تو ہوتا ہے۔ جب شکاری اپنے شکار پر قابو نہ پا سکیں تو انہیں یہی سوجھتا ہے کہ "نئے جال کے بغیر کام چلنے والا نہیں ہے۔" اس پر دنیا والے کہتے ہیں:

"پرانے شکاری لائے نیا جال!!"

چھوٹے میڈیا گروپس کی کہانی ہمیشہ سے غیر اہم رہی ہے۔ وہ اکثر دوسروں کے محتاج اور دست نگر رہے ہیں۔ اس لیے ان کی بات کرنا وقت کا ضیاع ہے۔ ایک صاحب بی بی سی کا قابل افسوس رویہ دیکھ کر کہنے لگے:

آخر دیانت اور حقیقت کشائی بھی کوئی معنی رکھتی ہے۔ کیا بی بی سی کو جھوٹ بولنے اور خود تراشیدہ کہانیوں کو معروضی حقائق کے نام پر اسکرین کا حصہ بنانے کے سوا کوئی کام نہیں ہے؟؟

میرے دوست کا افسوس، غم اور دکھ بجا تھا۔ واقعتاً تہذیب، اخلاق اور سچائی کے دائرے سے نکل کر طالبان کے بارے میں غیر حقیقی تبصرہ آرائیاں کرنا کوئی قابلِ تحسین عمل نہیں ہے۔ امیر المؤمنین ملا محمد عمر رحمہ اللہ کی وفات بہت دکھ اور حسرتوں کا سبب ہے۔ مجاہدین کے درمیان ان کی ذات کی موجودگی بے حد حوصلہ افزاء حقیقت تھی۔ آخر ایسا کیوں نہ ہوتا؟ وہ تحریک طالبان افغانستان کے بانی ہیں۔ انہوں نے جس بے سروسامانی کی خزاں میں ایک ملک، بلکہ طوائف الملوکی کے سبب بننے والی چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کو ایک لڑی میں پرو دیا تھا، یہ انہی کا خاصہ تھا۔ صرف اتنا ہی نہیں، سات آٹھ سال تک دنیا کی ازحد مخالفت کے باوجود 1996 میں پندرہ سو معزز افغان علماء کی موجودگی میں ایسا نظام قائم کرنا، جس کے بارے میں سہولت پسند دماغوں میں یہ وسوسے پیدا ہونے لگ گئے تھے کہ اب جمہوریت کے سوا دنیا کسی نظام کے ساتھ نہیں چل سکتی، خداوندانِ خاک کے منہ پر کسی طمانچے سے کم تو نہیں تھا۔

اس کے علاوہ امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ ایک انسان تھے۔ انہوں نے جانا تھا اور چلے گئے۔ وہ جس رب کے بندے اور جس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی تھے، ان کی تعلیمات میں ہی یہ بات درج ہے:

و استعینوا بالصبر و الصلوۃ!

صبر اور نماز کے ذریعے مدد مانگو!

اللہ تعالیٰ ہم سب پس ماندگان کو ویسا ہی صبر عطاء فرمائے، جس کے اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اب بی بی سی کو مسئلہ یہ ہے کہ اس نے اپنے غیر حقیقی تبصروں، تجزیوں اور افواہوں کا جو بازار گرم کیا تھا، اس کے اثرات توقع کے مطابق بر آمد نہیں ہو رہے۔ جس طرح طالبان کے درمیان خود ساختہ اختلافات کا ڈھنڈورا پیٹا تھا، اس کا بھی کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا۔ اس نے بہت طریقوں سے کنفیوژن پیدا کرنے کی کوشش کی، لیکن نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات!!

بی بی سی کے طریقہ واردات کا ایک رخ یہ ہے کہ اسے جس خبر کی صحیح معنوں میں تصدیق ہوتی ہے، اسے مکمل اطمینان کے ساتھ اور دھڑلے کے ساتھ نشر کیا جاتا ہے، لیکن کیا ان کی ہر خبر پر نظر ہے اور کیا ان کی ہر خبر ہی باوثوق ہے؟؟ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ جب بی بی سی کو کسی خبر کی کوئی قابل اعتبار تصدیق نہیں مل پاتی تو پھر ہم خیال تجزیہ کاروں کا سہارا ڈھونڈا جاتا ہے اور ان سے اپنے مطلب کی آراء نکلوا کر انتشار پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس انتشار کو جاننے کے لیے سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ جب بی بی سی کے پلیٹ فارم سے کوئی بھی تجزیہ کار، چاہے وہ اپنی ذات میں کتنا ہی اہم اور حالات پر عبور رکھنے والا گردانا جاتا ہو، جب یہ کہنا شروع کرے:

"خیال کیا جا رہا ہے... کہا جا رہا ہے... گمان کیا جا رہا ہے... ممکن ہے، طالبان کے اس فیصلے کی یہ وجہ رہی ہو... تجزیہ نگار طالبان کے اس فیصلے سے متفق نہیں ہو پا رہے..."

تو اس سے سمجھ لینا چاہیے کہ یہ سب خیال آرائیاں ہیں اور ان افواہوں سے زیب داستاں کا کام لیا جا رہا ہے۔ ان کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

اب اہم مسئلہ صرف اور صرف یہ ہے کہ جب ایک امیر منتخب ہو گئے ہیں تو ان کو ہی اللہ تعالیٰ کا انعام سمجھ کر اتباع اور پیروی کے عمل کا سوچنا چاہیے۔ امیر المؤمنین ملا محمد اختر منصور حفظہ اللہ نے بھی اپنے ایک بیان میں اتحاد اور اتباع کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے کہ "مجاہدین کو متحد رہنا چاہیے، کیوں کہ ہمارے درمیان تفریق صرف دشمنوں کو ہی خوش کر سکتی ہے۔"

بی بی سی ایک دشمن ادارہ ہے۔ اس کے نصیب میں یہی خرافات ہیں۔ اگر وہ طالبان سے دشمنی نہ کرے تو اس کے پلّے کچھ بچتا ہی نہیں۔ آخر اسے بھی تو کوئی کام کرنا ہے۔ سچ ہے کہ فارغ رہنا بہت مشکل کام ہے۔ بی بی سی کو لگا رہنے دیں، چھوٹے میڈیا اداروں کا حقہ پانی چلتا رہے گا۔

"جھوٹ کو جھوٹ سے راہ ہوتی ہے!!"

امارت اسلامی کے نئے زعیم ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ

محترم امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے اپنی زندگی میں ہی جس شخص کو اپنا نائب اور جانشین منتخب کیا تھا، وہ نہایت تجربہ کار، سنجیدہ، جہادی، علمی اور قائدانہ صلاحیتوں سے انفرادی طور پر بہرہ ور محترم ملا اختر محمد منصور صاحب ہیں۔ یہی وہ شخص ہیں جن پر امیر المؤمنین رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی زندگی میں امارت کا اہل قرار دے کر اعتماد کیا تھا، اس لئے امارت اسلامی کے رہبری شوریٰ کے علماء کرام {اہل الحل والعقد} نے انہیں امارت اسلامی کے نئے زعیم کے طور پر منتخب کرکے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔

رہبری شوریٰ کا یہ فیصلہ موجودہ حالات کے تناظر میں ایک اہم اور سنجیدہ پیش رفت تھی، کیونکہ امارت اسلامی کو آج کل کئی مشکلات کا سامنا ہے، ملکی سطح پر داعشی فتنہ سر اٹھانے لگا ہے اور طالبان کے دشمنوں [امریکا اور افغان کٹھ پتلی ادارے] نے انہیں کھلی چھوٹ دے رکھی ہے۔ دوسری جانب فتوحات کا سلسلہ بھی جاری ہے جس سے کچھ ممالک کے پیٹ میں مروڑ پیدا ہو رہے ہیں اور وہ امارت اسلامی کیلئے مشکلات کھڑی کرنے کے درپے ہیں۔ دوسری جانب مذاکرات کی دہائیاں بھی زور و شور سے دی جارہی ہیں۔ کیونکہ طالبان نے مسلح جدوجہد کے ذریعے دشمن کا غرور خاک میں ملا دیا ہے۔ اور وہ مزید لڑنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ان سے یہ بات برداشت نہیں ہوتی کہ طالبان مسلح جدوجہد کے ذریعے امارت تک پہنچے۔ اس لئے وہ کوشش کرتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح طالبان کی راہ میں رکاوٹیں حائل کی جائیں۔ اسلام کی حاکمیت اور اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر مذاکرات کوئی جرم نہیں۔ لیکن امارت اسلامیہ کی مذاکرات کیلئے اپنی شرائط ہیں جسے غیر ملکی جارحیت پسند تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں۔۔۔

بین الاقوامی میڈیا اور ان کے کٹھ پتلی اہلکاروں کو اس کام پر لگا دیا گیا ہے کہ وہ دن رات یہ پروپیگنڈہ کرتے رہیں کہ [خدانخواستہ] امارت اسلامی کے رہبری شوریٰ میں اختلافات پیدا ہو گئے ہیں اور محترم منصور صاحب کی زعامت پر طالبان متفق نہیں، اس دعوے کی تصدیق کیلئے کچھ نامعقول انٹیلی جنس معلومات اور میڈیا کے افواہوں کو ایک سند کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن امریکہ اور یورپ کی اپنی حالت یہ ہے کہ یہاں صدر کے انتخاب کیلئے کئی مہینوں تک الیکشن مہم چلائی جاتی ہے جس میں کئی لوگ اپنی جان کی بازی ہار جاتے ہیں۔ اور پھر بھی منتخب شدہ صدر کو ملک کی ایک بڑی تعداد صدر تسلیم نہیں کرتی، لیکن اس کے باوجود وہ صدارت کی کرسی سنبھال لیتا ہے۔ امارت اسلامیہ میں کوئی الیکشن مہم نہ کوئی چوں وچراں۔ حتیٰ کہ کسی بھی مسئول نے اس فیصلے کی مخالفت نہیں کی ہے۔

لیکن مغربی میڈیا منفی پروپیگنڈا کر رہا ہے جس سے وہ یہ ثابت کرنے کی کوشش میں ہے کہ مستقبل میں طالبان ی صفوں میں ایک بڑا بحران اور سانحہ آنے والا ہے۔ اس طرح کے جزوی مسائل ہر نظام حکومت کا حصہ ہیں۔ اول تو ایسا کوئی مسئلہ ہے نہیں، اگر بالفرض کوئی چھوٹا موٹا مسئلہ موجود بھی ہو تو میرے خیال میں وہ بہت جلد حل ہونے والا ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے وقت جب "سقیفہ بنو ساعدہ" سے یہ آواز بلند ہوئی کہ انصار نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور مہاجرین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گرد جمع ہوئے۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں گوشہ نشین ہوئے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہم "سقیفہ بنو ساعدہ" پہنچے اور یہاں بالآخر انصار اور مہاجرین حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر متفق ہو گئے اور بیعت کا سلسلہ شروع ہوا۔ پھر بھی کچھ صحابہ کرام نے کچھ وقت کیلئے بیعت کو مؤخر کیا اور کچھ عرصہ گذرنے کے بعد انہوں نے بھی بیعت کی اور سب سگے اور حقیقی بھائیوں کی طرح زندگی بسر کرنے لگے۔

شرعی لحاظ سے جب "اہل الحل والعقد" کسی امیر کے ہاتھ پر بیعت کریں، تو دوسروں پر ان کی پیروی کرنا لازم ہے، کیونکہ علامہ ابن خلدون کے مطابق بیعت " العهد بالطاعة لاولی الامر " کو کہتے ہیں اور یہ تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے مسلمان امیر کے ساتھ بیعت کریں، کیونکہ اس کے بغیر خدانخواستہ اس وعید میں آجائیں جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" عن عبد الله بن عمر ، قال : جاء ابن عمر إلى عبد الله بن مطيع ، فلما ر آه قال : ألا أحدثك بحديث سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم ، سمعته يقول : « من خلع يده من طاعة لقي الله يوم القيامة ولا حجة له ، ومن مات وليس في عنقه بيعة مات ميتة جاهلية »))/الابانة الكبرى لابن بطة-

کیونکہ جو شخص بغیر بیعت کے فوت ہو جائے اس کا امیر شیطان ہو گا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: : وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَيْخٌ فَالشَّيْطَانُ شَيْخُهُ۔ ترجمہ: جس شخص کا کوئی امیر نہ ہو اور وہ فوت ہو جائے تو اس کا امیر شیطان ہو گا۔

امارت کی رہبری شوریٰ کے بعد امیر کی بیعت اس لئے لازمی ہے کیونکہ اس شوریٰ میں اکثریت علماء کرام کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے "لا يجتمع امتي على الضلالة" کہ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو گی، اس لئے علماء کرام جس شخص کو امیر منتخب فرمائیں اس میں ہماری فلاح ہے۔

امارت اسلامی کے نئے زعیم نے اپنے انتخاب کے بعد ان سے بیعت کرنے والے علماء کرام سے اپنے پہلے میں خطاب میں امیر المؤمنین رحمہ اللہ کے نقش قدم پر چلنے اور اسلامی نظام کے نفاذ تک جہادی کاروائیاں جاری رکھنے کا عہد کیا، محترم منصور صاحب نے اپنے خطاب میں کہا: کہ ہم جہاد کے ذریعے اسلامی نظام نافذ کریں گے۔ مذاکرات کے نام پر محض پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے۔ جمہوریت کسی مسئلے کا حل نہیں۔ شریعت کے نفاذ کے علاوہ ہمارا کوئی مشن نہیں۔ اس خطاب کے بعد مغربی میڈیا کے صحافیوں کے منہ بند ہو گئے جو مذاکرات کے نام پر مجاہدین کو کئی محاذوں پر مصروف رکھ کر ذہنی طور پر مفلوج کرنے کا ارادہ رکھتے تھے، تاکہ مجاہدین کی فتوحات کا راستہ کسی نہ کسی طرح روکا جاسکے۔ لیکن الحمد للہ نئی زعامت نے اس مسئلے کا بروقت ادراک کرتے ہوئے موثر جواب دیا۔ شاید اب کسی کے پاس نئے امیر کی بیعت نہ کرنے کی کوئی معقول دلیل نہ ہو۔ لہٰذا پوری افغان ملت کو چاہئے کہ وہ نئے امیر کے ہاتھ پر بیعت کرکے کفار کی سازشوں کا راستہ روکے۔

عمر ثالث کچی بستی سے امارت تک!

تحریر: امین وردگ

اس بچے کی زندگی کے مختصر حالات ملاحظہ فرمائیں جس نے 1339ھ ش کو کندھار کے ضلع خاکریز میں "چاہِ ہمت" نامی گاؤں میں میں آنکھ کھولی۔ 5 سال کی عمر بچپن میں ہی اپنے محترم والدماجد کے سایہ سے محروم ہوئے، خاکریز کی کچی بستیوں میں وقت گذارنے کے ساتھ جب والد صاحب کی یاد ستانے لگی تو یہاں سے کوچ کر جانے کا فیصلہ کیا اور کندھار کے ضلع ڈنڈ میں کچھ وقت کیلئے آباد ہوئے، لیکن یہاں بھی ان کے رزق کا انتظام ختم ہوا تھا۔ اس کے بعد آپ صوبہ روزگان میں اپنے چچا محترم مولوی جمعہ کے ہاں رہنے لگے، اور ان سے دینی تعلیم حاصل کرنے کے سلسلے کا آغاز کیا۔ 18 سال کی عمر میں آپ دورہ حدیث کے قریب پہنچ گئے۔ لیکن اس وقت افغانستان پر سویت یونین [روس] نے کمیونسٹ کٹھ پتلیوں کی مدد سے حملہ کیا۔ افغان مجاہدین مقابلے کیلئے میدان میں اترنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ ان سر فروش مجاہدین میں مولوی غلامی نبی کے فرزند عمر بھی شامل تھے، لیکن کچھ عرصہ تک روسی جارحیت کے خلاف مزاحمت کے بعد آپ اپنے آبائی علاقے کندھار تشریف لائے۔ پنجوائی، میوند اور ژڑئ اضلاع میں روسی اور کٹھ پتلی کمیونسٹ دشمن پر حرکت انقلاب اسلامی نامی جہادی تنظیم کی قیادت میں بے شمار حملے کئے، اور یہاں آپ ایک بہادر کمانڈر کے طور پر مشہور ہوئے۔ آپ سویت یونین کے خلاف لڑتے ہوئے چار مرتبہ زخمی ہوئے جس میں چوتھی مرتبہ اپنی داہنی آنکھ بھی اللہ کی راہ میں قربان کی۔

جب کمیونسٹ نظام ختم اور روس شکست کھا کر بھاگ نکلا اور اقتدار مجاہدین کے قبضے میں آگیا تو "مجاہد عمر" نے کندھار کے ضلع سنگ حصار میں اپنی دینی تعلیم کا سلسلہ ایک مرتبہ پھر شروع کیا۔ لیکن عین اسی وقت باہمی اختلافات نے سر اٹھالیا اور یہی افراد آپس میں دست و گریبان ہوئے۔ اس بے نتیجہ لڑائیوں اور اختلافات سے بیت المال سے چوری، لوٹ مار اور لوگوں کے حقوق غصب ہونا شروع ہوئے۔ جب یہ سلسلہ حد سے تجاوز کر گیا تو "عمر" کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا، دینی علوم کی بجائے فساد کو جڑ سے اکھاڑنے کو ترجیح دی۔ اور دینی علماء کے فتاویٰ کے مطابق باغی کمانڈروں کے خلاف ایک مرتبہ پھر اسلحہ اٹھالیا۔ کندھار سے اس جدوجہد کا آغاز ہوا۔ یہاں اس تحریک کو "اسلامی تحریک" کا نام دیا گیا۔ یہاں 1500 علماء کرام کے ایک شوریٰ نے انہیں امیر المؤمنین کا لقب دیا۔

ان کا مشن اسلامی نظام کی حاکمیت تھی، جنگ میں مخالف سمت کے افراد کو عام معافی اور توبہ کرنے کی تلقین کرتے۔ جنگ کے دوران مخالف سمت کے جنگجوؤں سے اسلحہ لیتے اور انہیں چھوڑ دیتے، یہاں تک کہ 1375ھ ش میزان کی چھٹی تاریخ کو افغانستان کے دارالحکومت کابل پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوئے، لیکن یہ وہی کابل نہیں جو جہادی تحریکوں سے قبل تھا بلکہ اب کابل کھنڈرات میں تبدیل ہو چکا تھا۔

کچھ محدود علاقوں کے سوا پورے افغانستان پر امارت اسلامی نے شرعی قوانین نافذ کئے۔ لیکن 15/06/1379ھ ش کو یہ نظام امریکا سمیت 44 ممالک کی اتحادی جارحیت کے نتیجے میں ختم کر دیا گیا۔ ان حملوں میں امارت اسلامی کے خلاف کئی ممنوعہ کیمیائی ہتھیار استعمال کئے گئے۔ کچھ رہنماؤں کو افغانستان اور پاکستان کے زرخرید غلاموں نے گرفتار کرکے امریکا کے حوالے کیا۔ جنہیں کیوبا کے بدنام زمانہ عقوبت خانوں میں ڈال دیا گیا، اور کئی رہنماؤں کو ملک کے اندر بگرام جیل کی آہنی سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیا گیا۔ جس کے تمام اختیارات امریکا کے پاس ہیں۔ اور کسی افغانی اہلکار کو یہاں جانے کی اجازت نہیں۔

مختصر یہ کہ دو سال کے عرصے میں ملا محمد عمر مجاہد نے ایک مرتبہ پھر اپنے ساتھیوں کو منظم کیا، اور مغربی اتحادی فورسز کے خلاف فیصلہ کن معرکے کا آغاز کیا۔ اور انہیں ایسا دندان شکن سبق دیا جو ان کی نسلیں بھی یاد رکھیں گی۔

خاکریز میں پیدا ہونے والے اس مرد قلندر کو اللہ تعالیٰ نے کچھ انفرادی خصوصیات دے رکھی تھیں جو دوسرے انسانوں میں نہیں ملتی۔

۱۔ جہاد میں R.P.G راکٹ خود فائر کرتے۔

۲۔ نہایت سادہ لوح، خوش اخلاق اور رحم دل تھے۔

۳۔ آپ متقی اور شریف النفس انسان تھے۔

۴۔ اپنی تعریف کو عیب تصور کرتے تھے۔

۵۔ ہر شخص کو ملاقات کی اجازت دیتے تھے [حالانکہ قریبی ساتھی آپ کے اس عمل کو آپ کی شخصیت کیلئے خطرہ قرار دے رہے تھے] اور بالآخر حالات کے پیش نظر امیر المؤمنین بہت کم منظر عام پر آتے تھے۔ ان کا یہ فیصلہ اس وقت درست ثابت ہوا جب مغرب نے ان کے سر کی قیمت دس ملین امریکی ڈالرز مقرر کی۔ اس کے بعد انہوں نے بالکل منظر عام پر آنا پسند نہیں کیا۔ لیکن اپنے کچے سے کمرے میں اللہ کے قانون کو زمین پر نافذ کرنے کیلئے اپنے ساتھیوں کی کمان سنبھالے رکھی اور الٰہی احکامات کے مطابق اپنی مسئولیت ادا کرتے رہے جس سے جہادی محاذ روز افزوں ترقی کرتی گئی۔

۶۔ تہجد ان کا پسندیدہ عمل تھا۔

۷۔ سادہ لباس زیب تن کرتے، آپ اور آپ کے ساتھیوں میں کوئی امتیازی فرق نظر نہیں آتا تھا۔

۸۔ سادہ غذا کھاتے تھے۔

۹۔ زمین پر سوتے تھے لیکن ان کے حکم کی پورے افغانستان میں فوراً تعمیل ہوتی تھی۔

۱۰۔ بادشاہ تھے لیکن زندگی بادشاہوں کی طرح نہیں گذاری، بلکہ ساری زندگی اللہ کی راہ میں وقف کر دی تھی۔

۱۱۔ دنیا کی لذتوں کو خیر باد کہہ چکے تھے۔ صرف اسلامی نظام کی حاکمیت کی خاطر جدوجہد کرتے رہے۔

۱۲۔ صحابی نہیں تھے لیکن زندگی صحابہ کرام کی طرح گذاری۔

۱۳۔ آخر میں امارت اپنے نائب ملا اختر محمد منصور کو سونپ دی۔ اور اپنے بیٹے مولوی محمد یعقوب کو اپنا جانشین نہیں بنایا اس طرح امارت کو وراثت کی نذر نہیں ہونے دیا، جس امارت کی بنیاد ہی انہوں نے رکھی تھی۔

۱۴۔ اتنے بڑے اقتدار کے باوجود اپنے بچوں کیلئے نہ کوئی جائیداد چھوڑی نہ امارت نہ کوئی مارکیٹ نہ دکان وغیرہ۔

بالآخر تمام دشمنوں کی تمنائیں خاک میں ملاتے ہوئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرح طویل جہادی خدمات کے بعد اپنی کچی کوٹھی میں جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔

انا للہ و انا الیہ راجعون۔

طالبان کی سیاسی بصیرت،

نئی زعامت اور مخالفت۔۔۔!!!

تحریر: موسیٰ فرہاد

طالبان نے اپنی اسلامی تحریک کی تاسیس سے اب تک 22 سالہ دور میں کئی مشکلات کا سامنا کیا۔ لیکن سب سے بڑی مشکل کا سامنا انہیں دو مرتبہ کرنا پڑا، پہلی جب 2001 کے اواخر میں امریکا کی رہنمائی میں صلیبی اتحادی افواج نے افغانستان پر جارحیت کی اور امارت اسلامی کو بیک فٹ پر جانا پڑا جس سے طالبان منتشر ہوگئے۔ ملکی اور بین الاقوامی دانشوروں اور میڈیا کے نمائندوں کا خیال تھا کہ طالبان اب صفحہ ہستی سے مٹ گئے ہیں۔ اور ان کے دوبارہ منظم ہونے کا کوئی امکان نہیں۔

دوسری مشکل صورتحال اس وقت پیش آئی جب امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد کے وفات کی خبر مجاہدین تک پہنچی، یہاں بھی لوگوں کا خیال تھا کہ اب امارت اسلامی نامی کشتی غرق ہونے کے قریب ہے اور اسے غرق ہونے سے اب کوئی نہیں بچا سکتا۔

حقیقت بالکل یہی ہے اگر انسانی عقل کی بنیاد پر دیکھا جائے تو یہ دونوں تاریخ کے ایسے حساس لمحے تھے جہاں لوگوں کے خدشات بالکل درست ثابت ہونے چاہئے تھے اور طالبان کا نام ونشان نہ ہوتا۔

سوال یہ ہے کہ طالبان کیسے پہلی مشکل سے بخیر وعافیت نکلنے اور دوبارہ اپنی صفیں منظم کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اس میں سب سے زیادہ کردار امیر المؤمنین رحمہ اللہ کی پُر اثر شخصیت، ان کی سیاسی بصیرت، دین وملت سے وفاداری، راہِ حق پر ثابت قدمی، مشکلات کے سامنے عزم متین اور ان کی ایمانی غیرت وحمیت تھی جس نے مجاہدین کو منتشر ہونے اور اختلافات پیدا ہونے سے بچایا۔ مجاہدین کو پہلے کی طرح ایک مرتبہ پھر منظم کیا، جہادی صف کو بنیان مرصوص کی طرح ایسا مضبوط کیا کہ ان کی قربانیوں کی بدولت دین اسلام کے دشمنوں کو ناقابل فراموش تاریخی شکست سے دوچار کیا۔ لیکن خود اللہ کے راستے میں ملک کے سنگلاخ پہاڑوں میں جان جانِ آفرین کے سپرد کردی اور خالد بنِ ولید رضی اللہ عنہ کی طرح شہادت کی تمنا لئے رخصت ہوئے، ساری زندگی اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے گذاری لیکن شہادت کی تمنا پوری نہ ہوسکی۔ تادم حیات دشمن کے خلاف کمربستہ رہ کر ملک کی آزادی کیلئے قربانیاں دینے والے عظیم لوگوں میں اپنا نام لکھوایا۔ تاریخی صفحات میں غزنوی، ابدالی اور میرویس خان کی طرح ایک نئے باب کا اضافہ کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور ورثاء ومجاہدین اور آپ کے جانشین پر آپ کی برکات اور فیوضات نازل فرماتے رہیں۔ آمین

دوسری مرتبہ بھی طالبان بڑی مشکل کا شکار ہوئے جب اچانک اپنے امیر کی رحلت کی خبر انہوں نے سنی اور وہ اپنے محبوب رہبر کی روحانی سرپرستی سے ہمیشہ کیلئے محروم ہوگئے۔ بین الاقوامی شیطانی میڈیا نے بھی موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے زہر آلود پروپیگنڈے کا آغاز کیا۔ مسلمانوں کے اذہان کو کچھ وقت کیلئے تسخیر بھی کیا۔ حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے وہ تمام مجاہدین رہنما جو 20 سال سے ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے بے لوث سپاہی تھے نے اچھی فراست اور اچھی سیاسی بصیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک عظیم خلاء کو پُر کرنے اور سر اٹھانے والے فتنوں کا راستہ روک کر اپنے امیر کو بلاچوں وچرا منتخب کرلیا۔ امیر المؤمنین نے اپنی زندگی میں جس شخص کو اپنا نائب مقرر کرکے اس پر اعتماد کیا تھا طالبان شوریٰ نے بھی ان پر اعتماد کرتے ہوئے انہیں امیر المؤمنین کا جانشین منتخب کیا۔ اور عوام وخواص اور مجاہدین کیلئے بیعت کے سلسلے کا آغاز ہوا۔

چند ہفتے قبل یعنی 30 جولائی کو طالبان کے رہبری شوریٰ نے اپنے امیر کے وفات کی رسمی طور پر تصدیق کی، اور ایک دن بعد ملا اختر محمد منصور کو اپنے نئے امیر کے طور پر منتخب کیا۔ اس اعلان کے ساتھ ہی چند افراد نے نئے امیر کے انتخاب پر مخالفت کا اظہار کیا، انہوں نے ایک خفیہ اجلاس کے بعد مغربی میڈیا پر اپنی مخالفت کا اعلان کیا، ان کا کہنا تھا کہ:

- انتخاب میں عجلت سے کام لیا گیا ہے۔
- دوسری بات یہ ہے کہ ان سے رائے نہیں لی گئی ہے۔
- تیسرا یہ کہ امیر کے انتخاب کے وقت اکثریت نہیں، بلکہ اقلیت موجود تھی۔

یعنی ان کے مطالبات کا مطلب یہی ہے کہ نئے امیر کے انتخاب کیلئے دوبارہ اجلاس بلایا

جائے۔۔۔ ان کے اعتراضات کس حد صحیح اور اس کے حل کا کتنا امکان ہے اس کا مختصر طور پر ذکر کرتے ہیں۔

1۔ پہلا اعتراض جو انہوں نے کیا ہے کہ انتخاب میں عجلت سے کام لیا گیا ہے، علماء کرام کا کہنا ہے کہ اس سے بھی عجلت سے کام لینا چاہئے تھا کیونکہ اسلام میں یہ ایک اہم مسئلہ ہے، کہ جب ایک امیر کی برطرفی یا موت واقع ہو جائے تو دوسرے امیر کو جتنا جلدی ممکن ہو منتخب کر لیا جائے، کیونکہ مسلمانوں کے انتظامی اور جہادی کارروائیوں کو امیر کی غیر موجودگی میں نقصان پہنچتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ نبی کریم ﷺ کی تجہیز و تکفین سے قبل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امیر کے انتخاب میں مصروف ہوئے۔

۲۔ دوسرا اعتراض کہ ان کی رائے نہیں لی گئی۔۔۔ میری معلومات کے مطابق حتی الوسع کوشش کی گئی کہ رہبری شوریٰ کے تمام ارکان اور ساتھ علماء کرام اور دوسرے اہل فکر افراد کو بلایا جاسکے اور بڑی حد یہ کام کیا گیا صرف وہ لوگ جو بہت دور تھے یا حالات ان کے راستے کی دیوار بنے وہ نہ پہنچ سکے اور ان لوگوں کی تعداد بہت کم تھی۔

۳۔ تیسرا اعتراض یہ ہے کہ اکثریت نہیں بلکہ اقلیت حاضر تھی۔۔۔ میرا خیال یہ ہے کہ یہاں معاملہ بالکل الٹ ہے کیونکہ اگر ہم دونوں جانب کے افراد کے نام لے کر گنتی کریں تو یقیناً اجلاس میں شریک افراد کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ جائے اور غیر حاضر افراد کی تعداد درجن بھر بھی نہیں خاص طور پر وہ افراد جو شوریٰ کے رکن بھی ہوں وہ تو بالکل نہ ہونے کے برابر ہیں۔

اس سے ایک اور اہم بات یہ ہے فرض کریں ہم ان کے اعتراض کو بجا تصور کر لیں کہ گویا اکثریت کی رائے نہیں لی گئی اس انتخاب میں تمام مجاہدین اور عوام کی مرضی شامل ہونی چاہئے تھی۔ جواب یہ ہے کہ ان سخت اور نامساعد حالات میں تو ان سب کا یکجا ہونا سو فیصد ناممکن ہے، صرف ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ایک عوامی ریفرنڈم کرایا جائے کہ نئے امیر کی بیعت کریں یا اسے مسترد کریں۔ لیکن پھر بھی یہ کام نہایت مہارت اور صدق سے آزاد طور پر کیا گیا، تمام مجاہدین کی رائے لی گئی، اور انہوں نے یکے بعد دیگرے نئے امیر کی تائید اور بیعت کی۔ 34 صوبوں کے گورنرز، ان کے 34 نائبین، 34 صوبوں کے جنگی اور قومی مسئولین، 350 ضلعی سربراہوں، درجنوں محاذوں کے کمانڈروں اور سینکڑوں مجاہدین کے کمانڈروں، متعدد جہادی اور قومی رہنماؤں، یونیورسٹیوں اور کالجوں کے طلباء تنظیموں، مدارس کے ہزاروں طلباء اور ان کے اساتذہ علماء کرام اور عام لوگوں نے نئے امیر کی تائید اور بیعت کے اعلانات کئے۔ یہ تمام لوگ مسئولین اور اہل فکر و دانش ہیں اور ان میں سے ہر ایک سینکڑوں اور ہزاروں لوگوں کی نمائندگی کرنے والے ہیں۔ کسی نے انہیں زبردستی بیعت کرنے پر مجبور نہیں کیا بلکہ اپنی مرضی سے بیعت اور حمایت کا اعلان کیا۔

میرے خیال میں معترضین کے اس اعتراض کیلئے اب کوئی جگہ باقی نہیں رہی۔ اور اس مسئلے کو جس طرح وہ حل کرنا چاہتے ہیں اس سے اچھی طرح حل ہوا ہے۔ اس کے باوجود اگر وہ اعتراضات کرتے رہیں تو لوگوں کو ان کی نیتوں پر شک ہوگا کہ ان کے مخالفت کی وجہ خود قدرت کا حصول تو نہیں۔ یا یہ کسی قومی کدورت یا غیر ملکی خفیہ ایجنسیوں کے اشارے پر یہ کام تو نہیں کر رہے؟ میں امید رکھتا ہوں کہ ان کا اعتراض اصلاح کیلئے ہو نہ کہ بدنیتی کی بناء پر، کیونکہ بدنیتی کی بنیاد پر کیا گیا اعتراض کا ناکامی اور رسوائی کے سوا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ مرحوم امیر المؤمنین کے خاندان اور قریبی ساتھیوں جیسے سیاسی دفتر کے سربراہ طیب آغا کا موقف بھی اب تک اعتراض کی حد تک ہے اور انہوں نے اس معاملے میں بے طرفی اختیار کی ہے، میری معلومات کے مطابق اس نکتے پر رہبری شوریٰ علماء کرام کی مدد سے بھرپور توجہ دے رہے ہیں کیونکہ امیر المؤمنین کے خاندان کی طرف سے اعتراض مجاہدین کی تشویش کا باعث بنتے ہیں، کیونکہ امیر المؤمنین، ان کے فرزند اور ان کا خاندان عوام اور مجاہدین میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ ان کی ناراضگی سے تمام مجاہدین خفا ہوتے ہیں۔ اسی طرح ان کے قریبی ساتھی جنہوں نے شرعی نظام کی خاطر سخت حالات میں قابلِ تحسین خدمات انجام دی ہیں وہ بھی قابلِ ذکر ہیں۔ اس بنیاد پر میری جتنی معلومات ہیں، نئے امیر اور رہبری شوریٰ اس مسئلے کے حل کیلئے بھرپور جدوجہد میں مصروف ہیں تاکہ شرعی راستے سے ان کو قائل کرکے ان کی اعتراضات دور کئے جائیں۔

ضروری نوٹ:

مندرجہ بالا تحریر کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ گویا نئے امیر اور انہیں منتخب کرنے والے شوریٰ ارکان سے کوئی غلطی نہیں ہوئی ہوگی اور نہ وہ خود کو معصوم سمجھتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى} [۳۲: النجم].

وہ بھی انسان ہیں، خطائیں ان سے بھی ہوئی ہوں گی، ہوسکتا ہے کئی اقدامات میں غلط فیصلے صادر کئے ہوں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنے کاموں میں تجدید نظر اور مشورہ نہیں کرتے اور دوسروں کیلئے نفرت کی راہ ہموار کرتے ہیں جو خدانخواستہ جہادی صف میں دراڑ پڑنے کا سبب بنے۔ لیکن اب تک جو کردار ادا کر رہے ہیں اس سے اچھی سیاسی بصیرت کا اظہار ہوتا ہے۔ اور بہت حساس وقت میں ایک بڑے مسئلے کا مردانہ وار مقابلہ کیا ہے۔ جہادی صف کی مضبوطی کیلئے اخلاص سے جدوجہد کر رہے ہیں۔ ہمیں اور آپ کو چاہئے کہ ہم معترضین اور نئے امیر کی نیت اور کارناموں پر اس وقت تک شک نہ کریں جب تک ہمیں کوئی غیر شرعی امر نظر نہیں آتا۔ ورنہ اللہ کے عذاب کے مستحق ٹھہریں گے۔

★ ★ ★

وہی خدا ہے،

اب بھی اسی کی رضا چاہتے ہیں

نسیم بارگزئی

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد، اب حفظہ اللہ کی جگہ رحمہ اللہ لکھتا ہوں تو انگلیاں کانپنے لگتی ہیں۔ یقین نہیں آتا عالم اسلام کا وہ عظیم رہبر اب دار فانی سے دار البقا ہجرت کر چکا ہے۔ اچھا ہی ہوا کہ اس بے قرار روح کو سکون کا مقام میسر آ ہی گیا۔ زندگی انہوں نے جتنی مشکلات میں گذاری اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ عمر ثالث تھے وہ۔ ان کی زندگی کی مثال حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی زندگیوں ہی میں مل سکتی ہے۔ سادگی، انکساری، جرات اور عیش دنیا سے لاتعلقی کے جو نمونے ان کی زندگی میں ملے شاید دنیا کے کسی حکمران کی زندگی میں ملتے ہوں۔ ان کے ہاتھوں بڑی کرامتوں کا ظہور ہوا۔ کل نفس ذائقۃ الموت۔ ہر نفس کو موت کا مزا چھکنا ہے۔ ملا صاحب نے موت پائی تو بھی سرخ رو ہو گئے۔ ان کی زندگی کا باب بند ہوا ہے مگر جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔

امارت اسلامیہ کا قیام ایک جہادی تحریک کا نتیجہ تھی، جہاد کے بغیر امارت کا قیام ممکن بھی نہ تھا۔ اس وقت بھی امارت اسلامیہ کا مقصد جہاد کے ذریعے افغانستان سے غیر ملکی فوجیوں کا انخلاء اور افغانستان کو پھر سے اپنی تاریخی اور مذہبی روایات کے مطابق دنیا میں باوقار مقام دلانا ہے۔ تاکہ دیگر ممالک کی طرح افغانستان بھی عالمی دنیا کے ممالک کی صف میں اپنی خومختارانہ حیثیت کے ساتھ ایک ستون کی طرح کھڑا ہو جائے۔ اور چار دہائیوں سے مصیبت زدہ افغان عوام خوشحالیوں کا نیا دور دیکھ سکیں جس میں ان کی جان مال اور عزت و آبرو محفوظ ہو۔ افغانستان غیروں کی سازش سے آزاد ایک ایسا ملک ہو جو دفاعی، اقتصادی اور تعلیمی لحاظ سے دنیا کی ترقی یافتہ اقوام کی صف میں کھڑا ہو۔ امارت اسلامیہ نے روز اول سے اسی جدوجہد کی خاطر قربانیاں دی ہیں اور آج بھی دے رہی ہے۔ اس دوران امیر المومنین سے لے کر مختلف بڑے عہدیداروں تک بہت سے لوگ اس تحریک سے الگ ہو گئے۔ کوئی گرفتار ہوا کوئی شہید اور کسی کو قضا راضی برضا اپنے ساتھ لے چلی مگر اس تحریک کے قدم نہیں لڑکھڑائے۔ اس نے جس اولوالعزمی سے 1994 میں اپنا پہلا قدم اٹھایا تھا لاکھوں شہداء کی قربانیاں دینے کے بعد آج بھی اسی اولوالعزمی سے عالم کفر سے دست و گریباں ہے۔ کبھی ان کی گردنوں میں جھکاو نہیں آیا، کبھی ان کے لہجے میں پشیمانی نہیں آئی۔ امارت اسلامیہ کے لیے سب سے بڑا دھچکہ نائن الیون کے بعد امارت اسلامیہ کی عقب نشینی تھی۔ جب مجاہدین کے بڑے بڑے رہنما گرفتار ہو کر کیوبا بھیج دیے گئے۔ کئی رہنما افغانستان کی جیلوں میں پھانسیوں پر چڑھے۔ امارت اسلامیہ کا شیرازہ بکھر کر رہ گیا۔ کسی کو کسی کی خبر نہ تھی، ایسے حالات میں جب کفر اپنی وحشت کے جوبن پر تھا۔ امریکا کے سامنے کسی کو ٹھہرنے

کی جرات نہ ہوتی تھی۔ جارج بش کا قہر وغضب اپنی انتہاوں کو چھو رہا تھا۔ ساری دنیا کا میڈیا امریکی ٹیکنالوجی، دفاعی سسٹم اور جاسوسی کے گن گاتا تھا۔ لگتا تھا امریکا کے علم کے بغیر دنیا میں مکھی بھی نہیں اڑتی۔ ہماری ساری باتیں سب کچھ امریکا سنتا اور دیکھتا ہے۔ ایسے حالات میں امریکا کے خلاف کچھ کر ڈالنے کا سوچنا بھی پاگل پن لگتا تھا مگر قربان جائیں ان گمنام ہیروز کے، جنہوں نے ایسے حالات میں مایوسی کے سارے جال اتار پھینکے، ہر طرح کی فکری اور ذہنی مرعوبیت سے نجات حاصل کی اور اللہ کا نام لے امریکا کے خلاف پھر سے صف آرا ہونے لگے۔ ان دنوں ایسے لوگوں کی باتیں سب کو پاگل پن لگتا تھا مگر جن لوگوں نے پھر سے تحریک کی بنیاد اٹھائی آج انہیں لوگوں کا امت مسلمہ پر احسان ہے کہ یہ تحریک آج پھر ماضی سے بڑھ کر مضبوط ہو گئی ہے۔

افغان عوام کی آزادی کی خاطر جہاد کا آغاز گلی کوچوں اور پہاڑی دروں سے کیا گیا اور آج افغانستان کا ساٹھ فیصد علاقہ مجاہدین کے مکمل قبضے میں ہے۔ یہ سب اسی لیے ممکن ہوا کہ اس کے پیچھے ایک سوچ اور ایک مقصد تھا۔ دنیا کی ہر وہ تحریک کامیاب ہوتی ہے جس کا انحصار نظریے پر ہوتا ہے، شخصیت کی بنیاد پر اٹھنے والی تحریکیں زوال کا شکار ہو جاتی ہیں۔ آج بھی امارت اسلامیہ قائم ہے، جہادی کارروائیاں ماضی سے بڑھ کر شدید ہو گئی ہیں۔ جنگ پوری شدت سے جاری ہے، بہت سے علاقے اب بھی دشمن کے ہاتھوں سے نکلے جا رہے ہیں، فتوحات کے سلسلے اور بھی تیز ہو گئے ہیں، سیاسی میدان میں بھی امارت اسلامیہ کو پہچان اور مقام ملا ہے۔ آج ایک شخصیت کے جانے سے اس بڑے نظام کو کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ کسی کو غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ امیر المومنین کے انتقال سے جہاد رک جائے گا۔ جہاد قیامت تک جاری رہے گا، جہاد کو رکنا ہوتا تو 2001 کے بعد جہاد کا نام لینے والا پورے افغانستان میں نہ ملتا۔ اگر اس جیسے عظیم سانحے سے بھی امارت اسلامیہ کو سنبھلنے کا موقع ملا ہے تو آئندہ بھی انشاء اللہ ہر آزمائش میں اللہ اسے سرخ رو رکھے گا۔ مایوس ہونے کی ضرورت نہیں اللہ کی مدد جب ہمارے ساتھ ہے تو ناکامی قریب بھی نہیں آئے گی۔ مجاہدین کے حوصلے آج بھی اسی طرح بلند ہیں جس طرح پہلے تھے۔ بلند حوصلے وہ طاقت ہیں جس کے سامنے طاقت ور سے طاقتور دشمن بھی ہار جاتا ہے۔

الحمدللہ العظیم افغانستان بھر سے جہادی کمانڈروں، جید علماء کرام، مجاہدین اور عوام کی جانب سے نئے امیر ملا اختر منصور صاحب حفظہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کا سلسلہ جاری ہے۔ ان کی قیادت پر سب متفق ہو گئے ہیں۔ باطل کے مقابلے میں جب بھی کفر ناکام ہوا ہے تو اس نے جھوٹ اور پروپیگنڈے کے ذریعے مسلمانوں میں تشویش ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ جنگ احد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، فداہ ابی وامی، کی شہادت کی خبر اڑا کر بھی دشمن نے مسلمانوں کے حوصلے چھینے تھے، 2001 میں بھی دشمن نے یہی کوشش تھی کہ عوام اور مجاہدین میں بے چینی اور مایوسی پھیلائی جائے مگر اللہ تعالی نے انہیں ناکام کر دیا، آج ایک بار پھر مختلف شکوک وشبہات پیدا کیے جا رہے ہیں، کچھ لوگ مختلف خبروں کو لے کر اس پر اپنی رائے زنی کرتے ہیں اور پھر اسی رائے کو حقیقت بنا کر پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جھوٹی خبروں اور رپورٹوں کی بنیاد پر رائے زنی اور بعید از حقیقت باتوں پر کان دھرنے کی بجائے ایک بار الامارہ کی ویب سائٹ کھولیں اور ایک نظر دیکھیں۔ دشمن کے خلاف کارروائیوں کا سلسلہ اب بھی پورے عروج پر ہے۔ مجاہدین کے حوصلے اب بھی ہمالیہ سے ٹکرا رہے ہیں۔ دشمن اب بھی ناکام ونامراد ہے، امیر کا نام بدل چکا ہے اور بس، تحریک وہی تحریک ہے، جہاد اب بھی وہی جہاد ہے۔ امارت اسلامیہ اب بھی وہی امارت اسلامیہ ہے، ہمارا دین اب بھی وہی دین ہے، ہمارا خدا اب بھی وہی ذات ہے ہمارا یقین پہلے بھی اسی ذات پر تھا اب بھی اسی پر ہے۔ ہم پہلے بھی اسی کی رضا چاہتے تھے اب بھی اسی کی رضا کے لیے لڑتے ہیں۔

وحشت ایک بار پھر برما میں

شہید زوی

یہ انسانی فطرت ہے کہ نیک نامی ہر شخص کو پسند ہے۔ اور اس راہ میں لوگ بڑی قربانیاں بھی دیتے ہیں۔ نام بنانے کے لیے لوگ خود کو موت کے بھی سپرد کر دیتے ہیں۔

اس کے برعکس بدنامی ہر شخص کو ناپسند ہے اور اس سے بچنے کی ہر شخص کوشش کرتا ہے۔ فرد یا خاندان کی بدنامی ہر شخص کو ناپسند ہے۔ مگر کسی قوم کی ایسی بدنامی جسے تاریخ بھی معاف نہ کرے وہ سب سے زیادہ بری چیز ہے۔

برما حکومت، بودھ عوام اور بودھی مذہبی رہنماوں نے آج اپنے مذہب کو اپنے ہم وطنوں پر ظلم ڈھا کر ایسا بدنام کر دیا کہ تاریخ بھی اس ظلم و وحشت کو بھول نہیں پائے گی۔ حالانکہ اس مذہب کے بانی رہنما مہاتما بدھ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ امن اور عدم تشدد کے داعی تھے اور حیوان کے قتل کو بھی انسان کے قتل کے برابر سمجھتے تھے۔

یہ چند سطور جب میں سپرد قلم کر رہا ہوں تو برما روہنگیا کے 20 ہزار سے زائد مسلمان جنھوں نے وحشی بودھوں سے بچنے کے لیے خود کو چند پرانی خستہ حال کشتیوں میں ڈال کر سمندر کی بے رحم موجوں کے حوالے کر دیا ہے اس کے باوجود بھی انہیں نجات نہیں ملی۔ چند سو کی وہ مختصر تعداد جو ترکی کی بھیجی ہوئی کشتیوں کے ذریعے بچا لیے گئے ہیں باقی سب جزیرہ انڈیمان اور خلیج بنگال کے سمندری حدود میں بے یار و مددگار چھوڑ دیے گئے ہیں۔

عالمی اداروں کی جانب سے دی جانے والی خبروں کے مطابق ان میں سے بہت سے افراد غذائی مواد کی قلت یا پینے کے پانی کی عدم دستیابی کی وجہ سے لقمہ اجل بن گئے اور سمندر برد کر دیے گئے۔ اور یا انسانی سمنگروں نے پیسے لے کر انہیں ایسے غیر آباد جزیروں اور جنگلوں میں چھوڑ دیا ہے کہ نہ کسی کو ان کی خبر ہے اور نہ یہ لوگ دنیا کو اپنے وجود کی خبر دے سکتے ہیں۔ صرف 3 ہزار افراد انڈونیشیا، ملائیشیا اور تھائی لینڈ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ان ممالک میں شدید نگرانی میں انہیں کیمپوں میں رکھا گیا ہے

غیر آباد جزائر اور سمندر میں موجود باقی مسلمانوں کی زندگی کی امیدیں اس وقت تک ہوں گی جب تک ان کے پاس غذائی مواد، خوراک اور تیل موجود ہے۔

تھائی لینڈ جو ایک غیر مسلم ملک ہے اس سے تو کوئی شکوہ نہیں، انڈونیشیا اور ملائیشیا جو کہ دونوں ایک اسلامی ممالک ہیں انہوں نے بھی اپنے ساحلی فوج کو حکم دیا ہے کہ وہ روہنگیا مسلمانوں کو یہاں قریب آنے نہ دیں۔ جو مہاجرین وہاں مقیم ہیں ان کی واپسی کے متعلق بھی غور کیا جا رہا ہے۔ کیوں کہ وہ طویل مدت کے لیے مہاجرین کو پال نہیں سکتے۔ بعد ازاں گذشتہ مئی میں ملائیشیا میں روہنگیا مسلمانوں کے متعلق تینوں ممالک کے وزراء خارجہ کا اجلاس ہوا تو ملائیشیا کے وزیر خارجہ نیفا امان نے میڈیا کو بتایا کہ ملائیشیا حکومت نے گذشتہ چند ہفتوں روہنگیا مسلمانوں کو اپنے ساحلوں سے بھگایا ہے لیکن آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔ انہوں نے اعتراف کیا کہ برما سے نکلے ہوئے مسلمان واقعتاً مدد کے محتاج ہیں۔ ان کی اس بری حالت کو دیکھتے ہوئے ہم تیار ہیں کہ انہیں اپنے ساحلوں پر رہنے کے لیے کیمپ مہیا کریں۔ عالمی برادری اس مسئلے کے حل کے لیے طویل عرصے پر مشتمل حل تلاش کرے۔

یاد رہے کہ ان تینوں ممالک کے وزراء خارجہ کے اجلاس کے دوران بھی انڈونیشیا کے ساحلی علاقے سے 350 روہنگیائی مہاجرین ماہی گیروں کو نجات دلائی اور انہیں ساحل تک پہنچایا۔ نجات پانے والوں میں ایک شخص عبدالحق بھی شامل تھا، اس نے ذرائع ابلاغ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ وہ 4 ماہ سے سمندر میں لاپتہ گھوم رہے ہیں اور انہیں کچھ خبر نہیں تھی کہ وہ کہاں جائیں؟

ماہی گیروں نے میڈیا کو بتایا کہ ساحل سے تقریباً 65 کلو میٹر دور دو ایسی کشتیوں کو ڈوبتے ہوئے دیکھا جس میں تقریباً 400 روہنگیا مہاجرین موجود تھے۔

اس اجلاس سے قبل انڈونیشیا کے وزیر خارجہ "لیٹنو مرسوری" نے ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ

برما سے ہجرت کرنے والوں کا مسئلہ اتنا چھوٹا نہیں کہ ایک یا دو ممالک کے اجلاس سے حل ہو جائے۔ برما پر بہت زیادہ دباو لانے کی ضرورت ہے تا کہ مسلمانوں کے شہری حقوق تسلیم کرلے اور اس ملک سے ہجرت کا سلسلہ رک جائے۔ مگر بد قسمتی سے اس حوالے سے اجلاس میں برما حکومت شریک نہیں ہو رہی اور برما میں جو کچھ جاری ہے اسے بے بنیاد الزامات قرار دے رہی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ برما سے مسلمانوں کو نکالنے کے علاوہ برما حکومت کچھ بھی کرنے کو تیار نہیں۔ مگر 29 مئی کو جب مختلف ممالک کے مہاجرین کے متعلق تھائی لینڈ کی میزبانی میں 15 ممالک کی کانفرنس ہو رہی تھی تو برما کے ایوان صدر کے سربراہ ژوہتائی نے کہا کہ وہ اس کانفرنس میں اس شرط پر شرکت کریں گے کہ اس اجلاس میں روہنگیائی مسلمانوں کا تذکرہ نہیں ہو گا۔ کیوں کہ وہ نہ روہنگیا کو مانتے ہیں اور نہ یہ مانتے ہیں کہ ان کے ہم وطنوں نے کہیں ہجرت کی ہے۔

عالمی ذرائع ابلاغ کا کہنا ہے کہ اب بھی تقریباً 20 ہزار روہنگیائی مسلمان سمندر کے مختلف حصوں میں قید ہو کر رہ گئے ہیں جو موت کے شدید خطرات کے شکار ہیں۔ انہیں تحفظ کے لیے مدد کی شدید ضرورت ہے۔ مگر برما حکومت پوری ڈٹائی سے اس کا انکار کرتی ہے کہ ان کا کوئی شہری ظلم کا شکار ہے یا اس ملک سے کسی نے ہجرت کی ہے۔

دنیا کے ہر کونے سے 20 ہزار افراد کے متعلق اندیشے ظاہر کیے گئے ہیں اور انہیں تحفظ دینے کے مطالبے ہو رہے ہیں مگر نوبل انعام یافتہ برما کی سیاسی رہنما آنگ سان سوچی جسے مغرب نے امن کی سفیر قرار دیا اور برما میں انسانی حقوق اور جمہوریت کی علمبر دار قرار دیا ہے انہوں نے بھی اپنی اسلام دشمنی ظاہر کر دی۔ اس ساری وحشت پر ایسی خاموشی اختیار کی ہے کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں کسی بے گناہ کو تکلیف ہی نہیں پہنچی ہے۔ مسلمانوں پر جاری مظالم کے خلاف ایک لفظ بھی زبان پر نہیں لائی مظالم کی روک تھام کا مطالبہ تو بہت دور کی بات ہے۔ مسلمانوں کے قتل عام کے انہیں دنوں میں جب ان سے پوچھا گیا کہ وہ اراکان کے مسلمانوں کو برما کے شہری سمجھتی ہے یا نہیں؟ تو اس نے پوری معصومیت سے کندھے ہلائے اور کہا کہ وہ اس حوالے سے کچھ نہیں کہہ سکتی۔

سمندر میں بہت سے مسلمانوں کی ہلاکتوں کی خبروں کے بعد انسانی حقوق کا عالمی ادارہ بھی اس اعتراف پر مجبور ہو گیا کہ بودھوں کی جانب سے روہنگیا مسلمانوں پر جاری مظالم ان کی نسل کشی ہے۔ میانمار حکومت ان مسلمانوں کے خلاف جاری تشدد کا راستہ روکے، انہیں اس ملک کا شہری تسلیم کرے اور انہیں تمام شہری حقوق دے۔

مگر برما حکومت مسلمانوں کے حق میں اٹھنے والی ہر آواز کو غیر متوازن قرار دے رہی ہے اور انتہائی ڈھٹائی سے اس کی تردید کر رہی ہے۔ ڈھٹائی اور مسلمانوں کے خلاف رواں مظالم کے حوالے سے حکومتی بے حسی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ حکومت صحافیوں کو بھی مسلمانوں کے علاقوں میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دے رہی تا کہ مسلمانوں کے خلاف رواں وحشت سے دنیا کو پتہ نہ چلے۔

727 وہ مسلمان جو سمندر کے ذریعے انڈونیشیا کے سرحد پر اترنے کے بعد گرفتار کیے گئے اور برما کے "تامی ہلا" نامی جزیرے لے جائے گئے۔ برما حکومت کسی کو بھی ان سے ملنے کی اجازت نہیں رہی تا کہ دنیا کو ان سے متعلق کچھ علم نہ ہو جائے کہ برمی افواج کی جانب سے ان مسلمانوں پر کیا مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔ صوبہ اراکان میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہاں بھی مسلمانوں کو موبائل فون کے استعمال کی بھی اجازت نہیں دی جا رہی تا کہ یہ لوگ آپس میں رابطہ کر سکیں اور ایک دوسرے کے حالات سے باخبر نہ ہوں یا دنیا کو اپنی حالات سے آگاہ نہ کر سکیں۔

سچ یہ ہے کہ برما میں مسلمانوں کی نسل کشی اور اجتماعی قتل عام نے ہٹلر اور چنگیز کے مظالم کے بھی حدود پار کر لیے۔ مسلمان خواتین پر ان کے شوہروں، بھائیوں، ماں باپ اور خاندان کے دیگر افراد کے سامنے جنسی تشدد کیا جاتا ہے اور پھر زندہ جلا دیا جاتا ہے۔ بچوں کو ان کی ماوں کے سامنے مارا جاتا ہے اور پھر آگ میں پھینک دیا جاتا ہے۔ مسلمان مردوں پر ان کے خاندانوں کے سامنے پٹرول چھڑک کر آگ لگا دی جاتی ہے۔ مسلمانوں کو زندہ درختوں سے باندھ کر ڈریل کیا جاتا ہے۔ وحشت یہاں تک پہنچی ہے کہ بودھ وحشی مسلمان حاملہ خواتین کے پیٹوں سے بچوں کو نکال کر ماوں کے سامنے انہیں آگ میں پھینک دیتے ہیں۔

برما کے اینٹی مسلم موومنٹ نامی تنظیم کے سربراہ آشن ورآتو نے کہا ہے کہ ہم یہ نہیں دیکھتے کہ مسلمانوں کا تعلق کس قبیلے یا فرقے سے ہے؟ ہم بلا امتیاز ہر مسلمان کا قتل اپنا حق سمجھتے ہیں۔

آج مسلمان دنیا کے ہر کونے میں کفار کے مظالم اور وحشتوں کا شکار ہیں مگر برما میں یہ ظلم اور وحشت بے انتہا بڑھ گئی ہے اور اس کا دردناک پہلو یہ ہے کہ وحشت ان بودھوں کی جانب سے ہے کہ جو انسانوں سے محبت، انسانی خدمت، اور انسانوں کو ایذا نہ پہنچانا اپنے رہنما بدھا کی بنیادی تعلیمات میں سے سمجھتے ہیں۔

تشویش اس حوالے سے بھی زیادہ ہے کہ پہلے فوج کو اس ظلم کی روک تھام نہ کرنے پر مجرم سمجھا جاتا تھا مگر اس بار فوج نے کھلم کھلا اس ظلم میں حصہ لیا اور جنگی ہیلی کاپٹروں

سے ہر اس جگہ میں مسلمانوں کو نشانہ بنایا جہاں مسلمان بودھوں کے مظالم سے بچنے کے لیے ہجرت کر کے گئے تھے۔

گذشتہ چند سالوں کے عرصے میں برما کے واقعات میں یہود کے غلام میڈیا کا غیر ذمہ دارانہ رویہ بھی دنیا کے سامنے واضح ہو گیا۔ یہی عالمی میڈیا جو اسلامی دنیا میں کسی بھی شخص پر تادیبی حد کے اجراء یا مسلمانوں کی جانب سے ہونے والی زیادتی اور تشدد کے واقعات پر آسمان سر اٹھالیتا ہے اور ہفتوں تک اس کی مخالفت میں پروگرام بنائے جاتے ہیں۔ گذشتہ چند سالوں سے برما کے مسلمانوں پر اتنی وحشت اور ظلم جاری ہے مگر میڈیا اسے انداز سے پیش کرتا ہے جیسے دنیا کے کسی کونے میں کوئی چھوٹا سا واقعہ پیش آیا ہو۔ دنیا کے کسی بھی کونے میں 10 یا 12 کتے بھی مارے جاتے تو یہ میڈیا اس پر کتنا شور مچاتا؟ مگر یہاں صرف 2012 میں 45 ہزار سے زیادہ مسلمان ہلاک، 10 ہزار سے زیادہ لاپتہ، 2 لاکھ بے گھر اور 4 ہزار افراد کے جلنے اور 5 ہزار سے زائد خواتین کی عصمت دری پر عالمی میڈیا نے شرمناک خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔ مگر اس کے باوجود میڈیا کے قومی، لسانی اور مذہبی تعصبات کے خلاف جنگ کے دعوے سچے سمجھے جاتے ہیں؟

دنیا بھر میں کہیں بھی اگر کسی غیر مسلم خاتون یا مسلم معاشرے کی ایسی خواتین جو مغربی مقاصد کے لیے کام کرتی ہے اس پر کوئی تشدد ہو جائے تو خواتین اور بچوں کے حقوق کے نام پر عالمی ادارے اسے بہت بڑا سانحہ قرار دیتے ہیں، دنیا کو سر پر اٹھاتے ہیں اور میڈیا کے ذریعے کئی مہینوں تک شور مچایا جاتا ہے۔

ملالہ یوسفزئی پر صرف ایک فائرنگ ہوئی جس میں وہ محض زخمی ہوئی مگر چونکہ یہاں مغرب کے مفادات تھے اس لیے عالمی اداروں نے انہیں کتنی مظلوم ظاہر کیا اور نوبل انعام کے جیسے بڑے مقام تک انہیں پہنچایا۔

اس سے قبل ایک جعلی ویڈیو میں سوات کی ایک خاتون کو کوڑے لگنے کا منظر دکھایا گیا تو اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی۔ امریکی صدر اور اقوام متحدہ کے سربراہ سمیت تمام مغربی رہنماوں نے اس عمل کی بار بار مذمت کی اور عالمی میڈیا پر یہ خبر اتنی زیادہ چلائی گئی اور اتنے زیادہ تبصرے کیے گئے کہ جیسے کہیں ایٹم بم کا استعمال ہوا ہو یا کوئی بڑا زلزلہ اور طوفان آیا ہو جس میں سینکڑوں انسان ہلاک ہو گئے ہوں۔

اسی طرح گذشتہ سالوں میں ہمارے ملک میں کسی حکومتی عہدے پر فائز کوئی خاتون ہلاک ہوئی یا کسی بے پردہ عورت کے چہرے پر تیزاب پھینکا گیا تو اس کا الزام طالبان پر ڈالا گیا اور طالبان کو بدنام کرنے کے لیے اور خود کو خواتین کے حقوق کا محافظ ظاہر کرنے کے لیے حکومت نے شدید الفاظ میں اس کی مذمت کی اور ایسا کرنے والوں کو سزا کا مطالبہ کیا۔ مغربی میڈیا نے بھی دوسری تمام خبروں سے زیادہ اسی خبر پر توجہ دی۔

بغلان میں سہار گل نامی ایک خاتون کو اس کے شوہر نے گھر کے چند افراد سمیت زیادتی کا نشانہ بنایا اس موضوع کو دنیا بھر میں شہرت کیوں ملی اور ایک ماہ تک مغربی میڈیا نے اس واقعے کو نہیں بھلایا؟

کیوں کہ دنیا میں اس فکر کا پھیلانا مقصد تھا مسلمان خواتین کے ساتھ ظلم کرتے ہیں اور ان کے حقوق پامال کرتے ہیں اور ہم ان کے حقوق انہیں واپس دلانا چاہتے ہیں۔

اور دوسرا مقصد یہ تھا کہ اپنے حقوق کے دفاع اور مظلومیت کے خلاف آواز اٹھانے کے بہانے افغان خواتین کو گھروں سے نکالا جائے اور ان کا پردہ ختم کیا جائے۔

اسی طرح تقریبا ایک سال قبل حکومتی انٹیلی جنس ادارے کی جانب سے بی بی ہاجرہ نامی سکول میں چند بچیوں کو بے ہوش کیا گیا اور اس کی ذمہ داری طالبان پر ڈالی گئی۔ کئی کئی دن تک عالمی میڈیا اور مغربی رہنماوں کے لیے یہ پسندیدہ موضوع رہا۔

ہندوستان میں تقریبا تین سال قبل چند افراد کے ہاتھوں ایک بچی پر جنسی تشدد کیا گیا جو چند دن بعد ہسپتال میں انتقال کر گئیں اس واقعہ نے دنیا کو کس طرح ہلا کر رکھ دیا تھا؟

اب یہی مغربی رہنما اور عالمی ادارے جو سوات، ہندوستان، لغمان، قندہار، بغلان یا تخار کے خواتین کے ہمدرد ہیں برما کے مظلوم خواتین کے ساتھ ہمدردی کیوں نہیں دکھاتے؟ حالانکہ برما کے خواتین پر ہونے والے مظالم بے انتہا اور ان خواتین کی تعداد گنتی سے باہر ہے۔ یہ ہم نہیں کہتے بلکہ ایمنسٹی انٹرنیشنل نامی بین الاقوامی ادارے نے برما میں جون 2012 کے حادثے کے حوالے سے شائع ہونے والی رپورٹ میں کہا ہے۔ جون 2012 میں مسلمانوں پر جو حملے ہوئے ہیں آخر تک اس میں کم از کم پانچ ہزار مسلمان خواتین بودھوں کے ہاتھوں جنسی تشدد کا نشانہ بنیں۔

یہ انتہائی عجیب بات ہے کہ ایک خاتون پر تشدد کے باعث آسمان سر پر اٹھالیا جاتا ہے اور برما میں جہاں کم از کم پانچ ہزار خواتین جنسی تشدد کا نشانہ بنی ہیں ہزاروں خواتین ہلاک اور لاپتہ ہو گئیں تو ان کی انہیں کوئی پروا نہیں۔ مغربی رہنما اور میڈیا سب چپ سادھے بیٹھے ہیں۔ عملی اقدام تو دور کی بات زبانی ناراضگی، احتجاج، مظلوموں کی ہمدردی، ظالم کی مذمت، انہیں سزا دینے کا مطالبہ وغیرہ کچھ بھی نہ ہوا۔ یہ امتیازی سلوک کیوں کیا جاتا ہے۔

یہ اس لیے کہ وہاں عام مسلمان اور مجاہد کو بدنام کرنا اور اسلام کے ایک تادیبی اور تعزیری سزا سے لوگوں کو متنفر کرنا مقصد تھا۔ اور یہاں برما میں یہ مظلوم بچارے

مسلمان تھے اور ظلم کفار کی جانب سے ہے اور یہ بات تو صاف ہے کہ کفار کی جانب سے مسلمانوں پر ہونے والے ہر ظلم کو مغرب عین انصاف سمجھتا ہے۔

تو برما میں ہزاروں خواتین اور بچوں کے خلاف اتنا بڑا ظلم اور وحشت جاری ہے یہ ادارے مذمت کے چند الفاظ منہ سے نکالتے ہیں اور چپ ہو کر رہ جاتے ہیں۔

اس وحشت کے بارے میں امریکا، یورپی یونین، انسانی حقوق کے ادارے اور اقوام متحدہ کی خاموش کو تو ہم اسلام دشمنی سمجھیں گے۔ روئے زمین سے مسلمانوں کا خاتمہ ان کی سب سے بڑی خواہش ہے اور دنیا کے مختلف حصوں میں مسلمانوں کا قتل عام شروع کرر کھا ہے، اگر برما میں بودھوں کے ہاتھوں ان کا مقصد حاصل ہو رہا ہے تو اس کا راستہ کیوں روکیں گی یہ قوتیں اور اس کے خلاف کیوں آواز اٹھائیں گی۔

مگر اسلامی دنیا کی مجرمانہ خاموشی کو کیا نام دیں گے؟

کہا جاتا ہے کہ دنیا بھر مسلمانوں کی تعداد ایک ارب 60 کروڑ ہے۔ مسلمانوں کے بہت سے ادارے یہ اعداد و شمار تسلیم نہیں کرتے۔ ان کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کی اصل تعداد دو ارب ہے۔ مسلم ممالک کی تعداد اب 58 نہیں بلکہ 62 ہے۔ دنیا کے 70 فیصد معدنی ذخائر ان کے پاس ہیں۔ اسلامی دنیا کے فوج کی تعداد 10 کروڑ سے زیادہ ہے۔

مگر یہ پورا اسلامی دنیا برما کے مسلمانوں کو اس وحشت سے نجات نہیں دلا سکتی کیوں کہ دنیا کے کفار الکفر ملۃ واحدۃ کا عملی مظاہرہ کر رہے ہیں اور اس کے برعکس اسلامی دنیا شدید انتشار کا شکار ہے۔

اسلامی دنیا کے رہنماؤں نے برما کے مظلوم مسلمانوں کے حوالے سے اپنی ایک فیصد ذمہ داری بھی ادا نہیں کی۔ شرمناک خاموشی اختیار کیے رکھی اور برما کے مسلمانوں پر جاری مظالم کا تماشہ دیکھتی رہی۔ عملی اقدام کی تو امید بھی نہیں روان مظالم کی مذمت کے لیے بھی کسی سربراہ نے مناسب الفاظ استعمال نہیں کیے۔ اور نہ جس طرح ہونا چاہیے تھا اسی طرح پریشانی اور ناراضگی کا اظہار کیا۔ برما کے مسلمانوں کی مدد کے لیے آگے نہیں بڑھے اور نہ برما کے مظلوم مسلمانوں سے اظہار ہمدردی اور ان کے حالات سے خبر دار ہونے کے لیے اسلامی دنیا کے رہنما برما تک گئے۔

اسلامی دنیا پر مسلط حکام اپنی عیاشیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ہر ایک کو فقط اپنی حکومت کی فکر ہے۔ اپنی حکومت کے تحفظ کے بدلے یہ لوگ کفر کی غلامی، اپنے ممالک پر کفری نظام کا نفاذ، شریعت کی دشمنی، اسلامی دنیا کے خلاف ہر طرح کے اقدامات اور اپنے عوام کے قتل عام تک کے لیے تیار نظر آتے ہیں۔ برما کے مسلمانوں کی صورتحال پر کیوں ناراض ہوں گے۔ اور جب کفری آقاؤں کی ناراضگی کا باعث بن رہا ہو تو کیوں یہ کسی کی حق میں آواز اٹھائیں گے؟

اب تک کسی نے بھی ان مظلوموں کے حق میں آواز نہیں اٹھائی صرف ترکی کے صدر نے آواز اٹھائی۔ ان کی اہلیہ نے برما کے مسلمانوں کو غذائی مواد بھیجے اور حکومت نے چند کشتیاں بھیجیں جن میں محدود تعداد میں مسلمانوں کو تحفظ دلایا گیا۔

2012 اور 2013 میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کے وقت بھی ترکی کے صدر طیب اردوان اپنی اہلیہ کے ساتھ برما کے مسلمانوں کے ساتھ اظہار ہمدردی اور ان کی حالت سے خبر دار ہونے کے لیے برما گئے۔ مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کا اندازہ انہیں وہاں جا کر ہوا تھا۔ تب دنیا نے دیکھا تھا کہ دونوں نے وہاں کتنے آنسو بہائے تھے؟!

اسلامی کانفرنس جس کے وجود میں آنے سے اب تک اسلامی دنیا کے لیے اس نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس پر فخر کیا جاسکے اس سے یہ امید کی جاسکتی تھی کہ برما حکومت کے خلاف عملی اقدامات کرنے کے لیے دنیا سے کوئی مطالبہ کرے گی یا کم از کم مظلوم مسلمانوں کی مدد اور انہیں ظلم سے نکالنے کے اقدامات پر غور کرنے کے لیے اسلامی حکومتوں کے سربراہان کا ایک اجلاس بلالے گی مگر افسوس اس نام نہاد کانفرنس نے یہ بھی نہ کیا اور ایک بار پھر اپنی نااہلی دنیا کو دکھادی۔

2012 اور 2013 کے مظالم کے وقت اسلامی کانفرنس کا موقف انتہائی شرمناک تھا۔ پورے ایک سال تک ایک جون سے لے کر دوسرے جون تک برما کے مسلمانوں کا قتل عام جاری تھا کوئی معقول رد عمل یا برما حکومت کے خلاف اقدام تو دور کی بات دنیا سے برما حکومت کے خلاف اقدام کا کوئی مطالبہ بھی نہیں کیا اور نہ اس وحشت کے خلاف زبانی مذمت کی کوئی تکلیف کی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کانفرنس نے برما کے مسلمانوں سے انتہائی شدید جفا کا مظاہرہ کیا اور اپنی حیثیت کو شدید نقصان پہنچایا۔ اس کانفرنس نے اس تمام عرصے میں صرف ایک بیان دیا وہ بھی اس وقت جب رمضان آگیا تھا تو کانفرنس کے سربراہ اکمل الدین اوغلو نے جدہ کے دفتر سے صرف یہ ایک بیان جاری کیا کہ "اسلامی ممالک اس رمضان میں برما کے مسلمانوں سے مالی تعاون کریں"۔

اراکان کا صوبہ جس کی سرحد بنگلہ دیش سے ملی ہوئی ہے وہاں سے مسلمانوں نے بنگلہ دیش میں داخلے کی کوشش کی مگر اس ملک پر مسلط اسلام دشمن اور بھارت نواز حکومت نے انہیں ملک میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی اور نہ کشتیوں میں سوار برما کے مسلمانوں کو تحفظ دینے کی کوشش کی۔

باوثوق عالمی میڈیا کی خبروں اور رپورٹوں کے مطابق برما میں بودھوں کی

WIRANTHO نامی دہشت گرد تنظیم نے صرف 2015 میں گذشتہ 6 ماہ میں برما میں 15 ہزار مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ جس میں 3000 بچے شامل ہیں۔ یہ اور اس کے علاوہ دیگر دہشت گرد تنظیموں نے مجموعی طور پر 2009 سے اب تک ڈھائی لاکھ بے گناہ مسلمانوں کو شہید کیا ہے۔ امریکا اور اقوام متحدہ نے صرف اتنا کہا ہے کہ "میانمار میں روہنگیا مسلمانوں کے خلاف نسلی تعصب بند کیا جائے اور حکومت انہیں یہاں کا باشندہ قرار دے۔ جب تک انہیں مقامی باشندہ قرار نہیں دیں گے تب تک برما سے ہجرت کرنے والے روہنگیا مسلمانوں کے مسائل کا خاتمہ ممکن نہیں"۔

برما میں زندہ ہولوکاسٹ اور انسانیت سوز وحشت کے خلاف امریکا اور اقوام متحدہ کا رد عمل بس اتنا ہی ہے؟! مزید نہ کوئی دباو ہے نہ کوئی فیصلہ، نہ پابندی ہے نہ کوئی سلامتی کونسل کا اقدام۔ کیوں کہ ان کا جرم یہ تھا کہ یہ لوگ مسلمان تھے۔ اگر یہ لوگ عیسائی یا یہودی ہوتے تو عالمی ذرائع ابلاغ کا شور آسمان تک بلند ہوتا۔ ناٹو افواج امن کے قیام کی خاطر بہت پہلے حاضر ہو چکی ہوتیں۔ امریکی رہنماوں کے دوروں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوتا، یورپی یونین مسلسل پابندیاں لگاتا، اقوام متحدہ قرار داد پر قرار داد لاتا، مظلوموں کی خاطر تمام خزانوں کے منہ کھول دیے گئے ہوتے، عرب حکمرانوں کی سخاوت کی بھی کوئی حد نہ ہوتی۔ مگر چونکہ وحشت کے شکار لوگ برما کے غریب مسلمان ہیں اس لیے یہ کچھ بھی نہیں ہے۔

عجیب بات یہ ہے کہ 2012 کے جون سے اب تک مسلمانوں کے قتل عام کا جو سلسلہ برما میں شروع ہوا ہے اس کے خلاف برما کے صدر تین سین نہ صرف یہ کہ پریشانی یا پشیمانی کا اظہار تک نہیں کیا اور نہ ملک کے مغربی حصے میں ہونے والی اس بڑی بدامنی پر کوئی معافی مانگی بلکہ جولائی 2012 کو بہت ڈھٹائی سے کہا "اراکان میں رہنے والے 8 لاکھ مسلمان در حقیقت غیر قانونی مہاجرین ہیں، ملک میں امن کے قیام کے لیے انہیں ملک سے نکالدیا جائے۔ کسی دوسرے ملک کے شہری بنا دیے جائیں یا برما سے باہر کہیں کسی مہاجر کیمپ میں انہیں رہائش دی جائے۔

اس ملک میں 10 پیڑیوں سے رہائش پذیر لوگوں کے متعلق ملک کے صدر کی یہ دشمنی اور تعصب بھری باتیں اور عالمی دنیا کی شرمناک خاموشی؟!

حکومت جو کچھ کہتی ہے یہی ان کے مذہبی رہنماوں کا مطالبہ ہے۔ تین سال قبل برما میں مسلمانوں کے خلاف جو وحشت سامنے آئی جو بہت زیادہ قابل رحم تھی انہیں دنوں میں بودھ مذہبی رہنماوں کے شائع شدہ مشترکہ اعلامیہ میں کہا گیا تھا کہ روہنگیا مسلمانوں کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔ ان سے کسی قسم کا کوئی تعاون نہ کیا جائے۔ جو لوگ کیمپوں میں رہ رہے ہیں غذائی اشیاء ان پر بند کردیے جائیں۔ تاکہ انہیں کیمپوں میں مرجائیں یا ہمارا ملک چھوڑ کر چلے جائیں۔ مذہبی رہنماوں کی اس قدر شدید بے حسی کے باوجود عدم تشدد کا فلسفہ انہیں کے ہاتھ میں ہے؟!

حقیقت یہ ہے کہ برما حکومت ملک سے تمام مسلمانوں کا انخلاء اور برما سے اسلام کا خاتمہ چاہتی ہے۔ اسی لیے تو مسلمانوں کے خلاف وحشت بھرے اقدامات کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ اقوام متحدہ اور امریکا اس پر خوش ہیں کہ برما کے مسلمانوں کو برما سے نہ نکالا جائے بلکہ یہ لوگ ملک کے اندر رہیں اور ہمیشہ بودھ عوام حکومت کی جانب سے ان پر مظالم ہوتے رہیں اسی لیے تو مسلمانوں پر ہونے والے مظالم پر شروع سے آنکھیں بند رکھی ہوئی ہیں۔

برما جو فوجی اور اقتصادی لحاظ سے ایک کمزور ملک ہے یہاں کی حکومت اور عوام کسی کے ورغلانے کے بغیر کسی اقلیت پر اتنا بڑا ظلم نہیں کر سکتے۔ لگتا ہے کہ جو لوگ عراق، افغانستان، فلسطین، مالی، سوڈان، صومالیہ اور دیگر مقامات میں مسلمانوں کو اپنے ہاتھوں سے مار رہے ہیں وہی لوگ برما میں مسلمانوں پر ہونے والے ہر ظلم کی پشت پر کھڑے ہیں۔ بر حکومت اور بودھوں کو تھپکایا جاتا ہے اور ان کی مکمل حمایت کی جاتی ہے۔

مسلمان اگر اپنے جان، مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کے لیے اور اپنی آزادی کی خاطر میدان جنگ میں اترتے ہیں تو دنیا انہیں دہشت گرد کہتی ہے مگر حکومت سطح پر اتنی بڑی دہشت گردی جاری ہے اور ماگ کے نام سے ایک بڑی دہشت گرد تنظیم فعال ہے، اس نے اپنے ہاتھوں سے لاکھوں افراد کو بلا کسی جرم کے موت کی نیند سلادیا ہے تو دنیا انہیں نہ دہشت گرد کہتی ہے اور نہ انتہاپسند، اور نہ ان کے اقدامات کو دہشت گردی کہا جاتا ہے۔ مگر برما میں اتنا بڑا انسانی المیہ جاری ہے اس کے حوالے سے دنیا نے اپنی ذمہ داری کس قدر نبھائی اور کیا راستہ اختیار کیا؟ یہ سب واضح ہو گیا اور دنیا کی منافقت لوگوں کے سامنے واضح ہو گئی۔

امریکا، یورپی یونین، ناٹو اور سلامتی کونسل کہاں گئے؟ انہیں برما میں ہونے والے مظالم نظر کیوں نہیں آرہے؟ دہشت گردی کے خلاف جاری ان کی جنگ کہاں چلی گئی؟ ان کی انسانیت دوستی کہاں گئی؟ مظلوم انسانوں کے تحفظ کی باتیں کہاں گئیں؟ برما کے وحشیوں کو کیوں دہشت نہیں قرار دیا جاتا؟ بس یہ مغربی دنیا اور اقوام متحدہ کے نام پر قائم غلام اداروں کا اصل چہرہ ہے۔ خدا کرے مسلمان اب مزید ان کے نعروں اور دھوکوں میں نہ آئیں۔

عجیب دانشور

تحریر: خوشحال آصفی

دانشور یالیڈر وہ ہوتا ہے جو دوراندیش ہو، بصیرت کا حامل ہو، قوت فیصلہ کی اہلیت رکھتا ہو، اچھی حکمت عملی تراشنے کا ماہر ہو، منصوبہ ساز ہو، برداشت کی صفت سے متصف ہو، عظیم کارنامے سرانجام دے اور ایک تنظیم کو اپنے اعلی نصب العین اور منزل مقصود تک پہنچانے میں کلیدی کردار ادا کرے۔

اس کے ساتھ ایک مضبوط ٹیم ہو جس پر اس کا اعتماد ہو، کام اور ذمہ داریاں اپنی ٹیم کے ارکان پر تقسیم کرے اور وہ صرف ان کی رہنمائی کرے اور مفید مشورے دے، ایک جامع پالیسی اور حکمت عملی بنائے۔

ہمارے دوسرے "دانشور" ڈاکٹر محمد اشرف غنی نے پچھلے نو ماہ میں ایسے اقدامات اٹھائے جو کسی ادارے میں ایک منیجر بھی نہیں اٹھاتا، اب تک انہوں نے جو اقدامات اٹھائے ہیں ان میں کسی قسم کی ترجیحات شامل نہیں ہیں، اس میں بصیرت اور دوراندیشی کی صفات موجود نہیں، اس کی لیڈرشپ پر سوالات اٹھ رہے ہیں، مثال کے طور پر:

۱۔ اشرف غنی افغانستان کے تمام اداروں کے اختیارات اپنے پاس رکھ کر تمام تر فیصلے خود کرتے ہیں اور احکامات جاری کرتے ہیں، کسی کو وزارت کا قلمدان سونپنا، اس کا معاون مقرر کرنا، کسی ادارے کا سربراہ مقرر کرنا، پرنسپل مقرر کرنا حتی کہ ملازمین کو تعینات کرنے کا بوجھ بھی اس نے اپنے سر پر اٹھایا ہے، کیا دانشور اور لیڈر اس طرح کام کریں گے کہ ہر کام میں خود مداخلت کرتے پھریں، جب تمام امور کی نگرانی خود کرنی ہے تو پھر کابینہ کس مقصد کے لئے تشکیل دی گئی؟ چھبیس وزارتیں اور درجنوں ادارے کیا کریں گے؟

۲: اشرف غنی دارالحکومت کی سڑکوں کی صفائی ستھرائی کے لئے خود جھاڑو لگاتے ہیں اور یہ تاثر قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ صفائی مہم میں حصہ لیتے ہیں لیکن دومنٹ کی اس جھاڑو کے لئے کئی گھنٹے شہر کے راستے آمدورفت کے لئے بند رہیں، شہریوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، جبکہ عملی طور پر صفائی ستھرائی کا کوئی نظام موجود نہیں وہ صرف فوٹو سیشن تک محدود ہے، کیا لیڈر ایسے کاموں کے لئے ہوتے ہیں؟ آخر کار ضلعی انتظامیہ، کمشنر، میئر وغیرہ کس مقصد کے لئے بٹھائے گئے ہیں؟

مسٹر دانشور! آپ کا فرض ہے کہ پہلے کابل کا گورنر مقرر کریں، میئر لوگوں کے سامنے پیش کریں، یہ آپ کی شان کے مناسب نہیں کہ خود انتظامیہ کے امور انجام دیں اور وہ بھی صرف نمائشی طور پر۔

۳۔ مسٹر اشرف نے یونیورسٹی کی ایک تقریب میں شرکت کرکے قانون فیکلٹی میں ڈگری حاصل کرنے والے طلبہ سے حلف لیا، کیا دانشور اور لیڈر اس طرح کام کریں گے؟ پھر عدالتیں کیا کام کریں گی،؟ ججز کا کیا کام ہوگا؟ پریذائیڈنگ افیسر کس مرض کی دوا ہوں گے؟ کیا یہ کام اس کا ہے یا ان کا؟

دانشور صاحب، آپ کا کام یہ ہے کہ پہلے چیف جسٹس سپریم کورٹ مقرر کریں، پھر اس کے دیگر ارکان مقرر کریں تاکہ وہ اپنا کام شروع کریں، آپ کا کام نئے فارغ ہونے والے طلبہ سے حلف لینا نہیں ہے۔

۴۔ ڈاکٹر غنی، وزیر، مشیر، ڈپٹی چیف اور ملازمین سے بذات خود ٹیسٹ وانٹرویو لیتا ہے، کیا اس کا کام یہی ہے؟ پھر ملکی ادارے کس مقصد کے لئے قائم کئے گئے ہیں؟

۵۔ ڈاکٹر غنی خود کرپشن اور بدانتظامی کے خلاف خود لڑتا ہے، اور حکم دیتا ہے کہ فلاں ادارے میں یا اس وزارت میں ان افراد کو گرفتار کیا جائے، اور ان کی تحقیقات کریں اور یا احکامات جاری کرتا ہے کہ فلاں خان کو انتظامیہ میں تعینات کریں اور فلاں خان کو فلاں ادارے سے ٹرانسفر کریں، کیا ایک دانشور اور لیڈر کا یہ ہے؟ پھر پراسیکیوٹر کا دفتر کیا کام کرے گا؟ نیب اور انٹی کرپشن کے ادارے کیا کام کریں گے؟ اس کے علاوہ دیگر درجنوں ادارے کیا ذمہ داریاں انجام دیں گے؟

یہ صرف چند مثالیں ہیں جن سے جناب دانشور کی صلاحیتوں اور سیاسی بصیرت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ڈاکٹر اشرف غنی برائے نام دانشور ہے، جو کام اسے کرنا چاہیے وہ کام وہ نہیں کررہے، اور جو کام قانون کے تحت دوسروں کو کرنا چاہیے اسے وہ خود کررہا ہے، وہ بڑے کام کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا بلکہ چھوٹے موٹے کاموں میں مگن رہتا ہے اور ہر کام میں خود مداخلت کرتا ہے جو کسی دانشور یا لیڈر کی شان کے مناسب نہیں، وہ ہر طرف سے ہدف تنقید بنا ہوا ہے کیونکہ اس میں کسی دانشور یا لیڈر کی تمام خصوصیات مفقود ہیں۔

امریکہ افغانستان کے تحفظ کا ذمہ دار نہیں

تحریر: قدرت اللہ

آج سے 14 سال قبل جب امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو اس وقت افغانستان کے ساتھ مختلف شعبوں میں تعاون کے وعدے کئے گئے، ان دنوں میں ایک ٹاک شو میں مدعو تھا، میں نے اس وقت یہ کہا کہ امریکہ ایک دن ضرور افغانستان سے پسپائی اختیار کرے گا اور پھر کہے گا کہ افغانستان کا مستقبل افغانوں پر چھوڑ دیا جا رہا ہے۔

آج وہ بات ثابت ہوئی، امریکی وزیر خارجہ نے بالکل یہی بات کہی۔ جب میں نے یہ بات کہی تھی تو مجھے اس وقت شدت پسند کہا گیا، یہاں تک کہ بعض دوست تو اس قدر سیخ پا ہوئے کہ میرے ساتھ تعلق ہی ختم کر دیا اور کچھ دوستوں نے مجھے سیاسی طالبان میں شمار کیا لیکن میں نہ سیاسی طالبان میں سے ہوں اور نہ ہی شدت پسند ہوں۔ امریکی وزیر خارجہ کے بیان کے بعد میں نے صدق دل سے فیس بک پر اپنے ناراض دوستوں کو یاددہانی کرائی تاکہ کم از کم وہ دوبارہ تعلق جوڑنے کی کوشش کریں۔

امریکی وزارت خارجہ کے ڈپٹی انتونی بلنکین نے کہا ہے کہ وہ افغانستان کے ذمہ دار نہیں ہیں "امریکہ نے افغانستان میں خانہ جنگی کا سدباب کیا اور ایک صدر سے دوسرے صدر تک انتقال اقتدار کا مرحلہ خوش اسلوبی سے مکمل کرنے میں تعاون کیا، واشنگٹن نے اپنے وعدوں کی پاسداری کی لیکن ہمیشہ کے لئے افغانستان کی سلامتی کا ذمہ دار نہیں، افغان فوجیوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ عالمی برادری کے تعاون سے سیکیورٹی کی ذمہ داریاں نبھائیں اور اپنے ملک کی سلامتی کو یقینی بنانے کی کوشش کریں۔

2001 میں جارج ڈبلیو بش نے سوئٹزرلینڈ میں جو خطاب کیا تھا مجھے وہ یاد آیا، اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ افغانستان پر 2001 میں جب حملہ ہو رہا تھا تو وحشت اور استعمار کے شانہ بشانہ کھڑے لوگ خواب دیکھ رہے تھے کہ جلد ہی افغانستان ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو گا، ایک بہترین فوج کی تشکیل نو ہو گی، انتخابات ہوں گے، انتظامیہ کو استحکام ملے گا، تمام ملکی ادارے مستحکم ہوں گے، زندگیوں میں خوشحالی آئے گی، معیشت بہتر ہو گی، لیکن ایسا کچھ بھی نہ ہوا۔ نہ صرف یہ کہ بہتری نہیں آئی بلکہ بہت سارے افغان مفت خور ہو گئے، افغانستان کئی ممالک کی باہمی لڑائی کا میدان بنا۔ یہاں کچھ دیگر لوگ موجود ہیں کہ وہ مسائل اور حملے بڑھانے کے لئے کردار ادا کر رہے ہیں، یہ کام دراصل یوناما کا ہے، امریکہ جو بھی بات کرتا ہے اس میں یوناما شریک ہو گا، لیکن کبھی کسی ضرورت کی بنیاد پر اس طرح نہیں کیا جاتا۔

یوناما نے کہا ہے کہ امریکہ کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ یہ کام کرے بلکہ وہ اپنی موجودگی پر زور دے، افغانستان میں اقوام متحدہ کا نمائندہ خصوصی نکولس ہایسم نے کہا: " عالمی دنیا افغانستان کو نظرانداز نہ کرے۔ یہ ملک ابھی تک مشکلات میں گھرا ہوا ہے اور اسے بہت سے مسائل کا سامنا ہے، اگر افغانستان کو بھلا دیا گیا تو یہ ملک کسی بڑے سانحے کا شکار ہو گا۔

مجھے ابھی بھی کچھ مسائل میں شک ہے، ایک ایسا وقت بھی آیا کہ امریکہ کے ساتھ سیکورٹی معاہدہ سفارت خانے میں ہوا جس پر فریقین نے دستخط کیے تھے اور یہ بھی کہا گیا کہ افغان فوج، پولیس اور دیگر کو تنخواہ اور جنگی وسائل فراہم کرنا ان کے ذمہ ہیں لیکن آج ہم کچھ اور دیکھ رہے ہیں، یہاں تک کہ صدارتی محل ارگ میں بھی کوئی تنخواہ نہیں ہے، فوج کے پاس تیل نہیں ہے، طیارے نہیں ہیں، پولیس کی تنخواہ نہیں ہے، یہ وہ تمام چیزیں ہیں جن کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

امریکہ نے افغانستان میں گزشتہ 13 سال کے دوران بہت نقصان اٹھایا ہے، کھربوں ڈالر کے غلط استعمال کے ذمہ دار صرف افغان نہیں بلکہ سیگار نے اب تک جتنے بھی رپورٹس شائع کی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر افغانی اربوں ڈالر لوٹنے میں ملوث ہیں تو امریکی جرنیلوں اور ٹھیکیداروں نے کھربوں ڈالر لوٹنے کا ریکارڈ قائم کیا ہے۔

اقوام متحدہ خطے میں امریکی مفادات کے تحفظ کے لئے سرگرم ہے، اس لئے کہ وہ دراصل وائٹ ہاؤس کا ترجمان ہے، یہی وجہ ہے کہ اقوام متحدہ اسی راستے پر گامزن ہے جو وائٹ ہاؤس کی منشا ہے۔

مذاکرات کی مارکیٹ میں اگاہی حاصل کرنا اہم ہے، تجربے اور خیالات گائیڈ لائن کے ساتھ گہرے ہو تو بہتر ہو گا، قابض قوتوں کے اہداف اور منصوبوں کی طرف ہم متوجہ رہے، اگر ہم نے حالات کا ادراک نہیں کیا اور محض ایک سرسری نظر سے سب کچھ دیکھا تو ہمارے ملک کے لئے اس کے نتائج مفید نہیں رہیں گے، افغانستان کو چاہیے کہ وہ امریکی دھمکیوں کا نوٹس لے، اور قوم کو مزید ورغلانے کی پالیسی ترک کرے، کیونکہ قوم کو بہکانے کی پالیسی تباہی کا باعث بنتی ہے، امریکہ کی جانب سے دنیا میں جاری جنگ اور اس کے اہداف کو دیکھ کر میں نہیں سمجھتا کہ امریکہ افغانستان میں امن کا خواہاں ہے، بلکہ داعش کا جو معمہ ہے، اس سے وہ نہ ختم ہونے والی کہانی کا دوسرا حصہ شروع کرے گا۔

افغانستان میں امریکی فوج کی موجودگی

خطے کی سالمیت اور مفادات کے لیے خطرہ

شکور شفق

لگتا ہے افغانستان سے امریکی جارحیت پسند افواج کا انخلاء ایک پیچیدہ معمہ بن گیا ہے اور نہیں معلوم کہ امریکا افغانستان میں موجود اپنے فوجیوں کے انخلاء کے حوالے سے کونسا اقدام کرے گا؟ البتہ کچھ واضح قرائن بتاتے ہیں کہ 2016 کے آخر تک امریکی فوجیوں کے انخلاء کا فیصلہ حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ بہت سے امریکی رہنما امریکی جارحیت کو مزید طول دینے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔

اس سلسلے میں مشہور امریکی سینیٹر جان میکین نے امریکی صدر بارک اوباما سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ افغانستان سے امریکی افواج کے انخلاء کے فیصلے پر نظر ثانی کریں۔ اور ایسا کوئی منصوبہ بنائیں جو زمینی حقائق کے مطابق ہو۔ جان میکین کا یہ بیان اس خدشے کو مزید تقویت دیتا ہے کہ امریکی حکام افغانستان سے فوجی انخلاء کے حوالے سے سچ بولنے پر تیار نہیں ہیں۔ اور اس حوالے ہمیشہ سے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے جھوٹ بولتے آرہے ہیں۔ جان میکین نے اس مطالبے کے ساتھ خبردار کیا ہے کہ اگر طے شدہ فیصلے کے مطابق 2016 کے آخر تک افغانستان سے تمام فوجی نکل گئے تو نہ صرف امریکا افغانستان میں اپنی حاصل ہونے والی تمام کامیابیاں ہار جائے گا بلکہ اس سے بھی زیادہ برے عواقب دیکھنے کو ملیں گے۔

مگر امریکی سینیٹر کا یہ بیان خود زمینی حقائق کے خلاف ہے۔ سیاسی امور کے ماہرین کے مطابق یہ بیانات نامعقول اور غیر منطقی ہیں۔ اس لیے ابھی اس بات میں شک نہیں ہے کہ امریکا اور اس کے اتحادیوں کے افغانستان میں دن محدود ہو چکے ہیں۔ اور ان کی حیثیت یہاں مغلوب اور شکست خوردہ فوجیوں کی ہے۔ جس کی واضح مثال ملک کے طول و عرض میں جارحیت کے خلاف وسیع پیمانے پر ہونے والی کارروائیاں ہیں جس میں دشمن کو جان و مال کا شدید نقصان پہنچا ہے۔

عزم کی تیز ترین کارروائیوں نے دکھا دیا کہ ملک کا اکثریتی حصہ کس کے زیر اثر ہے؟ عوام کس کے حق میں ہیں؟ کیوں کہ مجاہدین سے عوام کا تعاون ایک حقیقت ہے۔ عوام جان و مال دونوں سے مجاہدین کا دفاع کرتے ہیں۔ اس طرح کے ماحول میں امریکی سینیٹر کا انخلاء کی مدت میں توسیع کا مطالبہ حیران کن اور زمینی حقائق سے انکار کے مترادف ہے۔ مبصرین کے مطابق یہ مطالبہ ثابت کرتا ہے کہ امریکی اپنے کیے پر شرمندہ نہیں ہیں اور مستقبل میں بھی افغانستان سمیت پورے خطے کے امن اور استحکام کے لیے خطرہ بننے کے عزائم رکھتے ہیں۔ علاوہ اس کے کہ امریکا کی عسکری موجودگی افغانستان کے لوگوں کی قومی آزادی، جغرافیائی سالمیت اور سیاسی استقلال سب کے لیے خطرہ ہے بلکہ بالواسطہ یہ خطے اور پڑوس کے دیگر ممالک کے لیے بھی خطرہ ہے۔ جس سے سیاسی، اقتصادی اور جغرافیائی حوالے سے انہیں ناقابل تلافی نقصان ہوں گے۔ جس کی خاطر امریکا افغانستان میں اپنی عسکری موجودگی کے لیے اصرار کر رہا ہے۔

گذشتہ چودہ سال کے طویل عرصے میں وہ کون سے اقدامات ہیں جو انہوں نے نہیں کیے جو ابھی کر کے وہ اپنے قدم مضبوط کرلیں گے۔ وہ تمام حربے جو ان کے پالیسی ساز دماغ بنا سکتے تھے انہوں نے عملاً لاگو کرلیے مگر اس کا نتیجہ پھر بھی براہ راست یا بالواسطہ دونوں محاذوں پر شکست تھا۔ کبھی بھی اس طرح کے مطالبات سے شکست کو فتح میں تبدیل نہیں جاسکتا۔ اور نہ افغانستان پر چند ضمیر فروش حاکم بن کر انہیں نجات دیں گے۔ مختصر یہ کہ امریکا مکمل طور پر شکست کھا چکا ہے۔ مزید ہٹ دھرمی اور ضد سے بہتر ہے کہ سابقہ کمیونسٹ اور انگریز کے عبرتناک انجام سے سبق سیکھ لے اور ان کے شکست اور زوال کی داستانیں بہت غور سے پڑھ لے۔

☆☆☆

تحریر: کامران

فیمین ازم افغانستان میں، حادثی یا مرتب منصوبہ؟

گیارہ ستمبر 2001 کے بعد افغانستان میں ایک نیا سیاسی دروازہ کھل گیا۔ اس دوران میں معاشرے میں ایسی نئی ثقافت متعارف ہوئی جس کا چہرہ پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا تھا۔ اس مرحلے پر افغانستان بہت سی سیاسی اور معاشرتی اصطلاحات کے لیے میدان جنگ بن گیا۔ بیرونی ممالک اور تعاون کرنے والی قوتوں کی جانب سے امداد کا ایک حصہ معاشرے میں نئی ثقافت کو ترویج دینے اور اسے مضبوط کرنے کے لیے مختص کر دیا گیا ۔ نئے سیاسی نظام نے کچھ مثبت تبدیلیوں کے ساتھ عالمی دباوں کے باعث ایسی خطرناک اصطلاحات اور افکار بھی رائج کر دیے جو افغانستان کے قومی اور دینی اصولوں سے متصادم تھے ۔ ان میں سے جینڈر اور فیمین ازم کی اصطلاحات بھی ہیں۔

فیمین ازم کیا ہے؟

فیمین ازم بیسویں صدی کے آخری نصف صدی میں امریکا میں ایک منظم تحریک کے طور پر ابھرا۔ یہ تحریک فکری، سیاسی، معاشرتی اور مختلف افکار اور پابندیوں کی بنیاد پر قائم ایسی تحریک ہے جس کا ہدف معاشرتی اور ثقافتی تبدیلی لانا ہے۔ یہ تحریک مرد اور عورت کے درمیان تعلقات کی حیثیت بدلنے کے لیے کام کرتی ہے۔ اس کا اسٹریٹجک ہدف مرد اور عورت کے درمیان مساوات کا قیام ہے۔ ایسی مساوات جس کا نفاذ عملی طور پر ممکن ہی نہیں اور عملی طور پر نافذ ہو بھی جائیں تو اس سے معاشرہ ایسی پیچیدگیوں کا شکار ہو جائے گا جو معاشرتی نظام کو جام کر کے رکھ دے۔ اس حوالے سے یہ لوگ مرد اور عورت کے دونوں جنسوں کے درمیان دشمنی اور نفرت پیدا کر کے بالآخر دین، زبان، تاریخ اور کلچر کا نیا چہرہ سامنے لانا چاہتے ہیں۔

جینڈر کیا ہے؟

جینڈر مرد اور عورت کے درمیان قائم وہ اجتماعی، سیاسی، ثقافتی اور دینی تعلقات ہیں جو تاریخ کے دورانیے میں انسان کی جانب سے بنائے گئے ہیں۔

جینڈر کے مساوات کیا ہیں؟

جینڈر کے حامی کہتے ہیں کہ جینڈر کے مساوات کا مطلب یہ ہے کہ مرد اور عورت کے درمیان حقوق اور ذمہ داریوں کی تقسیم جنس مرد اور عورت کی بنیاد پر نہیں ہونی چاہیے۔ بلکہ دونوں کو زندگی کے تمام میدانوں میں برابر سہولیات دی جائیں۔ چونکہ یہ تحریک معاشرتی بنیادوں پر مردوں اور عورتوں کے حقوق اور ذمہ داریوں کی تقسیم کے خلاف کام کرتی ہے اور یہ لوگ مذہب کو بھی معاشرتی نظام کا مظہر سمجھتے ہیں، اسی لیے اس کے خلاف بھی شدید مزاحمت کرتے ہیں۔

جینڈر کے مساوات بظاہر بہت دلکش اور دلچسپ نعرے ہیں کہ دو جنسوں کو مخصوص خصوصیات کی وجہ سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ جس طرح ان کی بناوٹ، فطرت اور طبیعتیں الگ الگ ہیں اسی طرح ان کی ذمہ داریاں بھی صلاحیتوں کے اعتبار سے مختلف ہیں۔ مسلمان مفکرین ہمیشہ اس بات پر اصرار کرتے رہے ہیں کہ اسلام حقوق کی صحیح تقسیم کرتا ہے، اسلام جس چیز کی صحیح تقسیم نہیں کرتا وہ ذمہ داریوں کا حجم ہے۔ ایک مرد عورت کی ذمہ داریاں کبھی صحیح ادا نہیں کر سکتا اور نہ ایک عورت مرد کی ذمہ داریاں پوری کر سکتی ہے۔

خاتون شینن گیلپن کا منصوبہ کیا ہے؟

شینن گیلپن 44 سالہ امریکی ٹرینز اور "افغان بائیسکلز" فلم کی پروڈیوسر ہے۔ یہ فلم غالبا تاحال میڈیا پر نہیں آئی۔ گیلپن افغانستان میں ایک منصوبے پر کام کر رہی ہے جس میں افغان لڑکیوں کو ایسی تربیت دی جا رہی ہے کہ یہ لڑکیاں گیلپن اور اپنے دیگر مرد امریکی ٹرینزوں کے ساتھ افغانستان کے پہاڑوں میں سائیکل چلا سکیں گی۔ اس خاتون کو 2013 میں نیشنل جیو گرافک چینل کی جانب سے خطرات کا سامنا کرنے والی

خاتون بھی قرار دیا گیا ہے۔ یہ خاتون عالمی فیمنسٹوں کی رکنیت رکھتی ہے اور کرزئی حکومت کے ایک سال بعد خواتین کو حقوق دلانے کے بہانے افغانستان آئی اور یہاں کوششیں شروع کیں تاکہ افغان خواتین کو سائیکل چلانے پر تیار کیا جائے۔ افغان معاشرے میں سائیکل چلانے کی روایت نہیں ہے۔ گیلپن کی کوشش ہے کہ مرد ٹرینروں کے ذریعے افغان لڑکیوں کو تربیت دی جائے تاکہ افغانستان میں یہ نئی ثقافت رائج ہو جائے۔

گیلپن افغانستان میں مختلف منصوبوں پر کام کر رہی ہے جس کا اصل محور خواتین کے حقوق سے وابستہ ہے۔ ان منصوبوں پر کام امریکا اور اقوام متحدہ کی نگرانی ہوتا ہے۔ ان منصوبوں میں سے ایک Mountain to Mountain سائیکل چلانے کا منصوبہ ہے۔

2012 میں جب انہیں معلوم ہوا کہ افغانستان میں مرد سائیکلنگ کرنے والوں کی ایک ٹیم ہے۔ تو انہوں نے کوچ سے مذاکرات کر کے دس سے بیس اور پچیس برس کی لڑکیاں بھی ڈھونڈ لیں اور ان سے مل کر اس منصوبے پر کام شروع کر دیا۔ یہ لڑکیاں اب کابل کے گلی کوچوں میں تنگ لباس میں گروپ شکل میں سائیکل چلاتی نظر آتی ہیں۔

شینن کا خیال ہے کہ افغانستان دنیا کے ان ممالک میں سے ہے جہاں خواتین کے ساتھ بہت زیادہ ظلم ہوتا ہے اور خاتون کی آواز نہیں سنی جاتی۔ ان کا کہنا ہے کہ افغان خواتین اگر آزادی چاہتی ہیں تو سائیکل چلانا شروع کر دیں۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا اجتماعی انصاف کے لیے سائیکل چلانا ایک بنیادی حق بن سکتا ہے؟

کیا ایسے منصوبے جو افغانی اور اسلامی جذبات کے خلاف ہوں خواتین کے بنیادی حقوق بن سکتے ہیں؟

اصل بات یہ ہے کہ پہلے ایک فرد کو یہ سمجھنا چاہیے کہ ہم اپنے آپ کو پہچانیں اور یہ سمجھ لیں کہ کون سے حقوق کن حدود میں رہ کر حاصل کر سکتے ہیں۔ اس لیے سب سے اہم مسئلہ تعلیم ہے۔

شینن گیلپن اور اس طرح کی دیگر خواتین کو یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ بنیادی مشکلات جن کا افغان خواتین کو سامنا ہے وہ تعلیم کا حق ہے۔ جب تک ایک خاتون تعلیم سے آراستہ نہیں ہوگی سائیکل چلانے، چست لباس پہننے یا آہنی جیکٹ پہننے سے انہیں حقوق حاصل نہیں ہوں گے۔

جب تک معاشرے کے ایک فرد کو تعلیم نہیں ملے گی وہ صحیح اور غلط کے درمیان فرق نہیں کر سکے گا۔ وہ یہ کیسے جان سکتا ہے کہ اس کے حقوق کیا ہیں۔ کتنا اچھا ہوتا اگر سائیکل کی جگہ افغان خواتین کو تعلیم کی سہولیات دی جاتیں۔ مگر شینن گیلپن یہ کام کبھی نہیں کرے گی کیوں فیمنسٹوں کا مقصد ایک معاشرے کو ترقی دینا نہیں بلکہ معاشرے کے تمام افراد کے درمیان فاصلوں کو کم کرنا ہے اور بس۔

دوسرا مسئلہ ایک معاشرے کا دوسرے معاشرے پر اپنے اصولوں کو مسلط کرنا ہے۔ امریکی معاشرے میں عورت کا کردار اور عورت کے کام افغانستان کی بنسبت الگ ہے۔ افغان معاشرہ مسلم معاشرہ ہے اور امریکی معاشرہ ایک غیر مسلم معاشرہ ہے۔ ایک غیر مسلم معاشرے کا مسلم معاشرے میں مداخلت اور ان کے دینی اور قومی اقدار کا خیال رکھے بغیر کام کرنا افغانوں کے لیے قابل برداشت نہیں۔

امریکی معاشرہ ایسا معاشرہ ہے جہاں ہر دو منٹ بعد ایک بے گناہ عورت پر جنسی تشدد ہوتا ہے۔ خود شینن گیلپن اس زیادتی کا شکار ہو چکی ہے۔

یہ فیصدی افغانستان میں الحمدللہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ شینن گیلپن افغان خواتین کو بھی امریکی خواتین کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ افغانستان ایک ایسا ملک ہے جہاں عمومی طور پر خواتین بہت سی نعمتوں سے بہرہ ور ہیں۔ افغان خواتین کو ماں، بہن بیوی اور بیٹی کی حیثیت سے الگ الگ حقوق حاصل ہیں۔ مثال کے طور پر افغانستان میں ایک ماں کا احترام کرنا اور اس کی خدمت کرنا اولاد کے لیے ثواب اور فخر کی بات ہے مگر امریکی معاشرے میں ماں باپ فقط بڑھاپے میں مخصوص احترام کے حق دار ہوتے ہیں جو اسلامی معاشرتی اقدار کے مقابلے میں ہیچ ہے۔ اور بھی اس طرح کی بے شمار مثالیں ہیں جو ہمیں بتاتی ہیں کہ افغان خواتین ایسی نہیں ہیں جس طرح یورپی یا امریکی سمجھتے ہیں۔

آئندہ قسط میں ہم کوشش کریں گے گیلپن اور دیگر فیمنسٹوں کے ان منصوبوں سے بھی پردہ اٹھائیں جو وہ فیمنزم کی اشاعت کے لیے تشکیل دے رہے ہیں۔ ان سرویز اور ویب سائٹس کے حوالے سے بھی بات کریں گے جو انہوں نے اسی کام کے لیے شروع کیے ہیں۔

اسلامی امارت کی اہمیت

قاری محمود غزنوی

مسلمانوں پر امیر اور امام کا تقرر واجب ہے۔ اپنی بیعت کے ذریعے امام سے وفاداری اور کامل اطاعت وفرمانبرداری کی ضمانت دیں گے زحمت اور راحت ہر وقت فرمانبرداری کریں گے۔ اپنی بیعت پوری کریں گے اور بیعت توڑیں گے نہیں۔

اس مختصر مضمون میں کوشش کریں گے شریعت کی روشنی میں امام کی ضرورت، بیعت کی اہمیت، خلیفہ، امام اور امیر کے درمیان فرق، ایک امیر کے مقابلے میں دوسرے کا اٹھنا، بیعت کا توڑنا گناہ اور جانی وبال کی تشریح کریں گے۔

آج کل کچھ لوگ اپنے مزاج اور مرضی سے شرعی لحاظ سے خلافت، امامت اور امارت کے مترادف الفاظ کو الگ الگ معنوں میں استعمال کرتے ہیں اور ان کے درمیان درجہ بندی کرتے ہیں۔ مگر شرعا یہ تینوں مترادف الفاظ ہیں اور ایک خاص شرعی حکومت اور امارت پر دلالت کرتے ہیں۔ الخلافہ نامی کتاب جو چوتھی صدی ہجری میں لکھی گئی ہے اس کی تشریح یوں کرتے ہیں:

التعریف بالخلافة: الخلافة، والإمامة العظمى، وإمارة المؤمنين، ثلاث كلمات معناها واحد، وهو رئاسة الحكومة الإسلامية الجامعة لمصالح الدين والدنيا. تشریح: یعنی خلافت، بڑی امات اور مومنوں کی امارت تین کلمے ہیں مگر معنی ایک ہے۔ جو ایک اسلامی حکومت اور نظام کو کہتے ہیں۔" اور چلانے والے کو خلیفہ، امام اور امیر کہتے ہیں۔

امیر کے تقرر کی اہمیت:

اس میں شک نہیں کہ پوری امت، اہل سنت والجماعت اور دیگر جماعتیں اس بات پر متفق ہیں کہ امام کا تعین مسلمانوں پر کئی دلائل کی بنا پر واجب ہے۔

اول: اجماع یعنی صحابہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ امیر کا تعین واجب ہے۔ اسی لیے انہوں نے امارت کا مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین سے مقدم رکھا۔

دوم: امارت کے بغیر شرعی احکام کا نفاذ ممکن نہیں جیسے اقامۃ حدود، چوروں اور ڈاکوؤں کا خاتمہ اور دیگر بہت سی خرابیاں ہی جن کا تعلق نظام کی حفاظت سے ہے۔

سوم: اس کے ذریعے مسلمانوں کے مفادات کا تحفظ اور نقصانات کا ازالہ ممکن ہوتا ہے۔ اور یہ اجماعا واجب ہے۔

چہارم: کتاب اور سنت میں امیر کی اطاعت کے وجوب کا حکم جو بار بار آیا ہے یہ حکم امیر کے وجود کے وجوب کا تقاضا کرتا ہے۔

أجمع سلف الأمة، وأهل السنة، وجمهور الطوائف الأخرى على أن نصب الإمام - أي توليته على الأمة - واجب على المسلمين

بیعت کی اہمیت:

جس طرح امام کا تعین واجب ہے اسی طرح امام کے ہاتھ پر بیعت بھی ضروری ہے۔ کیوں کہ امام اور بیعت لازم وملزوم ہیں۔ اس لیے جو دلائل امام کے تعین کے ہیں وہی بیعت کی ضرورت کے بھی دلائل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من مات وليس في عنقه بيعة مات ميتة جاهلية' رواه مسلم من حديث لابن عمر مرفوعا وفيه قوله [صلى الله عليه وسلم] له ' تلزم جماعة المسلمين وإمامهم'

اسی طرح حدیث شریف سے بھی امام کا وجوب معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی کہ امام سے بیعت کی جائے۔ جو بھی اس حال میں مرا کہ اس نے امیر کی ہاتھ پر بیعت نہیں کیا تھا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ دوسری جگہ فرمایا مسلمانوں کی جماعت اور امام کے ساتھ رہو

امیر کی اطاعت اور بیعت پر وفاداری:

پہلے قدم میں تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ امام سے بیعت ہوں۔ جس طرح آگے حدیث سے معلوم ہوگا۔ دوسرے قدم پر مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنی بیعت پوری کریں۔ امیر کی اطاعت اور فرمانبرداری زندگی کے آخری لمحے تک یا اس وقت تک جب تک معصیت کا حکم نہ دیں کریں گے۔ اس حوالے سے بہت سی آیات اور احادیث آئی ہیں جن میں امیر کی اطاعت کو لازم قرار دیا گیا ہے۔ اس کے حکم سے عدولی گناہ اور بہت بڑا جرم ہے۔ اگرچہ اس کی جانب سے آپ کو صدمہ اور تکلیف پہنچے پھر بھی صبر کرو اس کے خلاف خروج کی اجازت نہیں ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " إن استعمل عليكم عبد حبشي، ما قادكم بكتاب الله عز وجل، فاسمعوا له وأطيعوا"

عن ابن عمر، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " السمع والطاعة على المرء المسلم فيما أحب وكره، إلا أن يؤمر بمعصية فإذا أمر بمعصية، فلا سمع ولا طاعة"

عن ابن عباس، عن النبي صلى الله عليه وسلم: " من رأى من أميره شيئا يكرهه فليصبر، فإنه ليس من أحد يفارق الجماعة قيد شبر فيموت إلا مات

میتة جاهلية"

امیر کی اطاعت ہونی چاہیے، اگرچہ وہ کالا حبشی ہی کیوں نہ ہو۔ امیر کی اطاعت سے ایک بالشت دوری دنیا اور آخرت کی تباہی ہے اور یہ کہ اس کی بیعت کی وفاداری ہونی چاہیے۔ اور یہ کہ بیعت کو کھیل نہ بنایا جائے کہ آج ایک سے بیعت ہو اور کل دوسرے سے۔

وفی حديث أبی هريرة عن النبی صلى الله عليه وسلم : " فوا ببيعة الأول فالأول "

عَنِ النَّبِیِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ : كَانَ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِیٌّ خَلَفَهُ نَبِیٌّ، وَإِنَّهُ لا نَبِیَّ بَعْدِی، وَسَيَكُونُ خُلَفَاء فَيَكْثُرُونَ، قَالُوا : فَمَا تَأْمُرُنَا ؟ قَالَ : فُوا بِبَيْعَةِ الأَوَّلِ فَالأَوَّلِ ، أَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ ، فَإِنَّ اللَّهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ.

امیروں کی کثرت:

اگر کسی خطے میں مسلمانوں کے یا کئی امیر ہوں اور ہر ایک کے ساتھ کثیر تعداد میں لوگ بیعت ہوں کسی کو اولیت کا حق نہ ہو اور ان کے شرعی صفات میں بھی فرق نہ ہو۔ ہر ایک کو تسلط بھی حاصل ہو ایسے وقت میں ان کی ایک دوسرے سے جنگ ہو جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے وقت کو فتنہ قرار دیا ہے۔

وأما الحالة الثانية: حيث يفترق الناس على إمامين، ويكثر العدد فی كل فريق من الجهتين، ويُشْكل الأمر، ويجلّ الخطب، فذلك حين قيح الفتن؛ فالواجب عند ذلك الكفُّ، والتوقف عن كل فريق، وطَلبُ السلامة لدينه، بالاعتزال والفرار عن الفتنة، خرَّج مسلم عن أبی بَكْرَة: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «إذا تواجه المسلمان بسيفيهما؛ فالقاتل والمقتول فی النار»، قال: فقلت -أو قيل-: يا رسول الله، هذا القاتل، فما بال المقتول؟ قال: «إنه قد أراد قتل صاحبه».

ایسے وقت میں جان کی حفاظت اور غیر جانبدار ہونا ضروری ہے۔ کسی فریق کا ساتھی نہیں ہونا چاہیے۔ اپنے دین اسلام کی حفاظت کے لیے فتنے سے دور کہیں بھاگ جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب دو مسلمان ایک دوسرے کے خلاف تلوار اٹھالیں تو قاتل اور مقتول دونوں آگ میں ہوں گے۔ راوی کہتا ہے میں نے پوچھا یارسول اللہ قاتل تو ٹھیک ہے مقتول کا گناہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: اس نے اپنے مقابل کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔

ایک امارت کی موجودگی میں دوسرے سے بیعت:

اگر ایک خطے میں امارت یا خلافت موجود ہو اور مسلمانوں نے اس کی بیعت کی ہو پھر کوئی دوسرا شخص اٹھے اور امارت یا خلافت کا دعوی کرے یا کسی اور امیر یا خلیفہ کے لیے بیعت کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حوالے سے دوٹوک الفاظ کہے کہ دوسرے امیر یا خلیفہ کو قتل کر دیا جائے۔

عَنْ أَبِی سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- :« إِذَا بُويِعَ لِخَلِيفَتَيْنِ فَاقْتُلُوا الآخِرَ مِنْهُمَا ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِی الصَّحِيحِ عَنْ وَهْبِ بْنِ بَقِيَّةَ.«إذا بويع لرجلين فاقتلوا الآخر منهما»

قَالَ النَّبِیُّ - صلى الله عليه وسلم -: مَنْ جَاءَ إِلَى أُمَّتِی وَهُمْ جَمِيعٌ، فَأَرَادَ أَنْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَهُمْ، فَاقْتُلُوهُ، وَقَالَ مَرَّةً: فَاضْرِبُوهُ بِالسَّيْفِ.

عن عبدالله بن عمرو بن العاص قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «... ومن بايع إماماً، فأعطاه صفقة يده، وثمرة قلبه، فليطعه إن استطاع، فإذا جاء آخر فنازعه؛ فاضربوا عنق الآخر».

عن النبی صلى الله عليه وسلم يقول (إنها ستكون هنات وهنات فمن أراد أن يفرق أمر هذه الأمة وهم جميع فاضربوا رأسه بالسيف كائنا من كان)

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی میری امت میں اس حال میں آئے کہ وہ متحد و متفق ہوں ایک امیر کے ہاتھ پر بیعت کی ہو مگر یہ شخص ارادہ کرے کہ اپنی امارت کا دعوی کرے یا کسی اور شخص سے بیعت کا اعلان کرے۔ تاکہ سابقہ اتحاد کو خراب کرے۔ اختلاف ہو جائے، ان کے درمیان اختلاف آجائے تو تم لوگ ایسے شخص کو مار ڈالو، راوی دوبارہ کہتا ہے اسے تلوار سے مارو تاکہ فتنہ ختم ہو جائے۔

وقال عمر حين قالت الأنصار : " منا أمير، ومنكم أمير : سيفان فی غمد واحد إذا لا يصلحان" بيهقی

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ سے انصار نے کہا: ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور دوسرا تم میں سے، تو حضرت رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ایک نیام میں دو تلوار نہیں سما سکتے۔

عن أبی هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «مَن خرج من الطاعة، وفارق الجماعة، ثم مات؛ مات ميتةً جاهلية، ومن قتل تحت راية عمية، يغضب للعصبة، ويقاتل للعصبة؛ فليس من أمتی، ومن خرج من أمتی على أمتی، يضرب بَرَّها وفاجرها، لا يتحاشى من مؤمنها، ولا يفی لذی عهدها؛ فليس منِّی».

قوله: «تحت راية عميَّة»، أی: فتنة وجهالة، كأنه مأخوذ من العمى، قال فی «مختصر العين»(٥): العُمِّيَّة والعِمِّيَّة: الضلالة، يقال: قتل فلان عِمِّياً، وهی فَعيلةٌ وفِعلى: من العمى.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص امیر کی اطاعت سے نکل جائے یعنی بیعت توڑ دے، جماعت چھوڑ دے پھر مر جائے تو یہ شخص جہالت کی موت مرا۔ اور جو شخص ضلالت اور گمراہی کے لیے لڑتا ہے اور جو شخص تعصب کے جھنڈے تلے لڑتا ہے وہ میری امت میں سے نہیں۔ میری امت میں سے جس نے میرے امتیوں پر تلوار اٹھائی اور نیک و بد دونوں کو مارا، نہ مومنوں سے اس کو حیا آئی اور نہ اپنے مالک سے کیے ہوئے عہد کی وفاداری کی وہ مجھ سے نہیں۔ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں)

جہاد فروشوں کا ردعمل

تحریر: ہمدرد

مخلوط حکومت کے چیف ایگزیکیٹو نے امریکی فوج کے اس آپریشن پر تشویش کا اظہار کیا ہے جس میں صوبہ پروان میں جمعیت اسلامی کے اہم رہنما کے گھر پر حملہ کیا گیا اور اسلحہ ڈپو کو نشانہ بنایا گیا، کہا جاتا ہے کہ چھاپے میں کسی کو جانی نقصان نہیں پہنچا تاہم اسلحہ ڈپو تباہ ہوا اور کچھ مکانات کو نقصان پہنچا، عبداللہ عبداللہ نے اس لئے شدید ردعمل کا اظہار کیا کہ ان کے مطابق ،ایک مجاہد کے گھر پر حملہ کیا گیا جو مجاہدین کے لئے ناقابل برداشت ہے، عبداللہ کا کہنا ہے کہ کسی کو اجازت نہیں دیں گے کہ مجاہدین کے لئے مسائل پیدا کرے یا ان کے گھر کی تلاشی لے۔

امریکی فوج نے افغانستان میں 14 سال سے درندگی کی حکمت عملی اپنا رکھی ہے، نہتے لوگوں کے گھروں پر چھاپے مارنا، کتوں کے ذریعے تلاشی لینا اور بمباری کرنا ان کا معمول تھا، ہزاروں مسلمانوں کو ہلاک کردیا گیا، ہزاروں کی تعداد میں مظلوم انسانوں کو جیلوں میں ڈال کر وحشت کی نئی داستان رقم کی گئی، امریکی فوج نے خواتین اور مردوں کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا، افغانوں کی لاشیں جلادیں ،لاشوں پر پیشاب کیا، ان کی توہین کی گئی، امریکی فوج نے افغانستان میں کیمیاوی ہتھیاروں کا استعمال کیا، گاؤں ملبے میں دب گیا، لیکن عبداللہ عبداللہ اور ان کے حامی خاموش تھے، کیونکہ جو لوگ امریکی بمباری کا نشانہ بن رہے تھے، جو لوگ جیلوں میں زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا تھے، اور جو لوگ امریکی فوج کے المناک مظالم سہہ رہے تھے ،وہ عبداللہ کی طرح امریکی غلامی کے لئے تیار نہ تھے۔

عبداللہ نے اس واقعہ پر شدید ردعمل ظاہر کیا لیکن وہ اس وقت خاموش تھا جب قندھار کے پنجوائی میں امریکی فوجی نے 17 شہریوں کو گولیوں سے بھون ڈالا، جن میں عورتیں اور بچے شامل تھے، امریکی فوجیوں نے ظلم اور وحشت کی انتہا کردی، پہلے اندھا دھند فائرنگ کرکے 17 نہتے شہریوں کو خون میں نہلادیا پھر انہیں آگ لگادی گئی، عبداللہ اور ان کے ساتھی اس وقت خاموش تھے جب امریکی فوج نے شینڈنڈ میں فوجی آپریشن کرکے گاؤں کو ملبے کا ڈھیر بنادیا جس میں درجنوں خواتین اور بچے ہلاک ہوئے، عبداللہ اور نام نہاد مجاہدین اس وقت کیوں خاموش تھے جب امریکی فوج نے صوبہ پکتیکا میں بچوں سے سر کٹا کر درندگی کی نئی شرمناک تاریخ رقم کی گئی، زندہ لوگوں کو کنویں میں ڈال دیا گیا، اور خواتین کی عصمت دری کی گئی، عبداللہ اور اس کے جہادی دوست نے اس وقت کیوں چپ کا روزہ رکھا جب پکتیا میں امریکی فوجیوں نے نماز جنازہ پر بمباری کرکے درجنوں نہتے شہریوں کو خون میں نہلادیا، عبداللہ اور اس کے غدار دوست اس وقت کہاں تھے جب امریکی افواج نے صوبہ فراہ میں شادی کی تقریب پر فضائی حملہ کیا اور دو سو سے زائد افراد کو شہید اور زخمی کردیا، عبداللہ اور اس کے مزدور دوست اس وقت کیوں خاموش تھے جب امریکی فوج نے صوبہ کنڑ میں مکمل گاؤں کو ملیامیٹ کردیا گیا، عبداللہ اور اس کے مکار دوست اس وقت کیوں خاموش تھے جب امریکی وحشی افواج نے صوبہ لغمان میں معصوم بچوں اور خواتین کے پرخچے اڑادیئے تھے، عبداللہ اور اس کے حامی اس وقت کیوں خاموش تھے جب امریکی فوج نے صوبہ میدان وردگ میں مسجد پر حملہ کیا اور بڑی تعداد میں نمازیوں کو شہید کردیا گیا، عبداللہ اور اس کے دوستوں نے اس وقت کیوں خاموشی اختیار کی تھی جب امریکی فوجیوں نے صوبہ میدان شہر میں شہریوں کو زندہ دفن کردیا گیا، عبداللہ اور اس کے حامی اس وقت کیوں خاموش تھے جب جرمن فوج نے صوبہ قندوز میں سویلین آبادی پر بمباری کی اور 150 عام شہریوں کو شہید کردیا گیا، اسی طرح عبداللہ اور اس کے ساتھی امریکی اور نیٹو افواج کے ہزاروں دیگر جرائم پر کیوں خاموش بیٹھے ہوئے ہیں جن کا ارتکاب وہ 14 سال سے افغانستان میں کررہے ہیں۔

لیکن عبداللہ عبداللہ نے اپنی پارٹی کے رہنما کے گھر پر حملے اور اسلحہ ڈپو تباہ کرنے پر سخت ردعمل کا اظہار کیا، جیساکہ ہزاروں معصوم لوگوں کا قتل اور ہر قسم غیر قانونی کارروائیاں امریکی افواج کے لئے جائز ہیں اور یہ کارروائی ناجائز، اس کے ردعمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ امریکی فوجیوں کی پہلی کارروائی تھی۔

ڈاکٹر عبداللہ اور اس کے جہاد فروشوں نے نہ صرف امریکہ کے جرائم پر چپ کا روزہ رکھا تھا بلکہ اس کے ساتھ ہر قسم تعاون کررہے تھے، امریکی کارروائیوں پر انہیں خراج تحسین پیش کررہے تھے اور ان کے جواز کے بارے میں دلائل پیش کررہے تھے لیکن افغان عوام مجاہدین اور جہاد فروشوں کو اچھی طرح جانتے ہیں، ان میں تمیز کرسکتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ خود کو مجاہدین کہنے والوں نے امریکہ کے ساتھ سیکیورٹی معاہدہ کیا اور اس کی حمایت کی، افغان عوام جانتے ہیں کہ انہوں نے امریکہ کے ساتھ اجرتی قاتلوں کا کردار ادا کیا اور ڈالروں کے بدلے اس کے لئے جاسوس بن گئے، اس لئے کہ وہ مزید جہاد اور مجاہد کے نام پر پیداوار نہیں کرسکتے اور اللہ کی مدد سے جلد ان جہاد فروشوں کا کڑا محاسبہ کریں گے۔

اروزگان: عزم آپریشن میں 130 چیک پوسٹیں فتح ہوگئیں۔

حبیب مجاہد

اروزگان افغانستان کے مرکزی صوبوں میں سے ہے۔ جس کے مشرق میں غزنی اور زابل کا ایک حصہ، شمال میں دایکنڈی، مغرب میں ہلمند اور جنوب میں قندہار صوبہ زابل کا مضافاتی علاقہ واقع ہے۔

اروزگان کا مرکز ترین کوٹ کا شہر ہے ۔اس کا رقبہ 12640 مربع کلومیٹراور آبادی چارلاکھ کے قریب ہے۔

اروزگان ایک پہاڑی علاقہ ہے، افغانستان کے حالیہ انقلابات میں اس کا اہم کردار رہاہے۔ امریکا کی قیادت میں بنائی جانے والی کابل انتظامیہ کی تاسیس کا کام بھی یہیں سے شروع ہوا تھا ۔حامد کرزئی جسے بعد میں امریکانے نئی انتظامیہ کا صدر بنادیا تھا اس نے بھی امارت اسلامیہ کے خلاف اپنے کام کا آغاز یہیں سے کیا تھا۔

جہاد کے گذشتہ سالوں میں باوجود اس کے کہ اروزگان میں مجاہدین موجود تھے۔ مگر دشمن کی بہت زیادہ توجہ اور فعال کردار کے باعث اس علاقے مجاہدین کی تحریک بہت کمزور تھی اور حالات دشمن کے کنٹرول میں تھے۔ گذشتہ ایک دہائی میں دشمن نے اروزگان کے مراکزی کی طرح اکثر مضافاتی علاقے، زمینیں، عوامی آبادی کے علاقے اور دروں پر بھی کنٹرول حاصل کرنے کی کوشش کی۔ کافی حد تک یہ مقصد مقامی پولیس اور اربکیوں کی تشکیل کے ذریعے پورا کیا گیا۔

اس سال عزم آپریشن میں دیگر مقامات کی طرح اروزگان میں بھی قابل ذکر کامیابیاں ملیں ۔اس آپریشن کے نتیجے میں جیسا کہ بدخشان، قندوز، بغلان، فاریاب، فراہ اور دیگر بہت سے علاقوں میں طاقت کا توازن بگھڑ چکا ہے اور مجاہدین فیصلہ کن کامیابیوں کے موڈ میں ہیں۔ اروزگان میں بھی ایسی تبدیلیاں آئی ہیں۔ بہت سے علاقے دشمن کے وجود سے پاک ہوچکے ہیں۔ اور مجاہدین کا اقتدار اس پر مضبوط ہوچکا ہے۔

اس سال اروزگان میں دشمن پر سب سے پہلا اور کامیاب وار اس صوبے کے طاقتور پولیس چیف مطیع اللہ خان کا خاتمہ تھا۔ مطیع اللہ خان کے امریکیوں سے براہ راست رابطے تھے۔ مسلح افراد کا اس کا اپنا خاص گروپ تھا جو گذشتہ تیرہ سالوں سے اروزگان کا بے تاج بادشاہ تھا۔ یہاں تک کہ صوبائی گورنر اور تمام متعلقہ افسران وغیر کا تقرر اس کی مرضی سے ہوتا تھا ۔اس سال کے اوائل میں کابل میں مجاہدین کے ایک حملے میں نشانہ بن کر ہلاک ہوگیا۔

مطیع اللہ خان کی ہلاکت سے اروزگان میں دشمن کے مورال پر بہت برا اثر پڑا۔ دشمن کا حوصلہ اس وقت بالکل صفر درجے تک آگرا جب اس کا جانشین اور اروزگان کے پولیس کا نیا سربراہ بھی مجاہدین کے حملے میں ہلاک ہوگیا۔ ان شدید متاثر کن حملوں میں مجاہدین نے اروزگان دہراوود، چہار چینو، خاص اروزگان اور دیگر علاقوں میں دشمن پر گروپ حملے کیے۔ اس کے ساتھ ساتھ دعوت وارشاد کے پروگرام کے دشمن کی صف میں شامل افراد کو دعوت دی کہ وہ مقابلے سے دستبردار ہوجائیں اور مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈالدیں۔

اس طرح کی چند کوششوں کے نتیجے میں ان اضلاع میں مجاہدین نے قابل ذکر کامیابیاں حاصل کیں۔ صوبہ اروزگان کے میڈیا ترجمان محمد آصف کے بقول عزم آپریشن کے آغاز سے اب تک اروزگان میں مجاہدین نے 130 چیک پوسٹیں فتح کیں۔ اور اضلاع کے تقریبا تمام مضافاتی علاقے دشمن کے وجود سے پاک کردیے۔

ان آپریشنوں کے نتیجے میں ایسا بھی ہوا ہے کہ مجاہدین نے ایک چیک پوسٹ پر جنگ کی ہو اور دیگر چیک پوسٹوں کے اہلکار خود بخود فرار ہوگئے۔ اس طرح کی کاروائیوں میں صرف دہراوود میں مجاہدین نے 27 چیک پوسٹیں فتح کیں۔ جس میں سپینی کیمپ کے جیسے بڑے اور پختہ مراکز بھی شامل ہیں۔ ضلع چہار چینو جو حکومتی اعتبار سے دو اضلاع شہید احساس اور خارخوردی میں تقسیم کیا گیا ہے یہ ضلع، ضلع خارخوردی کے مرکز کے علاوہ مکمل طور پر اربکیوں کے وجود سے پاک ہوگیا ہے۔ اور عنقریب انشاء اللہ محصور مرکز بھی فتح ہوجائے گا۔

اروزگان کے دیگر اضلاع جیسے چنارتو، چورہ اور شہید احساس میں بھی دشمن کے بہت سی چیک پوسٹیں قبضہ کرلی گئی ہیں۔ ان کاروائیوں میں مجاہدین نے سینکڑوں کی تعداد میں ہلکا اور بھاری اسلحہ اور اہم وسائل حاصل کرلیے ہیں۔

اروزگان کی پیش رفت میں جہاں بڑا کردار گروپ حملوں کا تھا اس کے ساتھ ساتھ دعوت وارشاد پروگرام بھی انتہائی موثر اور کامیاب رہا۔ گذشتہ چند مہینوں میں اروزگان میں ہتھیار ڈالنے والے فوجیوں کی تعداد 200 سے زیادہ ہے۔ جس میں خاص اروزگان سے تعلق رکھنے والے کمانڈر شمس اللہ جیسا اہم کمانڈر بھی شامل ہے۔ دشمن کے فوجیوں کے ہتھیار ڈالنے کی وجہ سے دشمن کی صفوں میں وسیع پیمانے پر گھبراہٹ پھیل رہی ہے جو جہادی فتوحات کی کامیابی کا باعث بن رہا ہے۔

اروزگان کی فتوحات اور مرکزی افغانستان کے اس نقطے میں جہادی کامیابیوں کے باعث جہادی صف کو کافی خوشخبریاں ملی ہیں۔ اسی لیے مجاہدین اس صوبے کی مرکزی اور اسٹریٹجک محل وقوع سے فائدہ اٹھاکر دیگر علاقوں پر بھی قبضہ کرسکتے ہیں۔

تحریر: اسامہ وزیروال

ظالم! تو نے کیا نخرے کئے

افغانستان میں صلیبی استعمار کے خلاف جنگ کی تاریخ مختصر نہیں بلکہ استعماری قوتوں کی یہاں آمد کے چودہ برس مکمل ہوچکے ہیں، انہوں نے بڑی دلیری سے امارت اسلامیہ کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرکے ایک اسلامی ملک پر اپنا تسلط قائم کیا۔

امریکی قیادت میں نیٹو افواج نے یلغار کے دوران افغان عوام کو وحشت کا نشانہ بنایا کئی سالوں سے ان پر مظالم ڈھائے جانے کا سلسلہ جاری ہے، ان کے اثاثہ جات کو لوٹ لیا گیا، تعمیر کے نام پر لوٹ مار کی گئی، خواتین کے حقوق کے نام پر ان کی عصمت دری کی گئی اور کتوں سے انسانیت کی تذلیل کی گئی۔

لیکن الحمد للہ استعماری قوتوں کا غرور چند مجاہدین نے خاک میں ملادیا۔ ان کے اربوں مالیت کے قیمتی ٹینکوں کو طالبان نے تیل کے زرد ڈبوں سے بنائے گئے بموں سے اڑا کر تباہ کردیا اور جدید ٹیکنالوجی کے اسلحہ سے لیس فوجیوں کی چیخیں آسمان میں سنی گئیں۔

اس لڑائی میں امریکیوں نے طالبان کے خلاف جنگ کے تمام حربے استعمال کئے لیکن نتائج سے وہ خود مایوس ہوگئے۔

حقانی نیٹ ورک اور تورہ بورہ کو الگ الگ نام سے اعلان کیا گیا، کامیاب آپریشن کی نسبت ان کی طرف کرکے ان میں اختلافات پیدا کرنے کی ناکام کوشش کی گئی، تاکہ دیہی علاقوں میں طالبان کے درمیان یونٹوں کی سطح پر اختلافات پیدا کریں، نوجوانوں اور مجاہدین کو آپس میں باہم متصادم کریں اور وہ دور سے ان کا نظارہ کریں۔

ہر سال مزاحمت میں تیزی آرہی تھی اور طالبان کی صفوں میں نظم وضبط مستحکم ہوا، نفاق اور اختلاف کی کوئی جھلک نظر نہیں آئی اور ہر مجاہد اتحاد کے لئے کوشاں تھا، حال ہی میں ایسا بھی دیکھا گیا کہ پرانے دو حریف کمانڈروں جن کے درمیان شدید اختلافات موجود تھے، نے متحد ہوکر آخری سال میں دشمن پر تابڑ توڑ حملے کئے، تاکہ ملک کو مغربی استعمار سے کے ناپاک وجود سے پاک کریں لیکن بدقسمتی سے ہماری تمام امیدیں دم توڑ گئیں، ہمارے بہت سارے دلیر ساتھی مایوس ہوگئے کہ کس طرح ان ساتھیوں کے خلاف ہتھیار اٹھائیں جو تیرہ سال تک ہمارے ساتھ شانہ بشانہ ایک مورچے میں دشمن کے خلاف لڑتے تھے۔ کیسے ان لوگوں کے خلاف ہتھیار اٹھالیں جو تیرہ سال تک ان کے حکم پر صلیبی قوتوں کی کھوپڑیاں اڑاتے رہے اور مغرور قوتوں کو اپنے خون میں نہلاتے رہے۔

اسی طرح ایک مایوس دوست نے کہانی سنائی کہ جس وقت طالبان کا نام لینا بھی جرم تھا، اس وقت وہ رات کو کسی موم بتی کی روشنی میں بم بنا رہے ہوتے تھے۔ اگلے دن رات گئے ہم باہر نکلتے تھے، ہمارے پاس بندوق ،کلاشنکوف سمیت کوئی اسلحہ دستیاب نہیں تھا، ایک ساتھی بم لے جاتا تھا

دوسرا ساتھی اس کے پیچھے جاتا تھا، رات کی تاریکی میں بم نصب کرتا تھا اور پھر چند دن انتظار کے بعد امریکی فوجیوں کے قافلے پر ریموٹ کے ذریعے ٹینک پر دھماکہ کرتا تھا، ہم خوشی سے ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے تھے۔ آج وہی دوست میرے خلاف کھڑا ہے مجھے مرتد کہہ کر قتل کر رہا ہے

اور خود کو غازی سمجھ رہا ہے۔ امریکیوں کے لئے یہ اہم نہیں ہے کہ داعش کے جنگجو مر رہے ہیں یا طالبان مر رہے ہیں، فقط مسلمان مر رہے ہیں، وہ لطف اٹھا رہے ہیں اور مزے کر رہے ہیں۔

طالبان اور داعش کے درمیان جنگ میں ہمت، شجاعت اور بہادری کے بلند مینار زمین بوس ہوگئے، جن کے سروں پر انعام مقرر کیا گیا تھا وہ آپس میں لڑ پڑے۔ ہم نے ایک دوسرے کی گردنیں مارنا شروع کر دیا، ہماری ہمت یہاں ختم ہوگئی، نقصان ہمارا ہوا اور فائدہ دشمن کو پہنچا، دنیا میں ایک، ایک مجاہد نشانہ بن رہا ہے، ایک، ایک مجاہد کے قتل کے لئے بھاری لاگت کے اخراجات برداشت کر رہے ہیں، تبلیغی حضرات پر کوئی بمباری نہیں کرتا ہے، خانقاہوں میں بیٹھے لوگوں کو کوئی نہیں چھیڑتا، رمضان المبارک میں کفار کی تباہی کے لئے بددعا کرنے والا قتل نہیں کیا جاتا لیکن وہ شخص رات کی تاریکی میں بھی قتل کیا جاتا ہے جو جہاد کا نام لیتا ہے اور محکوم مسلمانوں کی نجات کا واحد ذریعہ جہاد قرار دیتا ہے اور اس کا حل جہادی راستے میں تلاش کرتا ہے۔

وہ لوگ جنہوں نے دن رات ایک کر کے اسلام کی سربلندی کے لئے اپنا سر ہتھیلی پر رکھا ہے وہ کیسے خلافت سے انکار کر سکتے ہیں، غدار اور باغی بن سکتے ہیں؟ کیا ان کا ضمیر انہیں اجازت دیتا ہے کہ جس مقصد کے لئے چودہ برس تک جدوجہد کی، آج اسی مقصد سے منحرف ہو جائیں۔

نہیں، کبھی نہیں، تاہم خلافت کے احیاء کے لئے نظریاتی اور شعوری طور اس کو سمجھنا ضروری ہے، مجاہدین کو قتل کرنے سے اجتناب کیا جائے تب خلافت کا قافلہ آگے لے جایا جا سکتا ہے۔

اگر ہم ابراہیم عواد البغدادی کی خلافت کا جائزہ لیں تو انہوں نے اب تک سویا دو سو شیعہ لوگوں کے علاوہ جتنے بھی لوگوں کو قتل کیا ہے وہ سارے مجاہدین ہی تھے، وہ مجاہدین جن کی شہادت پر امریکیوں نے سکھ کا سانس لیا۔ اگر بغدادی کا لشکر شام میں مداخلت نہ کرتا تو آج شام کے عوام آزاد اسلامی ملک میں زندگی گزار رہے ہوتے اور شام کے مجاہدین کو عراق میں جہاد کرنے کی فرصت ملتی تھی۔

جبہۃ النصرہ کے مجاہدین نے چیخ چیخ کر فریاد کیا کہ خدارا یہاں مداخلت نہ کریں، ہم نے بشار الاسد کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا ہے، یہاں سے فارغ ہو کر ہم آپ کی مدد کے لئے آئیں گے، عراق اور افغانستان دونوں ازاد کرائیں گے، اور مشترکہ خلافت کا اعلان کریں گے، لیکن بدقسمتی سے شیخ نے دنیا کے مجاہدین کو پسماندگی کی اس وادی میں دھکیل دیا جہاں سے نکلنے میں کئی سال لگ سکتے ہیں۔

فتدبروا یا اولي الابصار

تحریر: سید سعید

جنگی جرائم

(جون 2015)

4 جون (2015) کو صوبہ ننگرہار ضلع اچین کے علاقے پچی خوڑ میں ایک شہری (غلام نبی) کی کار گاڑی پر قابض افواج نے ڈرون حملہ کیا جس کے نتیجے میں وہ شہید ہوا اور گاڑی تباہ ہوگئی۔

4 جون کو صوبہ نورستان ضلع وانٹ وائیگل کے علاقے میں افغان فورسز نے ایک قبائلی رہنما (حاجی عبدالبصیر) کو طالبان کے ساتھ روابط رکھنے کے الزام میں شہید کر دیا۔

4 جون کو صوبہ پروان، ضلع سیاگر کے علاقے رحیم خیل میں سیکورٹی فورسز نے راکٹ داغا جو ایک گھر میں شادی کی تقریب پر لگا جس میں تین بچے شہید اور پانچ افراد زخمی ہوگئے۔

5 جون کو صوبہ خوست ضلع علیشیر میں بٹی کے مقام پر قابض دشمن کے ڈرون حملے میں 35 شہری شہید اور متعدد افراد زخمی ہوگئے، کہا جاتا ہے کہ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا کہ جب علاقے میں ایک قبائلی رہنما انتقال کر گیا تھا، اس کو دفن کرنے کے بعد لوگ اپنے گھروں کی طرف گاڑیوں میں جا رہے تھے کہ راستے میں جاسوس طیارے نے دو گاڑیوں پر مزائل گرائے، جس کے نتیجے میں یہ واقعہ پیش آیا، صوبہ خوست کے قبائل نے اس واقعہ کی شدید الفاظ میں مذمت کی اور واقعہ کی تحقیقات کرنے اور ملزمان کو قرار واقعی سزا دینے کا مطالبہ کیا انہوں نے ان تمام افواہوں کی تردید کی کہ اس حملے میں طالبان مارے گئے انہوں نے دعوی کیا کہ جاں بحق اور زخمی ہونے والے تمام افراد عام شہری تھے۔

5 جون کو صوبہ غزنی کے مرکز کے قریب نوغی گاؤں پر افغان فوجیوں نے مارٹر گولے داغے جو علاقے میں رحمت اللہ کی رہائش گاہ پر جا گرے، ان کے گھر میں شادی کی تقریب جاری تھی اس لئے زیادہ ہلاکتیں ہوئیں، عینی شاہدین نے کہا ہے کہ حملے میں سات افراد (احمد ولد شیر محمد، ذکی اللہ اور رفیع اللہ صلاح الدین کے بیٹے، میرزا خان ولد عبدالرحمن، امیر محمد ولد شیر آغا، سمیع اللہ اور اختر محمد) شہید اور دو افراد زخمی ہوگئے۔

5 جون کو صوبہ بدخشان ضلع جرم کے علاقے فرغامنج میں پولیس کی فائرنگ سے ایک شہری شہید ہوا۔

7 جون کو میڈیا نے یہ رپورٹ شائع کر کے دعوی کیا کہ صوبہ غزنی ضلع قرہ باغ کے مختلف علاقوں جرکنہ، کاکا اور اکبر قلعہ میں پولیس نے فصلوں اور باغات کو تباہ کر دیا اور دو سو خاندانوں کو علاقے سے نقل مکانی پر مجبور کر دیا ہے، مقامی لوگوں نے میڈیا کو بتایا ہے کہ سیکورٹی فورسز پر جب طالبان حملے کرتے ہیں تو اس کے بعد وہ مقامی لوگوں کو تنگ کرتے ہیں۔

8 جون کو صوبہ پکتیا ضلع نگہ کے علاقے ورسکی میں پولیس نے طالبان سے جھڑپ کے بعد تیس عام شہریوں حراست میں لیا۔

8 جون کو صوبہ غزنی ضلع اغزو کے قلعہ سعادت کے گاؤں میں فوجیوں نے اندھا دھند فائرنگ کر کے ایک خاتون کو شہید اور دو افراد کو زخمی کر دیا۔

9جون کوصوبہ بادغیس ضلع غورماچ کے علاقے محمد خان کاریز میں پولیس کی فائرنگ سے ایک شہری شہید اور ایک زخمی ہوا۔

13 جون کوصوبہ ہرات ضلع شنڈنڈ کے علاقے زوال میں فورسز کی فائرنگ سے 9افراد شہید اور 15زخمی ہوئے، ہرات کے سابق صوبائی کونسل کے رکن تورمحمد ظریفی نے کہا ہے کہ سیکیورٹی فورسز نے بغیر تحقیق کے لوگوں کے گھروں پر مارٹر گولے فائر کئے گئے ،اس واقعہ کے بعد لوگوں کی بڑی تعداد ضلعی گورنر ہاوس کے سامنے جمع ہر شدید احتجاج کیا اور مطالبہ کیا کہ واقعہ میں ملوث اہلکاروں کو فوری طور پر سزا دی جائے۔

13 جون کو مشرقی صوبے کنڑ کے ضلع وٹہ پور میں قراء کے مقام پر قابض افواج کے ڈرون حملے میں تین شہری (استاد عبد القدوس ودیگر دو افراد) شہید ہوگئے۔

14جون کوصوبہ قندوز ضلع امام صاحب کے علاقے تاشگذر میں فوجیوں نے ایک گھر پر راکٹ داغا جس کے نتیجے میں اس گھر میں کام کرنے والے چار افراد موقع پر شہید ہوئے۔

14جون کوصوبہ غزنی ضلع قرہ باغ کے علاقے شاغولی میں پولیس نے فائرنگ کرکے دو خواتین کو شہید اور ایک خاتون سمیت تین افراد زخمی ہوگئے، صوبائی کونسل کے رکن عصمت اللہ جامرادنے میڈیا کو بتایا ہے کہ مذکورہ واقعہ پولیس اہلکاروں کی فائرنگ کی وجہ سے پیش ہوا۔

14جون کوصوبہ فراہ ضلع پشترود کے مضافات میں فوجیوں کے راکٹ حملے میں ایک عورت شہید اور دو افراد زخمی ہوگئے۔

14جون کوصوبہ فراہ ضلع گلستان کے مضافات میں فورسز کی فائرنگ سے دو خواتین سمیت 5افراد زخمی ہوئے۔

14جون کوصوبہ زابل کے دارالحکومت قلات کے قریب سیجان گاؤں میں سیکورٹی اہلکاروں کے مارٹر حملے میں ایک گھر کے دو نوجوان شہید اور ایک شخص زخمی ہوا۔

15جون کوصوبہ کاپیسا ضلع نجراب کے علاقے افغانیہ میں سیکورٹی فورسز کے راکٹ حملے میں دو شہری شہید ہوگئے، ایک شخص زخمی ہوا اور کئی لوگوں کے مکانات بھی متاثر ہوئے۔

16جون کوصوبہ غور ضلع شیکوٹ کے علاقے نورک میں رینجرز نے جب ان کی گاڑی بارودی سرنگ میں تباہ ہوئی، مقامی لوگوں کے دس گھروں کو آگ لگادی گئی۔

17جون کوصوبہ زابل ضلع شاجوئی کے علاقے گاجوی میں فوجیوں نے ایک بم دھماکے کے بعد کئی افراد پر تشدد کیا اوران پانچ افراد کو حراست میں لیا۔

19جون کوصوبہ زابل ضلع شاجوئی کے بازار میں موٹرسائیکلوں کے ایک دکاندار کو شہید کردیا۔

20جون کوصوبہ کنڑ ضلع مروره کے مانوگی گاؤں میں سیکورٹی فورسز کے حملے میں ایک بچہ شہید اور تین بچے زخمی ہوئے ہیں۔

23جون کوصوبہ قندوز ضلع چہاردرہ کے علاقے خان رسول میں قابض افواج نے ایک مسجد پر ڈرون حملہ کیا جس کے نتیجے میں آٹھ بچے جو قران پاک کی تعلیم حاصل کرنے میں مصروف تھے، شہید ہوگئے۔

27جون کوصوبہ فاریاب ضلع گرزیوان کے علاقے مردیان میں پولیس کے حملوں میں چار مکانات تباہ اور ایک خاتون زخمی ہوگئی۔

28جون کو مشرقی صوبہ کنڑ ضلع غازی آباد میں جلالہ کے مقام پر فوج نے طالبان کے ساتھ جھڑپ کے بعد شہریوں کی ایک کار کو نشانہ بنا کر اس میں سوار تین شہری شہید ہوگئے۔

28جون کوصوبہ دائیکندی ضلع اجرستان کے علاقے سید خیل میں فوجیوں کی فائرنگ سے ایک عورت شہید اور دو افراد زخمی ہوئے۔

29جون کوصوبہ روزگان ضلع دہراود کے علاقے مزار کلی میں سیکورٹی اہلکاروں نے راکٹ داغا جو ایک خیمے پر جاگرا جس کے نتیجے میں خواتین اور بچوں سمیت بارہ شہری زخمی ہوگئے۔

اقتباسات[بی بی سی، آزادی ریڈیو = افغان اسلامک خبر رساں ادارہ، پژواک، خبریال، لراوبر، نن ټکی ایشیا اور بینوا ویب سائٹس]

افغانستان

جون 2015 میں

تحریر: احمد فارسی

اس تحریر میں ان واقعات اور نقصانات کی جانب اشارہ کیا گیا ہے جس کا دشمن نے اعتراف کیا ہے۔ اسی طرح کچھ ذرائع ابلاغ کی رپورٹس اور عینی شاہدین کے بیانات بھی شامل کیے گئے ہیں۔ نقصانات کے تحقیقی اعداد وشمار الامارہ اور دیگر ویب سائٹس پر ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔

جون 2015 فتوحات اور مجاہدین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت کا مہینہ تھا۔ اس ماہ میں کئی اضلاع یکے بعد دیگرے مجاہدین نے فتح کئے اور دشمن کو بھاری جانی اور مالی نقصانات اٹھانے پڑے۔ اسی طرح سیاسی میدان میں بھی مجاہدین کو قابلِ ذکر کامیابیاں نصیب ہوئیں جن کی تفصیلات مندرجہ ذیل تحریر میں الگ عنوانات کے تحت درج ہے۔

جارحیت پسندوں کو پہنچنے والے نقصانات:

میدانِ جنگ سے فرار کی وجہ سے جارحیت پسندوں اور ان کے کاسہ لیس اہلکاروں کی اموات میں چونکہ کمی آئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود دشمن جتنی تعداد میں اموات کا اعتراف کرتا ہے اصل میں اموات اس سے دوگنا ہوتے ہیں، کیونکہ ایسا کوئی دن نہیں گذرتا جس دن وہ مجاہدین کے حملوں کا شکار نہ ہوں اور وہ بغیر کوئی نقصان اٹھائے اپنے مراکز کی طرف لوٹ گئے ہوں۔

دشمن کو پہنچنے والے نقصانات کے اس سلسلے میں 10 جون بروز بدھ مجاہدین نے بگرام ہوائی اڈے پر کئی راکٹ داغے جس کے نتیجے میں ایک امریکی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔ اس کے بعد 29 جون بروز سوموار مجاہدین نے صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں امریکی فوجیوں کو لے جانے والی گاڑی پر بارودی سرنگ کا دھماکہ کیا جس کے نتیجے میں 4 امریکی فوجی واصلِ جہنم ہوئے۔ اسی طرح 30 جون بروز منگل مجاہدین نے دارالحکومت کابل میں امریکی فوجیوں پر تباہ کن حملہ کیا لیکن دشمن نے اس حملے میں اپنے فوجیوں کی ہلاکت اور تعداد بتانے سے گریز کیا۔

اس ماہ دشمن نے صرف اپنے ایک فوجی کی ہلاکت کا اعتراف کیا اس طرح 2015 میں ہلاک ہونے والے امریکی فوجیوں کی تعداد جس کا دشمن نے اعتراف کیا ہے 4 ہوگئی ہے۔ اور افغانستان میں اب تک مرنے والے تمام امریکی فوجیوں کی تعداد 3489 افراد تک پہنچ گئی ہے، جن میں 2359 صرف امریکی فوجی ہیں۔ یاد رہے کہ مذکورہ اعداد وشمار جس کا جارحیت پسندوں نے خود اعتراف کیا ہے اصل تعداد سے کئی گنا کم ہیں۔ ذیل میں ذکر کئے گئے مندرجات اس حقیقت کو مزید واضح کردیتی ہے۔

امریکی ٹھیکیدار یا گمنام جنگجو:

امریکا سے شائع ہونے والے فارن پالیسی جریدے نے یکم جون بروز سوموار امریکی جنگجوؤں کے نقصانات کے حوالے سے ایک تفصیلی رپورٹ میں لکھا ہے کہ: اوباما نے افغانستان میں ہلاک ہونے والے فوجیوں کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے دوران ہلاک ہونے والے ان 1562 افراد کا کوئی تذکرہ نہیں کیا جو افغانستان میں امریکی فوجیوں سمیت ہلاک ہوئے تھے۔ جریدے نے مزید لکھا ہے کہ یہ اقدام ایک ایسے وقت میں اٹھایا گیا ہے جب افغانستان میں گذشتہ سال 64 فیصد فوجیوں کی اموات کی ذمہ داری انہی افراد کے ذمے تھی۔

فارن پالیسی مزید لکھتا ہے: اگرچہ پینٹاگون ان افراد کے بارے میں تفصیلات بتانے سے ہمیشہ گریزاں رہا۔ لیکن اسناد سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امریکا نے افغان عراق جنگ میں کتنے فوجی جھونک دیئے ہیں۔ اتنی ہی تعداد میں سول معاونین بھی یہاں بھیجے گئے ہیں۔ لیکن ان کو پہنچنے والے زیادہ نقصانات نے امریکا کو اپنی عوام سے یہ تفصیلات چھپانے پر مجبور کیا ہے۔ اس بنیاد پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ امریکی ٹھیکیداروں کی بھاری تعداد میں اموات ان اعترافات میں شامل نہیں جس کا امریکا نے اپنے عوام اور میڈیا کے سامنے اعتراف کیا ہے۔

دشمن کو پہنچنے والے مالی نقصانات:

جون کے مہینے میں حسبِ سابق دشمن کو بھاری مالی نقصانات اٹھانے پڑے۔ جن میں دشمن کا کئی اضلاع سے انخلاء، درجنوں گاڑیوں سمیت سینکڑوں کی تعداد میں ہلکے اور بھاری ہتھیار مجاہدین کو بطور غنیمت ملنا اس بات کی ایک واضح دلیل ہے۔

کٹھ پتلی فوج کو پہنچنے والے نقصانات:

ایک طرف مجاہدین کے حملے اور فتوحات اور دوسری جانب کٹھ پتلی فوج سے اہلکاروں کے فرار نے مزدور حکومت کو پہنچنے والے نقصانات میں کئی گنا اضافہ کیا ہے۔ مزدور حکومت کے وزیر دفاع نے 20 جون بروز ہفتہ کو آزادی ریڈیو کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے اعتراف کیا کہ "اس سال کے آغاز کے چھ مہینے گذشتہ سال کی نسبت ہماری فوج کیلئے نہایت خونریز ثابت ہوئے، جس میں ہماری فوج کو بھاری جانی نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔ انہوں نے مزید کہا کہ صرف ان چھ مہینوں میں اگر دیکھا جائے افغان فوج کے جانی نقصانات میں 75 فیصد تک کا اضافہ دیکھنے میں آیا"۔

یہ رپورٹ ایک ایسے وقت میں سامنے آئی ہے جب 14 جون کو اتوار کے دن واشنگٹن پوسٹ نے بھی اپنے رپورٹ میں لکھا کہ "کابل ادارے کا اپنے فوجیوں کی تعداد میں اضافے کے اعلان کے باوجود افغان فوج کی صلاحیت اور حقیقی تعداد کا تعین نہیں ہوسکا ہے۔ ایک طرف وہ اپنے فوجیوں کی تعداد اصل تعداد سے زیادہ بتاتے ہیں اور دوسری جانب دیکھا جائے تو جنگ میں ان کی فوجیوں کے بے شمار جانی نقصانات، فوجیوں کا اپنی ڈیوٹی سے فرار اور نئے نوجوانوں کا فوج میں بھرتی کا عدم رجحان فوج کی فوج کی شکست اور کمزوری کا سبب بن رہے ہیں۔

دشمن کو پہنچے والے تمام نقصانات اور اس کے متعلق خبریں، اکھٹے کرنا ممکن نہیں، اس لئے یاددہانی کے طور پر صرف چند واقعات کا تذکرہ مختصر طور کیا جارہا ہے۔

2 جون بروز اتوار صوبہ بلخ میں افغان فوج کے 9 اہلکار مجاہدین کے حملے میں ہلاک ہوئے۔ اس کے بعد 7 جون کو صوبہ کندوز میں ایک سرکاری وکیل بھی مجاہدین کے حملے میں موقع پر ہلاک ہوا۔ اسی ماہ کی 13 تاریخ کو صوبہ پکتیکا کے ضلع چاربران میں قومی ملیشیائی کے 14 اہلکار اپنے کمانڈر سمیت مجاہدین کے ایک حملے میں اپنے انجام کو پہنچے۔ ایک ہفتے بعد 19 جون بروز اتوار افغان فوج کا اہم کمانڈر صوبہ غور میں جبکہ ضلع اشکمش کے گورنر کو صوبہ تخار میں نشانہ بنایا گیا۔ اگلے روز صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ میں قومی ملیشیاء کے دو کمانڈرز اپنے دو ساتھیوں سمیت مجاہدین کے ایک کامیاب حملے کا شکار ہو کر جہنم واصل ہوئے۔ 24 جون صوبہ بدخشان کے ضلوع کشم کے گورنر کیلئے بھی آخری دن ثابت ہوا اور وہ بھی اپنے منطقی انجام کو پہنچا۔ اور اس ماہ کا آخری تحفہ 25 جون کو بروز جمعرات صوبہ ہلمند میں اس وقت مجاہدین کو ملا جب انہوں نے ضلع گرشک کے ایک پولیس چیف کو بارہ ساتھی پولیس اہلکاروں سمیت جہنم واصل کیا۔

عزم آپریشن:

اللہ تعالیٰ کی خصوصی نصرت، مجاہدین کی بے شمار قربانیوں اور مسلم امہ کی دعاؤں کی برکت سے عزم آپریشن کامیابی سے جاری ہے۔ اور کئی کامیابیاں بھی مجاہدین کو نصیب ہوئی ہیں۔ اس آپریشن کے نتیجے میں کئی اضلاع مجاہدین نے فتح کرڈالے۔ اس کے ساتھ دشمن کے سینکڑوں اہلکار بھی مجاہدین کے حملوں میں اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے اور بڑی تعداد میں زخمی بھی ہوئے۔ آپ کی معلومات کیلئے ان واقعات کے چند نمونے پیش کئے جارہے ہیں۔

6 جون بروز ہفتہ امارت اسلامی کے مجاہدین نے صوبہ بدخشان کے ضلع دیمگان پر اپنا پرچم لہرادیا اور یہ ضلع مجاہدین نے فتح کیا۔ اس کے بعد 16 جون بروز اتوار مجاہدین نے صوبہ ہلمند کے ضلع باغران کا پولیس ہیڈکوارٹر اور 18 جون کو ضلع موسیٰ قلعہ مجاہدین کے تباہ کن حملے کے نتیجے میں فتح ہوا۔ اسی دن مزدور دشمن کے وزیر داخلہ نے حکومت کو پیغام دیا کہ اس وقت 12 صوبے امارت اسلامی کے مجاہدین کے ممکنہ حملوں کے نتیجے میں ہمارے ہاتھ سے نکل سکتے ہیں۔ دوسری جانب 17 جون بروز بدھ صوبہ ہلمند کے ارکان پارلیمنٹ نے بھی اس بات ک تصدیق کی کہ طالبان نے ضلع نکجی کے متعدد علاقوں پر اپنی گرفت مضبوط کی ہے۔

شمالی افغانستان میں ضلع دیمگان کی فتح کے چند روز بعد 20 جون صوبہ کندوز کا ضلع چہار درہ بھی مجاہدین نے طویل جھڑپ کے بعد فتح کیا۔ اور دو روز بعد اس صوبے کا ضلع دشتِ ارچی بھی فتح ہوا۔

اسی ماہ کی 22 تاریخ کو دشتِ ارچی کی فتح کے ساتھ مجاہدین نے کٹھ پتلی حکومت کے سب سے محفوظ مقام پارلیمنٹ پر تباہ کن حملہ کیا۔ یہ حملہ ایسے وقت میں کیا گیا جب مزدور دشمن کے وزیر دفاع کو اعتماد کا ووٹ کا دینے کیلئے بے شمار افراد کا پارلیمنٹ میں اجلاس جاری تھا اور اس موقع پر سیکیورٹی کے بھی انتہائی سخت انتظامات کئے گئے تھے۔

دشمن نے اس حملے میں اپنی شرمناک شکست کو چھپانے کیلئے ایک ڈرامہ رچایا کہ پارلیمنٹ پر حملہ ناکام بنادیا گیا اور ہمارے ایک اہلکار نے پانچ مسلح مجاہدین کو صرف پانچ

میں ہلاک کر دیا، لیکن تھوڑے عرصے بعد ہی ان کے افواہوں کے غبارے سے ہوا نکل گئی۔ اور انہیں قوم کے سامنے شرمندہ ہونا پڑا۔

مجاہدین کی جانب سے مختلف اضلاع کی فتح بعد 26 جون کو مجاہدین نے صوبہ نورستان کا ضلع وانٹ وایگل بھی فتح کرلیا۔ اگرچہ دشمن کی جانب سے اس ضلع پر دوبارہ قبضے کی خبریں دی گئیں لیکن مجاہدین نے ان خبروں کی سختی سے تردید کی۔

اس ماہ کے آخری ایام میں صوبہ ہلمند کے پولیس ہیڈ کوارٹر اور کابل ایئر پورٹ روڈ پر غیر ملکی افوج پر حملوں اطلاعات موصول ہوئیں، کہا جاتا ہے کہ دونوں حملوں میں غیرملکی اور کٹھ پتلی حکومت کو بھاری جانی اور مالی نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔

مجاہدین کے سامنے سرنڈر اور فوج سے فرار:

جون کے مہینے بھی مزدور دشمن کے اہلکاروں کا مجاہدین کے سامنے سرنڈر ہونے کا ہونے کا سلسلہ جاری رہا۔ بلکہ کٹھ پتلی حکومت کے کئی اہلکار مختلف وجوہات کی بناء پر فوج سے بھی فرار ہوگئے۔

15 جون بروز اتوار ضلع چہاردرہ کی فتح سے پانچ دن قبل کٹھ پتلی افوج مجاہدین کے سامنے لڑنے سے بے بس ہوگئے اور آہستہ آہستہ اپنے چیک پوسٹ چھوڑ کر میدان جنگ سے فرار ہوگئے۔ اور دشمن کے فرار کا یہی سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب تک مجاہدین نے پورے ضلع پر قبضہ کیا۔

26 جون کو مجاہدین کی فتوحات سے گھبرا کر جرمن فوج نے اعلان کیا کہ وہ اپنے فوجی افغانستان کے شمال سے نکال کر افغانستان کے چند علاقوں تک محدود رکھنا چاہتے ہیں۔

29 جون بروز اتوار صوبہ ہلمند کے ضلع نکئی میں سیکیورٹی اہلکاروں نے مجاہدین کے خوف سے ایک بڑا مرکز کچھ حفاظتی چوکیوں سمیت چھوڑ کر فرار ہوگئے۔

ناکامیوں کی روشنی میں 4 جون بروز جمعرات۔۔۔ نے اپنے سالانہ رپورٹ میں کابل حکومت کا قوانین پر عمل درآمد کروانے میں ناکامی اور موثر عدلیہ نظام کی غیر موجودگی میں دنیا کا دوسرا ملک قرار دیا۔ جہاں قانون کا کوئی وجود نہیں۔

کٹھ پتلی حکومت کی ناکامی اور کمزوری کے سلسلے میں 8 جون کو ترقیاتی کمیشن کے سربراہ نے کابل میں ایک کانفرنس سے خطاب میں کہا کہ: اگر سیاسی میدان میں ہماری کارکردگی اسی طرح جاری رہی اور امارت اسلامی اپنی سیاسی جدوجہد وسیع پیمانے پر شروع کریں تو وہ دن دور نہیں کہ افغانستان پر ایک مرتبہ پھر امارت اسلامی کی حکومت قائم ہوگی۔ انہوں نے اس میدان میں کابل گورنمنٹ کو مکمل طور پر ناکام قرار دیا۔

اس کے بعد 16 جون بروز ہفتہ کٹھ پتلی حکومت کا صوبہ بدخشان کیلئے گورنر کا کہنا تھا کہ: مجاہدین کی جانب سے دیگان ضلع کی فتح کے بعد صوبے کے دوسرے اضلاع کو بھی شدید خطرات لاحق ہوگئے ہیں۔ اگر کابل نے اس خطرے کے سدِباب کیلئے اقدامات نہیں کئے تو ہم باقی ماندہ اضلاع سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

دشمن کی صفوں میں موجود مجاہدین:

امارت اسلامی کے مجاہدین نہ صرف دشمن کے ساتھ براہِ راست مسلح جدوجہد میں مصروف ہے بلکہ دشمن کے صفوں میں بھی انتہائی رازداری اور خفیہ منصوبہ بندی کے تحت اپنے ساتھی بھرتی کرلئے ہیں، جس کے اب تک خاطر خواہ نتائج بھی برآمد ہوئے ہیں۔ ان مجاہدین نے موقع کی مناسبت کئی بار دشمن کے دانت کھٹے کر دیئے ہیں اور کامیابی سے مجاہدین کے پاس پہنچ بھی جاتے ہیں۔

اس سلسلے میں 8 جون کو ایک نفوذی مجاہد نے کندھار کے ضلع خاکریز کے ایک چیک پوسٹ میں موجود قومی ملیشیاء کے پانچ اہلکاروں کو ہلاک کرکے مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔ اگلے دن صوبہ فراہ میں ایک پولیس کمانڈر نے اپنے تین ساتھی پولیس اہلکاروں کو ہلاک کرکے جائے وقوعہ سے فرار ہوگئے۔ اس سے اگلے روز 10 جون بروز بدھ صوبہ زابل کے ضلع شینکئی اور صوبہ فراہ کے ضلع بالا بلوک میں دو نفوذی مجاہدین پولیس اہلکاروں نے فائرنگ کرکے اپنے 5 ساتھی اہلکاروں کو ہلاک کرکے فرار ہوگئے۔

اس قسم کا ایک اور واقعہ اس ماہ کی 27 تاریخ کو پیش آیا جب مجاہدین کے ساتھ ہمدردی رکھنے والے ایک شخص نے صوبہ ہلمند میں 3 پولیس اہلکاروں موت کے گھاٹ اتاردیا اور خود جائے وقوعہ سے فرار ہونے میں کامیاب ہوا۔

کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ اپنے بیرونی آقاؤں کی مدد سے اپنی فوج کے اندر خصوصی اقدامات کئے تاکہ فوج کے اندر موجود مجاہدین کا سراغ لگایا جاسکے یا ان کی مزید بھرتی کا راستہ روک سکے۔ لیکن تین سال کے مسلسل کوشش اور لاکھوں ڈالرز کے اخراجات کے باوجود دشمن اپنا ہدف حاصل کرنے اور نفوذی مجاہدین کے حملوں کا راستہ روکنے میں مکمل طور پر ناکام رہے۔ اس کے ساتھ دشمن کے اعلیٰ افسروں کے شکست پر اعترافی بیانات بھی ہمیشہ میڈیا کی زینت بنتے رہتے ہیں کہ

مجاہدین نے سیکیورٹی اداروں میں قابلِ ذکر تعداد میں افراد داخل کئے ہیں اور یہاں سے اپنے ہدف کا تعین کرتے ہیں۔

کٹھ پتلی حکومت سے علیحدہ ہونے کی دعوت:

امارت اسلامی افغانستان کی جانب سے 22 جون ایک مرتبہ پھر مزدور دشمن کے اہلکاروں کو تنبیہہ کی گئی کہ وہ مزید جرائم کا ارتکاب کرنے سے باز رہیں اور موقع کی مناسبت سے صلیبی صف سے علیحدہ ہو کر اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دیں۔ بعد میں امارت اسلامی کا ساتھ دیں یا کم سے کم ایک آزاد انسان کے طور زندگی گذارنے کی طرف لوٹ جائے۔ امارت اسلامی نے اس سے قبل بھی لوگوں اور دشمن کی صفوں میں موجود افراد کی ذہن سازی اور حقائق لوگوں کے سامنے بیان کرنے اور ان ہلکاروں کو صلیبی صف چھوڑنے کیلئے دعوت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ اس مقصد کیلئے مجاہدین نے دعوت وارشاد کمیشن قائم کیا ہے جس کے بہت مثبت نتائج بر آمد ہوئے ہیں۔

عام شہریوں کے نقصانات:

عام شہریوں کے نقصانات جارحیت کے آغاز سے اب تک جاری ہیں، صلیبی جارحیت پسند اور ان کے کاسہ لیس افغان فوجی عام شہریوں پر ظلم وستم، بلاوجہ گرفتاریاں، قتل و غارت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ امریکی یونیورسٹی براؤن کے ایک سروے کے مطابق جو 2جون کو ایسوسی ایٹڈ پریس میں شائع ہوا ہے لکھا ہے کہ 2001 سے اب تک امریکا کی رہنمائی میں صلیبی جارحیت پسندوں کے حملے میں ایک لاکھ سے زیادہ افغان شہری جاں بحق ہوگئے ہیں اور اتنی ہی تعداد میں زخمی بھی ہوئے ہیں۔ سروے میں بتایا گیا ہے کہ یہ صرف وہ اعداد وشمار ہیں جو "یوناما" کی جانب سے دئے گئے معلومات کی بنیاد پر مرتب کی گئی ہیں۔ اس لئے امکان ظاہر کیا جاتا ہے کہ اصل تعداد مذکورہ تعداد سے زیادہ ہو۔

یوناما کی جانب سے جاری کئے جانے والے اس رپورٹ میں جو 9جون کو منظر عام پر آئی میں کہا گیا ہے کہ گذشتہ چار مہینوں کے دوران 978 عام شہری اس جنگ میں جاں بحق جبکہ 2000 افراد زخمی ہوئے ہیں۔

اس ماہ بھی غیر ملکی جارحیت پسندوں اور ان کے داخلی کاسہ لیسوں کی جانب سے غیر مسلح افغان شہریوں کے قتل عام کا سلسلہ جاری رہا۔ 5جون کو صوبہ خوست میں نماز جنازہ پر امریکی ڈرون طیارے کی بمباری کے نتیجے میں 34 عام شہری شہید ہوئے۔ غیر ملکی جارحیت پسندوں اور ان کے کٹھ پتلی انتظامیہ نے شہید ہونے والے تمام افراد کو طالبان قرار دیا، لیکن علاقے کے دورے کے بعد ارکان پارلیمنٹ نے کہا کہ شہید ہونے والے تمام افراد مقامی اور عام شہری تھے۔ حکومت کے خلاف ردِ عمل میں بلائے جانے والے اجلاس سے اس علاقے کے خانہ بدوشوں کے بزرگوں نے بھی برملا طور پر اس بات کی تصدیق کی شہید ہونے والے تمام افراد مقامی اور عام شہری ہیں اور حکومت کے اس اعلان کی پرزور مذمت کی جس میں کہا گیا کہ یہ لوگ طالبان تھے۔

اسی روز صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں ہمارے 7 بے گناہ شہری کاسہ لیس افغان فوج کے مارٹر گولوں کا نشانہ بن کر شہید ہوئے۔ اگلے روز 9جون بروز سوموار صوبہ کندھار میں ایک حاملہ خاتون کندھار کے عام شاہراہ پر اس وقت جان سے ہاتھ دھو بیٹھی جب اشرف غنی کے دورہ کندھار کی وجہ سے تمام راستے آمد ورفت کیلئے بند کر دیئے گئے تھے۔

اسی ماہ کی 20 تاریخ کو صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں ایک دھماکے کے نتیجے میں 21 عام شہری شہید ہوئے۔ اس واقعے کے تین روز بعد امریکی خونخوار درندوں نے صوبہ کندوز کے ضلع چہار درہ میں ایک مسجد پر بمباری کی جس کے نتیجے میں مسجد میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے 8 بچے شہید وزخمی ہوئے۔

28جون بروز اتوار مغربی کاسہ لیسوں نے صوبہ کندوز کے ضلع غازی آباد میں ایک گاڑی پر فائرنگ کی جس کے نتیجے میں 3 افراد شہید ہوئے۔

مزید تفصیلات کیلئے امارت اسلامی کی جانب سے جاری کئے جانے والے ماہانہ رپورٹ بعنوان " عام شہریوں کے جانی ومالی نقصانات" الامارہ ویب سائٹ کے ساتھ ماہانہ جریدے "شریعت" کا مطالعہ کریں۔

کٹھ پتلی حکومت سے لوگوں کا نفرت:

وقت گذرنے کے ساتھ کٹھ پتلی انتظامیہ کا اصل چہرہ لوگوں کے سامنے عیاں ہوتا جارہا ہے۔ کیونکہ ان کے مظالم سے لوگ تنگ آگئے ہیں اب لوگ حکومت کے خلاف ہر اقدام میں مجاہدین کا ساتھ دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں صوبہ غور کے سینکڑوں افراد نے حکومت سے اپنی بیزاری کے اظہار کے طور پر بڑے مظاہرے کئے۔ 11 جون کو صوبہ کندھار کے باسی بھی وحشی جنرل عبدالرازق کے افراد کے خلاف سڑکوں پر آئے، ان کا کہنا تھا کہ عبدالرازق کے مسلح ساتھی بغیر کسی وجہ کے ہمارے گھروں میں گھس کر لوگوں کو گرفتار کرتے ہیں اور اپنے خفیہ جیلوں سزائیں دیتے ہیں۔

دوسری جانب 18جون کو مزدور دشمن کے انسانی حقوق کمیشن نے بھی اعتراف کیا کہ

حکومتی اہلکار اپنے اختیارات کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور کئی لوگوں قتل میں ملوث ہیں۔

اسی قسم کا ایک اور واقعہ 29 جون بروز اتوار کو پیش آیا جب امریکی درندوں نے اس صوبے کے مرکز کے قریب ایک علاقے پر بمباری کے ردِ عمل میں لوگ سڑکوں پر نکل آئے اور شمالی علاقوں کو جانے والی شاہراہ کئی گھنٹوں تک احتجاج کے طور پر بند کر دی گئی۔ مظاہرین نے امریکا کے خلاف شدید نعرے بازی کی اور حکومت سے اپنی نفرت کا اظہار کیا۔

سیاسی میدان میں جدوجہد:

اگر ایک طرف دشمن پر مسلح حملے شدت سے جاری رہے اور مجاہدین فتوحات حاصل کرتے رہے تو دوسری جانب امارت اسلامی نے اپنی سیاسی جدوجہد میں بھی تیزی لائے۔ گذشتہ ماہ بھی سیاسی جدوجہد کی مثبت رپورٹیں آئی تھیں اور دشمن نے اس حوالے سے اپنی تشویش کا اظہار کیا تھا۔

6 جون بروز ہفتہ میڈیا پر یہ رپورٹ آئی کہ افغانستان کے چند سرکردہ اشخاص نے دوبئی میں امارت اسلامی کے نمائندوں سے ملاقات کی ہے۔ اس ملاقات کا مقصد عوام کی آواز کو ان افراد کے ذریعے مجاہدین تک پہنچانا تھا۔ دوبئی ملاقات سے ایک دن قبل بھی امارت اسلامی کے نمائندوں نے ناروے میں متعدد افغانوں سے ملاقاتیں کی تھیں۔ اس کے بعد امارت اسلامی کے نمائندے ناروے میں منعقد ہونے والے ایک اجلاس میں شریک ہوئے اور وہاں امارت اسلامی کا موقف بیان کیا۔

ان کوششوں کے ساتھ امارت اسلامی نے داعش کے امیر کے نام بھی ایک خط لکھا جس میں انہیں افغانستان کے حالات، جہادی تاریخ اور افغانوں کے تعارف کے بعد افغانستان میں داعش کے نام پر کاروائیاں اور اختلاف کی فضاء پیدا کرنے کے بارے میں امارت اسلامی کے موقف سے آگاہ کیا۔ خط میں بتایا گیا ہے کہ: اس قسم کی کاروائیاں نہ صرف افغانستان میں جاری جہادی تحریک کیلئے نقصان دہ ہے بلکہ جہادی جدوجہد پر بری طرح سے اثرانداز ہوتا ہے، اس لئے اگر آپ اس قسم کی کاروائیوں سے باز نہیں آئے تو امارت اسلامی ردِ عمل کے طور پر کاروائی کیلئے مجبور ہوگی۔

کٹھ پتلی فوج اختلافات کا شکار:

امارت اسلامی کی سیاسی اور جنگی تحریکوں، عوام کے سامنے حقیقت حال کا اظہار اور میدان جنگ سے صلیبی جارحیت پسندوں کا فرار اور جنگ سے بیزاری نے کٹھ پتلی حکومت کی شکست پر مہر ثبت کرلی ہے، اور ایسا دن نہیں گذرتا جس میں حکومت کے گرنے کی مختلف وجوہات سر نہ اٹھاتے ہوں۔

یکم جون کو مزدور دشمن کے ایک اعلیٰ مشیر حلیم تنویر نے اپنے ادارے میں نظم وضبط کی عدم موجودگی کی بناء پر استعفیٰ دیا۔ انہوں نے ادارے کی ناکام سیاست اور اور ادارے کیلئے اختیارات کی کمی کو اپنی استعفیٰ کا اہم وجہ قرار دیا۔ اس واقعے کے دو روز بعد صوبہ بلخ کے گورنر نے بھی کابل ادارے کو نمائشی قرار دیا۔ رائیٹر نیوز ایجنسی کی رپورٹ کے مطابق کہ یہ مشہور جنگی کمانڈر جو اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا تھا پارک میں ایسی حالت میں پایا گیا جب وہ اپنی بندوق ہاتھ میں تھامے سوچوں کی دنیا میں گم اپنے خیالی دشمن پر گولیاں برسا رہے تھے۔

7 جون شمالی زون کے ایک کمانڈر نے بھی حکومت کے خلاف سخت موقف اپناتے ہوئے کہا کہ حکومت کا نہ کوئی متعین ہدف مقرر ہے اور نہ قوم کے مفاد کوئی قدم اٹھانے کے ارادے میں ہے۔ دوسری جانب اس سے دو روز قبل افغانستان کے سابق غلام صدر حامد کرزئی نے افغانستان اور پاکستان کے انٹیلی جنس معلومات کے تبادلے کو بھی قوم کیلئے نقصان دہ قرار دیا۔ کہا جاتا ہے کہ کرزئی کا اب بھی حکومت میں کافی اثرو رسوخ ہے۔

انہی ناکامیوں کی روشنی میں 4 جون بروز جمعرات۔۔۔۔نے اپنے سالانہ رپورٹ میں کابل حکومت کا قوانین پر عمل درآمد کروانے میں ناکامی اور موثر عدلیہ نظام کی غیر موجودگی میں دنیا کا دوسرا ملک قرار دیا۔ جہاں قانون کا کوئی وجود نہیں۔

کٹھ پتلی حکومت کی ناکامی اور کمزوری کے سلسلے میں 8 جون کو ترقیاتی کمیشن کے سربراہ نے کابل میں ایک کانفرنس سے خطاب میں کہا کہ: اگر سیاسی میدان میں ہماری کارکردگی اسی طرح جاری رہی اور امارت اسلامی اپنی سیاسی جدوجہد وسیع پیمانے پر شروع کریں تو وہ دن دور نہیں کہ افغانستان پر ایک مرتبہ پھر امارت اسلامی کی حکومت قائم ہوگی۔ انہوں نے اس میدان میں کابل گورنمنٹ کو مکمل طور پر ناکام قرار دیا۔

اس کے بعد 16 جون بروز ہفتہ کٹھ پتلی حکومت کا صوبہ بدخشان کیلئے گورنر کا کہنا تھا کہ: مجاہدین کی جانب سے دیرگان ضلع کی فتح کے بعد صوبے کے دوسرے اضلاع کو بھی شدید خطرات لاحق ہوگئے ہیں۔ اگر کابل نے اس خطرے کے سدِباب کیلئے اقدامات نہیں کئے تو ہم باقی ماندہ اضلاع سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

جرائم کے ارتکاب کا برملا اعلان:

کابل کی کٹھ پتلی گورنمنٹ کے اہلکاروں کو جب ملک کے مختلف محاذوں پر پے در پے

ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑا تو وہ ملکی قوانین کو پاؤں تلے روندتے چلے گئے اور 15 جون کو فوج کے آرمی چیف نے اپنے بے لگام سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنی حفاظت کی خاطر ملکی قوانین کو خاطر میں نہ لائیں۔ یہ بیان ایسے وقت میں سامنے آیا ہے جب چند عرصے قبل کاسہ لیس وحشی اہلکاروں نے قیدی مجاہدین کے ساتھ غیر انسانی سلوک اور شہداء کے لاشوں کی بے حرمتی بھی کی، جو نہ صرف اسلامی احکام کی صریح خلاف ورزی ہے بلکہ بین الاقوامی اور انسانی اقدار کی بھی توہین ہے۔

اس کے ساتھ کاسہ لیس مفکر کے نائب عبدالرشید دوستم نے خبردار کیا ہے کہ مجاہدین سے امریکیوں کا انتقام لیں گے، دوستم وہ شخص ہے جس نے 2012 میں مرنے والے امریکی فوجیوں کو شہید قرار دیا، اور افغانستان کی جارحیت کے پہلے سال شہید ہونے والے 30 ہزار مجاہدین کی شہادت میں ملوث دوستم نے انسانی تاریخ کے بڑے مجرمین میں اپنا نام لکھوایا۔

عطانور اور دوستم نے 22 جون بروز اتوار طویل اور شدید باہمی اختلافات کے بعد ایک مرتبہ پھر گھل مل گئے۔ اور لوگوں پر ایک مرتبہ پھر ظلم ستم کے پہاڑ ڈھانے، قتل و غارت گری، جرائم اور لوگوں کے اموال کی لوٹ مار کیلئے اپنے مسلح گروہ یکجا کر لئے۔ یاد رہے کہ دوستم کے ذاتی افراد افغانستان کی تاریخ میں سب سے زیادہ بدنام اور مظالم ڈھانے سرفہرست ہے۔

خفیہ معاہدوں کا انکشاف:

کابل اور اسلام آباد کے درمیان سیکیورٹی معاملات طے پانے کے بعد کٹھ پتلی ادارے میں رسوائیوں کی ایک نئی لہر نے جنم لیا۔ اس سلسلے میں 16 جون کو پاکستانی اخبار ایکسپریس ٹریبیون نے لکھا کہ پاکستانی اہلکاروں نے ایک زخمی افغان فوجی کو بچانے کیلئے 600 میٹر تک افغان حدود میں داخل ہوئے اور مجاہدین کے خلاف افغان فوج کے شانہ بشانہ لڑتے رہے۔

اس کے ساتھ 21 جون بروز اتوار کاسہ لیس حکومت کے ایک سابق وزیر نے ایک خطرناک راز افشاں کرتے ہوئے کہا کہ: دو اعلیٰ عہدیداروں نے مذکورہ معاہدے پر دستخط کیلئے 70 ملین ڈالر لئے ہیں۔

اس طرح کے خفیہ رازوں کا افشاں ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ایک جانب کابل گورنمنٹ اپنی بقا کیلئے ہر قسم ذلت کیلئے تیار ہوتی ہے دوسری جانب مجاہدین پر مختلف ایجنسیوں کے ایجنٹ ہونے کا الزام لگاتے ہیں اور اس طرح بعض ناسمجھ افراد کو دھوکے میں ڈال لیتے ہیں۔

اپنے بنائے ہوئے قوانین کی دھجیاں اڑانا:

زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنے ہاتھوں سے کھجور سے بت بناتے تھے۔ جب بھوک لگتی تو انہی بتوں کو کھاجاتے تھے۔ اس زمانے میں بھی یہی کھیل جاری ہے۔ جمہوریت کے دعویدار ایک دن انسانی حقوق کے قوانین وضع کرتے ہیں اور پھر جب ان پر سختی آتی ہے تو انہی قوانین کو پاؤں تلے روندتے ہیں۔ یعنی اپنے تراشیدہ بتوں کو خود کھاجاتے ہیں۔

مزدور دشمن کے قانون کے مطابق پارلیمنٹ کو اپنا مقررہ وقت پورا کرنے کے بعد کام کرنے کی اجازت نہیں اس لئے الیکشن آخری تاریخ سے قبل ہونے چاہئیں لیکن امسال امریکیوں کی شکست اور فرار کے ساتھ امداد کی بندش کی وجہ سے کابل کی کٹھ پتلی حکومت انتخابات کے اخراجات برداشت کرنے کے قابل نہیں۔ اس لئے 20 جون کو اس ادارے کے ایک سربراہ نے خود ساختہ قانون کی دھجیاں اڑادیں، اور فریب و دھوکے سے بنائے گئے پارلیمنٹ کے انتخابات کا دورہ آنے والے انتخابات تک بڑھادیا۔

یاد رہے کہ یہ کام حکومتی سربراہ کی صلاحیت میں شمار نہیں ہوتا۔ ارکان پارلیمنٹ کا کہنا ہے کہ جس طرح اس حکومت کا سربراہ قانونی طریقے سے نہیں آیا اسی طرح عدلیہ اور دوسرے ادارے بھی غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔ اس لئے یہ تعجب کی بات نہیں کہ کبھی کبھار غیر قانونی احکام کا حکم جاری ہوجائے۔

جمہوریت کا تحفہ:

گذشتہ تحریر میں بھی کئی جگہ جمہوریت کے تحفے اور کامیابیوں کا ذکر کیا تھا۔ اس سلسلے میں ایک اہم کامیابی سے کٹھ پتلی حکومت کے وزیر برائے انسدادِ منشیات نے پردہ اٹھالیا ان کا کہنا تھا کہ انسدادِ منشیات کی آڑ میں حکومت میں اس سال ڈیڑھ ملین افغانیوں کی کرپشن ہوئی۔ منشیات، فساد، فحاشی، لوٹ مار، زنا، ارتداد اور اخلاقی گراوٹ وہ تمام تحفے ہیں جو جمہوریت کے ذریعے ہمیں ملے ہیں۔

روس اور مغربی ممالک کی سرد جنگ اور خطے پر اس کے اثرات

رپورٹ: مرکز برائے اسٹریٹیجک تجزیات

2014 میں یوکرائن بحران کے ساتھ ہی بہت سے سیاسی تجزیہ کاروں نے روس اور مغرب خصوصا یورپ کے درمیان دوسری سرد جنگ کا خیال ظاہر کیا اور کہا کہ دنیا نئی سرد جنگ کی جانب بڑھ رہی ہے۔ یوکرائن کا بحران ابھی ختم نہیں ہوا اور روس، امریکا اور مغرب کے تعلقات ابھی پوری طرح بحال بھی نہیں ہوئے کہ روسی صدر ولادیمیر پیوٹن کے بیانات اور ناٹو اور امریکا کی جانب سے اس کے جوابات شروع ہوئے جن سے ایسا لگتا ہے کہ روس مغرب کا یہ تنازعہ ابھی اور بھی گہرا ہونے جارہا ہے۔ اور یہ نئی یعنی دوسری سرد جنگ اور بھی شدید ہوجائے گی۔

اس کے ساتھ ساتھ رواں سال 24 اور 25 جون کو بلجیم میں ناٹو کے وزارت دفاع کا اجلاس بھی ہوا جس میں روس، یورپ اور افغانستان کے متعلق گفتگو ہوئی۔ دنیا دوسری سرد جنگ کی طرف جارہی ہے اس جنگ کا پس منظر کیا ہے اور روس اور یورپ کے تعلقات کا یہ متنازع ترین مرحلہ خطے اور دنیا پر خصوصا افغانستان پر کیا اثرات مرتب کرے گا۔

قضیے کا پس منظر:

1917 میں روس کے کمیونسٹ انقلاب کے بعد مغرب کے سرمایہ دارنہ نظام کو ایک حریف کمیونسٹ نظام کا سامنا ہوگیا۔ اور پھر دوسری جنگ عظیم کے بعد سوویت یونین اور مغرب کے درمیان پہلی بار باقاعدہ سرد جنگ کا آغاز ہوگیا۔ جس نے عالمی سطح پر زندگی کے بہت سے شعبوں پر اثرات مرتب کیے۔ یورپ اور امریکا نے سوویت یونین کے پھیلتے ہوئے نظریے کے خلاف 1949 میں یورپ میں ناٹو تنظیم کی بنیاد رکھی۔ اس تنظیم کے شرائط میں پانچویں مادے میں لکھا ہے کہ "ایک پر حملہ سب پر حملہ"

اس کے ساتھ ساتھ امریکی صدر ٹرومین اپنے ڈاکٹرائن کے مطابق ایشیا اور یورپ میں کمیونزم کے گرد حصار قائم کرنا چاہتا تھا۔ بعد ازاں "آئزن ہاور" کے دورہ میں امریکا کے مشرق وسطی اور جنوبی ایشیائی ممالک کے ساتھ مل کر سیٹو اور سینٹو کے معاہدوں میں شریک ہوگیا۔ ان معاہدوں سے سوویت یونین پر کوئی اثر نہیں پڑا مگر جب افغانستان پر روس نے جارحیت کردی تب روس کی حیثیت کو نقصان پہنچا اور دنیا کے بہت سے ممالک افغان مجاہدین کے پشت پر کھڑے ہوگئے جس کی وجہ سے روس افغانستان سے نکلنے پر مجبور ہوگیا۔

نئی سرد جنگ:

1989 میں جب سوویت یونین افغانستان سے نکل گیا تو یورپ اور وسط ایشیا میں دیگر آزادی پسندوں کی تحریکوں، افغانستان میں روس کی فوجی، سیاسی اور سفارتی شکست اور اقتصادی مشکلات کے باعث بالآخر سوویت یونین تحلیل ہوگیا۔ سوویت یونین کی تحلیل کے ساتھ مشرقی یورپ اور وسطی ایشیا میں کئی ممالک نے آزادی حاصل کرلی اور دنیا کی توجہ اپنی جانب مبذول کرالی۔

اگرچہ ان ممالک میں کئی حکمران سوویت یونین کے وہی سابقہ کمیونسٹ تھے۔ کچھ مقامات پر ان کی معزولی سے مغرب اور روس کے درمیان اختلافات پیدا ہوگئے جو بعد میں بحرانوں اور جنگ میں تبدیل ہوگئے۔

2003، 2004 میں جارجیا اور یوکرائن میں روس کے حامیوں کے خلاف تحریکیں شروع ہوگئیں جنہیں گلاب اور نارنگی کے انقلابات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان تحریکوں کے باعث روس کے حامیوں کو گوشہ نشینی اختیار کرنی پڑی۔ اور اس کی وجہ سے روس اور مغرب کے تعلقات دن بدن متنازع ہوگئے۔ 2003 میں جارجیا میں مغرب کی حامی حکومت آئی تو جارجیا اور روس کے درمیان "ابخازیہ" اور "سویلی اوزیٹے" کے علاقوں پر تنازع شروع ہوگیا 2008 میں یہ تنازع عروج پر پہنچ گیا اور روس نے جارجیا پر جارحیت کردی جس کی وجہ سے ابخازیہ کے علاقے نے اپنی خود مختاری کا اعلان کردیا۔

اسی طرح 2004 میں یوکرائن کے روس نواز صدر "وکٹر یانوکووچ" نے انتخابات جیت لیے۔ جس کے بعد لوگوں نے اختلافات کے نتائج کے خلاف نارنجی کے نام سے بغاوت کا اعلان کردیا۔ جس کی وجہ سے یوکرائن سپریم کورٹ نے دوبارہ انتخابات کا فیصلہ دے دیا۔ اور دوبارہ انتخابات میں مغرب نواز امیدوار "وکٹور یوشینکو" کامیاب ہوگیا۔ اس طرح روس اور مغرب کے تعلقات خراب ہوگئے۔ اسی لیے پیوٹن نے مغرب پر یہ اعتراض کردیا کہ یانو کووچ کی کامیابی کے خلاف اٹھنے والی تحریکوں کو مغرب کی جانب سے ہوا دی گئی تھی۔

2010 میں پھر انتخابات ہوئے اور اس بار روس نواز وکٹر یانوکووچ کو ایک بار پھر اقتدار مل گیا اور ملک کی خارجہ پالیسی کو مایوسی کا شکار کردیا۔ اس حکومت کے 2010 سے 2013 تک یورپی یونین اور روس سے اچھے تعلقات تھے۔ مگر جب وکٹر یانوکووچ نے یورپی یونین سے اتحاد کے معاہدے پر بات چیت شروع کردی اور بات صرف دستخط تک آگئی تو وکٹر یانو کووچ نے ماسکو کے دباو میں آکر اس معاہدے پر دستخط نہیں کیا۔ جس کی وجہ سے یوکرائن میں یانو کووچ کے خلاف تحریکیں شروع ہوگئیں جو بعد ازاں 2014 میں ایک انقلاب میں

تبدیل ہوگئیں۔

2014 کے انتخابات میں مغرب نواز تاجر پوروشینکو کو اقتدار مل گیا اور جون کے مہینے میں یورپی یونین میں شمولیت کے معاہدے پر دستخط کر دیے۔ مگر روس نواز یانوکووچ کو ہٹانے اور یورپی یونین میں شمولیت کے معاہدے کی وجہ سے یوکرائن کے مشرقی حصے میں تحریکیں شروع ہوگئیں اور روسی جارحیت کے لیے راہ ہموار ہوگئی۔ جس کی وجہ سے بعد ازاں کریمیا کا روس نژاد علاقہ ایک سروے کے ذریعے روس کا حصہ بنادیا گیا۔ مغربی ممالک نے یوکرائن کے قضیے میں روس کے کردار پر ہمیشہ تنقید کی ہے۔ اور ماسکو کو ان تمام مسائل کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔ اور اسی لیے گذشتہ بارہ مہینوں سے روس پر سخت پابندیاں بھی لگائی گئی ہیں۔ اور اپنے تعلقات بڑی حد تک روس کے ساتھ منجمد کر دیے ہیں۔ اس کے علاوہ روس کے مغربی ممالک کے ساتھ شام اور ایران کے مسائل پر بھی اختلافات ہیں۔

روس کی دھمکیاں اور مغربی ممالک کا رد عمل:

امریکی وزیر دفاع برائے یورپ کا دورہ یورپ: امریکی وزیر دفاع برائے یورپ ایشٹن کارٹر نے روسی صدر ولادیمیر پیوٹن کے تازہ ترین بیانات کے خلاف یورپی یونین کے دورے کیے۔ ان دوروں میں سب سے اہم بات اس بات کا اعلان تھا کہ امریکا دو سال بعد پھر سے یورپ میں اپنا اسلحہ بھیجے گا۔ اس معاہدے میں ایسٹونیا، لیٹونیا، لیتھویا، بلغاریا، رومانیا اور پولینڈ کے حکام نے امریکیوں کو اسلحے کی میزبانی کا اعتراف کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ امریکا یورپ کو ایک گروپ کی تمام ضروریات کے بقدر اسلحہ فراہم کرے گا۔

ناٹو رد عمل: یوکرائن میں ایک سال سے اختلافات، جنگیں اور روس کی تازہ ترین دھمکیاں (کہ روس چالیس ۔۔۔۔۔۔ فائر کرنے والا میزائل اپنے ایٹمی ہتھیاروں کی صف میں شامل کردے گا) نے کافی حد تک یورپ کو مشتعل کر دیا ہے۔ روس کے ان اقدامات کے جواب میں ناٹو نے پولینڈ میں جنگی فوجی مشقیں شروع کر دی ہیں۔ 24 اور 25 جون کو وزراء دفاع کا مشترکہ اجلاس بھی ہوا جس میں یوکرائن، روس اور افغانستان کے متعلق گفتگو ہوئی۔ اس اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ ناٹو اپنی رسپونس فورس کی تعداد 13 ہزار سے 40 ہزار تک بڑھادے گا۔ اسی طرح اپنے ایٹمی اسلحے کی بھی تجدید کرے گا۔

اس کے ساتھ ساتھ ناٹو یورپین ممالک میں نیٹو کے چھوٹے چھوٹے ہیڈ کوارٹر بھی تعمیر کرے گا۔ ان میں اکثریت کا قیام مشرقی یورپ بلغاریا، ایسٹونیا، لیٹویا، لیٹونیا، پولینڈ اور رومانیا میں ہو گا۔ یہ حالات بہت وضاحت کے ساتھ سرد جنگ کی صورت گری کرتے ہیں۔

خطے اور دنیا پر نئی سرد جنگ کے اثرات:

اگرچہ امریکی خود کو دوسری جنگ عظیم کے آغاز سے بچانا چاہتے ہیں۔ اور اسی لیے ایک بار امریکی صدر بارک اوبامانے کہا: کہ یہ نئی سرد جنگ نہیں بلکہ روس کی جانب سے یوکرائن کی مرضی تسلیم نہ کرنا۔ امریکی وزیر دفاع نے یورپ کے دورے میں بھی ان سے یہی بات کہی کہ وہ سرد جنگ کا آغاز نہیں چاہتے مگر تمام تر سفارتی احتیاط کے باوجود روس اور مغرب کے درمیان نئی سرد جنگ کا غیر رسمی انداز میں آغاز ہو گیا ہے۔

ابھی روس اور مغرب آپس کی جنگ میں مصروف ہیں مگر روس سے بڑھ کر یہ جنگ شام، ایران، یوکرائن، مشرقی یورپ اور وسطی ایشیا تک بھی پھیل گیا ہے۔ روس نے اقوام متحدہ میں بشارالاسد کے خلاف مغربی ممالک کی تمام قرار دیں ویٹو کر دیں۔ اور ایران کو Antey-2500 فضائی سسٹم بنانے کی پیشکش کی ہے۔ یوکرائن میں کریمیا کا علاقہ اپنے قبضے میں لے لیا ہے اور مشرقی یورپ میں بھی ناٹو سے رقابت شروع کر دی ہے۔ اس طرح اس سرد جنگ سے خطے میں اسلحہ کی دوڑ بھی پیدا ہو جائے گی اور دوسری جانب اگر دنیا کی ایک بار پھر تقسیم شروع ہوگئی خانہ جنگی بھی بڑھ جائے گی۔ اسی لیے ولادیمیر پیوٹن کے اس بیان نے یورپ اور امریکا کو مشتعل کر دیا ہے۔ امریکا نے بھی ولادیمیر پیوٹن کے اس بیان کے رد عمل میں یورپ میں اپنا ایک فوجی دستہ، ٹینکوں اور دیگر تنصیبات کی تعیناتی پر غور شروع کر دیا ہے۔ اور دوسری جانب ناٹو نے بھی اپنی فوری رسپانس فورس کی تعداد میں 13 ہزار سے 40 ہزار تک اضافہ کر دیا ہے۔ اس کی کوشش ہے کہ اپنا ایٹمی اسلحہ کی بھی تجدید کر دے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ یورپ میں 6 چھوٹے ہیڈ کوارٹر بھی بنائے گا۔ اس سے خطے میں خصوصا یورپ میں اسلحہ کی دوڑ میں اضافہ ہو گا اور اس کی وجہ سے ہر ملک میں اسلحہ کمپنیاں مزید مضبوط ہو جائیں گی۔ یہ اسلحہ کمپنیاں ایک بار پھر طویل عرصے تک دنیا کی سیکیورٹی کے لیے خطرہ بن جائیں گی اگر یورپ میں بھی اور روسی اور یورپی معاشرے میں سرد جنگ اور ہنگامے جاری رہے تو اس سے یورپ کی اقتصادی حالت پر گہرے اثرات مرتب ہوں گے۔ مثال کے طور پر 2014 میں یوکرائن کی صنعتی ترقی 20 فیصد اور اقتصادی ترقی میں 10 فیصد کمی ہو جائے گی۔

دی اکانومسٹ کی ایک تحقیق کے مطابق سرد جنگ کے اختتام تک دنیا کے تقریباً 18 فیصد لوگ خانہ جنگی کے برے نتائج دیکھ چکے تھے۔ کیوں کہ سرد جنگ کی ایک فریق ایک مخالف گروپ اور دوسرا مخالف گروپ دوسرے فریق کی مدد کر رہا تھا۔ اس طرح دوسرے ممالک میں بھی ثانوی اور داخلی جنگیں جاری رہیں۔ مگر سرد جنگ کے خاتمے کے بعد نسبتاً کم لوگ خانہ جنگیوں سے متاثر ہوئے۔ کیوں اب مخالفین کی مدد کرنے والے لوگ موجود نہیں تھے۔

اس کے ساتھ ساتھ سرد جنگ نے روس اور چین کو اور بھی ایک دوسرے کے قریب کر دیا۔ البتہ اگر روس چاہتا ہے کہ چین اس سرد جنگ میں اس کا ساتھی رہے تو روس کو جنوبی سمندر میں بیجنگ کی مدد کرنی ہوگی۔

اگرچہ امریکا اور روس کی گذشتہ ایک عشرے سے اختلافات ہیں مگر ان اختلافات کے ساتھ ساتھ پھر بھی دونوں ممالک نے بہت سے میدانوں جیسے افغانستان میں ایک دوسرے سے تعاون کیا ہے۔ مگر اس نئی سرد جنگ نے امریکا اور روس کے درمیان تعاون پر بھی اثرات مرتب کیے ہیں اور روس نے کچھ عرصہ قبل ناٹو کے رسد فراہمی کا راستہ بھی بند کر دیا۔

رمضان المبارک کے مہینے میں ہونے والے کارروائیوں کا جدول

نمبر شمار	صوبہ	کاروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات						عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات		
				صلیبیوں کی اموات	صلیبیوں کے زخمی	ایجنٹوں کے مقتولین	ایجنٹوں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی	گاڑیوں کی تباہی
1-	قندہار	88	0	0	0	97	33	45	6	9	0
2-	ہلمند	130	1	0	0	286	139	64	8	15	0
3-	غزنی	37	0	0	0	78	34	10	5	4	0
4-	خوست	37	0	0	0	78	34	10	5	4	0
5-	نورستان	31	0	0	0	59	24	5	0	3	0
6-	میدان وردگ	7	0	0	0	6	6	1	1	2	0
7-	کونڑ	23	0	0	0	46	18	2	4	2	0
8-	پکتیکا	21	0	0	0	32	13	9	1	1	0
9-	زابل	15	0	0	0	17	6	0	1	0	0
10-	لوگر	42	0	0	0	62	53	15	5	11	0
11-	کاپیسا	108	0	0	0	85	45	26	2	2	0
12-	روزگان	8	0	0	0	9	11	1	0	0	0
13-	پکتیا	29	0	0	0	25	29	3	1	1	0
14-	فراہ	52	0	0	0	64	37	13	3	0	0
15-	کابل	26	3	0	0	30	18	16	3	0	0
16-	ننگرہار	111	0	0	0	155	78	43	6	11	0
17-	لغمان	43	0	0	0	41	27	13	0	0	0
18-	ہرات	6	0	0	0	26	6	0	7	3	0
19-	نیمروز	43	0	0	0	48	20	13	0	0	0
20-	بادغیس	17	0	0	0	31	13	6	2	2	0
21-	قندوز	36	0	3	0	65	46	14	6	6	0
22-	بغلان	95	1	0	0	152	103	40	8	12	1
23-	فاریاب	30	0	0	0	118	106	21	5	16	0
24-	غور	19	0	5	0	29	29	7	3	2	0
25-	پروان	22	0	4	0	23	17	10	0	0	0
26-	تخار	12	0	0	0	52	38	2	0	3	0
27-	سمنگان	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
28-	بدخشان	6	0	0	0	7	10	0	0	0	0
29-	بامیان	3	0	0	0	5	12	2	0	0	0
30-	بلخ	6	0	0	0	7	6	3	0	0	0
31-	جوزجان	11	0	0	0	20	21	6	2	8	0
32-	دائی کنڈی	7	0	0	0	12	19	0	0	1	0
33-	سرپل	4	0	0	0	10	6	3	0	0	0
34-	پنج شیر	1	0	0	0	0	0	1	0	0	0
	مجموعہ	1126	5	12	0	1775	1057	404	84	118	1

دشمن کے گرائے جانے والے طیارے:

1- پکتیا میں ڈرون طیارہ

2- قندہار میں ایک ہیلی کاپٹر

3- لغمان میں ایک ہیلی کاپٹر

4- میدان وردگ میں ایک ہیلی کاپٹر

SHARIAT

Monthly Islamic Magazine

4th Year August, September 2015

قندہار : عالیقدر امیرالمومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے خصوصی حکم پر
تعمیر شدہ قندہار کی شاندار عیدگاہ مسجد ، جو اب ان کی ایک یاد گار ہے۔

مٹا یا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو جس نے
وہ کیا تھا؟ زور حیدر ، فقر بوذر ، صدق سلمانی
(اقبال)